آوارہ گرد
نمبر: 45
PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

آوارہ گرد

ڈاکٹر عبدالرب بھٹی

قسط نمبر: 45

مندر کلیسا، سینی گاگ، دھرم شالے اور اناتھ آشرم... سب ہی اپنے اپنے عقیدے کے مطابق بہت نیک نیتی سے بنائے جاتے ہیں لیکن جب بانیوں کے بعد نکیل بگڑے ذہن والوں کے ہاتھ آتی ہے تو سب کچھ بدل جاتا ہے... محترم پوپ پال نے کلیسا کے نام نہاد راہبوں کو جیسے گھناؤنے الزامات میں نکالا ہے، ان کا ذکر بھی شرمناک ہے مگر یہ ہو رہا ہے... استحصال کی صورت کوئی بھی ہو، قابل نفرت ہے... اسے بھی وقت اور حالات کے دھارے نے ایک فلاحی ادارے کی پناہ میں پہنچا دیا تھا... سکھ رہا مگر کچھ دن، پھر وہ ہونے لگا جو نہیں ہونا چاہیے تھا... وہ بھی مٹی کا پتلا نہیں تھا جوان کا شکار ہو جاتا... وہ اپنی چالیں چلتے رہے، یہ اپنی گھات لگا کر ان کو نیچا دکھاتا رہا... یہ کھیل اسی وقت تک رہا جب اس کے بازو توانا نہ ہو گئے اور پھر اس نے سب کچھ ہی الٹ کر رکھ دیا... اپنی راہ میں آنے والوں کو خاک چٹا کر اس نے دکھا دیا کہ طاقت کے گھمنڈ میں راج کا خواب دیکھنے والوں سے برتر... بہت برتر قوت وہ ہے جو بے آسرا نظر آنے والوں کو نمرود کے دماغ کا مچھر بنا دیتی ہے... پل پل رنگ بدلتی، نئے رنگ کی سنسنی خیز اور رنگا رنگ داستان جس میں سطر سطر دلچسپی ہے...

تحیر... سنسنی اور ایکشن سے بھرپور ایک اور چست سلسلہ...

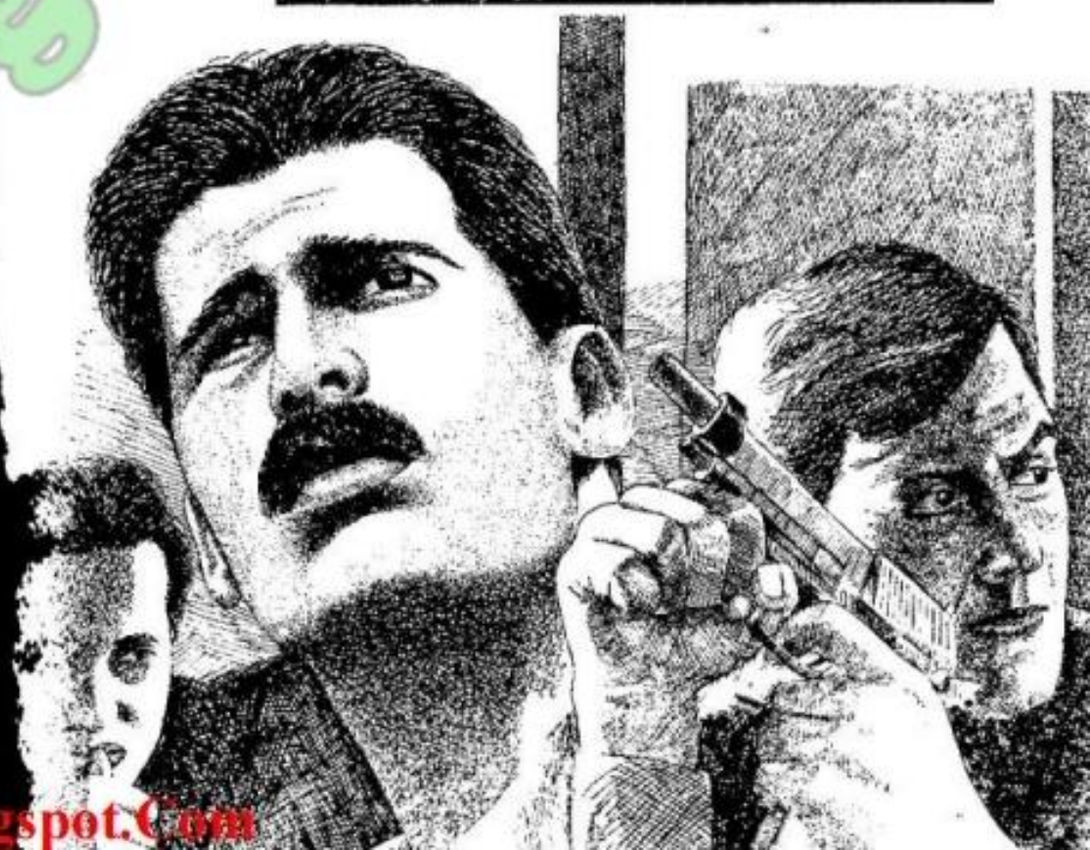

PkPdf.Blogspot.Com

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

PkPdf.Blogspot.Com کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔

کتابوں کی قیمتوں کی وجہ سے اگر آپ کو خریدنے کے بعد کتاب پسند نہیں آتی تو آپ کا اس سے مالی نقصان بھی ہو گا ہمارا مقصد یہی ہے کہ اگر آپ کو ہماری ویب سائٹ سے کوئی کتاب پسند آتی ہے تو رائٹر کو اسکا حق ضرور دیں اور کتاب خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بنائیں۔

ہم PkPdf.Blogspot.Com آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی PkPdf.Blogspot.Com کا نام اچھی طرح زہن نشین کرلیں۔ تا کہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو با آسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تا کہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

شہزاد احمد خان شہزی نے ہوش سنبھالا تو اسے اپنی ماں کی ایک ہلکی سی جھلک یاد تھی۔ باپ اس کی نظروں کے سامنے تھا مگر سوتیلی ماں کے ساتھ اس کا باپ بیوی کے کہنے پر اسے اطفال گھر چھوڑ گیا جو یتیم خانے کی ایک جدید شکل تھی، جہاں بوڑھے بچے سب ہی رہتے تھے۔ ان میں ایک لڑکی عابدہ بھی تھی، شہزی کو اس سے انسیت ہوگئی تھی۔ بچے اور بوڑھوں کے سنگم میں چلنے والا یہ اطفال گھر ایک خدا ترس آدمی، حاجی محمد اسحاق کی زیر نگرانی چلتا تھا۔ شہزی کی دوستی ایک بوڑھے سرمد بابا سے ہوگئی جن کی حقیقت جان کر شہزی کو بے حد حیرت ہوئی کیونکہ وہ بوڑھا لاوارث نہیں بلکہ ایک کروڑ پتی شخص تھا اس کے اکلوتے بے حس بیٹے نے اپنی بیوی کے کہنے پر سب کچھ اپنے نام کروا کر اسے اطفال گھر میں پھینک دیا تھا۔ اطفال گھر پر رفتہ رفتہ جرائم پیشہ عناصر کا عمل دخل بڑھنے لگتا ہے۔ شہزی کا ایک دوست اول خیر چوہدری ممتاز خان کے حریف گروپ جس کی سربراہ ایک جوان خاتون زہرہ بیگم ہے، سے تعلق رکھتا تھا۔ وہاں وہ چھوٹے استاد کے نام سے جانا جاتا تھا۔ بڑا استاد کمیل دادا ہے جو زہرہ بانو کا خاص دست راست اور اس کا یکطرفہ چاہنے والا بھی تھا زہرہ بانو درحقیقت ممتاز خان کی سوتیلی بہن ہے۔ دونوں بھائی بہنوں کے بیچ زمین کا تنازعہ عرصے سے چل رہا تھا۔ کمیل دادا، شہزی سے خار کھانے لگا ہے۔ اس کی وجہ زہرہ بانو کا شہزی کی طرف خاص التفات ہے۔ بیگم صاحبہ کے حریف، چوہدری ممتاز خان کو شہزی ہر محاذ پر شکست دیتا چلا آرہا تھا، زہرہ بانو، نیک شاہ نامی ایک نوجوان سے محبت کرتی تھی جو درحقیقت شہزی کا ہم شکل ہی نہیں، اس کا بچھڑا ہوا بھائی تھا۔ شہزی کی جنگ پھیلتے پھیلتے ملک دشمن عناصر تک پہنچ جاتی ہے۔ ساتھ ہی شہزی کو اپنے ماں باپ کی بھی تلاش ہے۔ وزیر جان جو اس کا سوتیلا باپ ہے، اس کی جان کا دشمن بن جاتا ہے۔ وہ ایک جرائم پیشہ گینگ ''اسپیکٹرم'' کا زونل چیف تھا، جبکہ چوہدری ممتاز خان اس کا حلیف۔ رنجیر ڈفورس کے میجر ریاض ان ملک دشمن عناصر کی کھوج میں تھے، ان دشمنوں کو سیاسی اور عوامی حمایت حاصل تھی۔ لوہے کو لوہے سے کاٹنے کے لیے شہزی کو اعزازی طور پر بھرتی کرلیا جاتا ہے اور اس کی تربیت بھی باور ایک خاص تربیتی کیمپ میں شروع ہوجاتی ہے، عارفہ علاج کے سلسلے میں امریکا جاتے ہوئے عابدہ کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ اسپیکٹرم کا سربراہ لولوخ، شہزی کا دشمن بن چکا ہے، وہ جے پی سی (جیوش بزنس کمیونٹی) کی ملی بھگت سے عابدہ کو امریکی سی آئی اے کے چنگل میں پھنسا دیتا ہے۔ اس سازش میں بالواسطہ عارفہ بھی شریک ہوتی ہے۔ باسکل ہولارڈ، ایک یہودی نژاد کٹر مسلم دشمن اور جے پی سی کے خفیہ دنیائے مسلم کے خلاف سازشوں میں ان کا راست ہے۔ باسکل ہولارڈ کی فورس ٹائیگر لیگ شہزی کے پیچھے لگ جاتی ہے۔ باسکل ہولارڈ کی لاڈلی بیٹی انجیلا، لولوخ کی بیوی ہے۔ آذیسہ کینن کے سلسلے میں عارفہ اور سرمد بابا کے درمیان پیشگوئی آخری سچ پر پہنچ جاتی ہے، جسے لولوخ اپنی ملکیت سمجھتا ہے، ایک نوجوتیا سیٹھ نوید سانچے والا نوید کو رہا کرنے کے سلسلے میں ایک طرف تو لولوخ کا ٹاؤٹ ہے اور دوسری طرف وہ عارفہ سے شادی کا خواہش مند ہے۔ اس دوران شہزی اپنے ماں باپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ اس کا باپ تاج دین شاہ، درحقیقت وطن عزیز کا ایک گمنام بہادر غازی سپاہی تھا۔ وہ بھارت کی خفیہ ایجنسی کی قید میں تھا۔ بھارتی خفیہ ایجنسی بلیو ٹسی کا ایک افسر کرشن سی جی بھگوانی، شہزی کا خاص ٹارگٹ ہے۔ شہزی کے ہاتھوں بیک وقت اسپیکٹرم اور بلیو ٹسی کو ذلت آمیز شکست ہوتی اور وہ دونوں آپس میں خفیہ گٹھ جوڑ کرلیتے ہیں۔ شہزی، کمیل دادا اور زہرہ بانو کی شادی کرنے کی بات چلانے کی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجے میں کمیل دادا کا شہزی سے نہ صرف دل صاف ہوجاتا ہے بلکہ وہ بھی اول خیر کی طرح اس کی دوستی کا دم بھرنے لگتا ہے۔ باسکل ہولارڈ، امریکا میں عابدہ کا کیس دوبارہ گرمی کی عدالت میں منتقل کرنے کی سازش میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ امریکا میں مقیم ایک بین الاقوامی مبصر اور رپورٹر آنسہ خالدہ، عابدہ کے سلسلے میں شہزی کی مدد کرتی ہے۔ وہی شہزی کو مطلع کرتی ہے کہ باسکل ہولارڈ، سی آئی اے میں ٹائیگر لیگ کے دو ایجنٹ اس کو اغوا کرنے کے لیے خفیہ طور پر اس سے پاکستان روانہ کرنے والا ہے۔ شہزی ان کے شکنجے میں آجاتا ہے، ٹائیگر لیگ کے مذکورہ دونوں ایجنٹ اسے پاکستان سے لگانے کی کوشش کرتے ہیں جہازراں کمپنی اڈیسہ کے شیئرز کے سلسلے میں لولوخ برما (رنگون) میں مقیم تھا۔ اس کا دست راست سے جی کو پارا، شہزی کو ٹائیگر لیگ سے چھین لیتا ہے اپنی ایک لگژری یوٹ میں قیدی بنالیتا ہے۔ وہاں اس کی ملاقات ایک اور قیدی، بٹام چھنگری سے ہوتی ہے جو کبھی اسپیکٹرم کا ایک ریسرچ آفیسر تھا جو بعد میں تنظیم سے کٹ کر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ روپوشی کی زندگی گزار رہا تھا۔ بٹام اسے پاکستان میں موئن جوڈرو سے برآمد ہونے والے طلسم نور ہیرا کے راز سے آگاہ کرتا ہے جو چوری ہوچکا ہے اور لولوخ اور سی جی بھگوانی کے ایک مشترکہ معاہدے کے تحت سے جی کو پارا کی یوٹ میں بیوقوف بنا چندر ناتھ، شیام اور کورنیلیا آتے ہیں۔ وہ شہزی کو آنکھوں پٹی باندھ کر بلیو ٹسی کے ہیڈ کوارٹر لے جاتے ہیں، وہاں پہلی بار بلیو ٹسی کے چیف سی جی بھگوانی، شہزی اپنی نظروں کے سامنے دیکھتا ہے، کیونکہ یہ وہی درندہ صفت شخص تھا جس نے اس کے باپ پر اس قدر تشدد کے پہاڑ توڑے تھے کہ وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھا تھا۔ اب پاکستان میں شہزی کے باپ کی حیثیت ڈکلیئر ہوگئی تھی کہ وہ ایک محب وطن گمنام سپاہی تھا، تاج دین شاہ کو ایک تقریب میں افواج فوجی اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے شہزی کی اہمیت بھی کم نہ تھی، یوں بھگوانی اپنے منصوبے کے مطابق اس کی رہائی کے بدلے شہزی کے ساتھیوں، زہرہ بانو اور اول خیر وغیرہ سے پاکستان میں گرفتار شدہ اپنے جاسوس سندر داس کو آزاد کروانا چاہتا تھا۔ ایک موقع پر شہزی، اس بری تعلق سے جی کو ہارا اور اس کے ساتھی بھوک کو بے بس کردیتا ہے، وہاں سوشیلا کے ایل ایڈوانی سے اپنی بہن، بہنوئی اور اس کے دو معصوم بچوں کے قتل کا انتقام لینے کے لیے شہزی کی ساتھی بن جاتی ہے۔ دونوں ایک خونی معرکے کے بعد وہاں سے فرار ہوجاتے ہیں۔ پولیس ان دونوں کے تعاقب میں تھی مگر شہزی اور سوشی کا سفر جاری رہتا ہے۔ حالات کی مستقل پُرفریبیوں کے باوجود وہ اس چھوٹی سی بستی میں تھے کہ کوبارا اور چندر ناتھ حملہ کردیتے ہیں۔ خونی معرکے کے بعد شہزی اور سوشیلا وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ شہزی کا پہلا ٹارگٹ صرف سی جی بھگوانی تھا۔ اسے اس تک پہنچنا تھا۔ مگر اس کی منزل تھی۔ مہوان اور ان دونوں کو ایک ریسٹورنٹ میں ملنا تھا مگر اس کی آمد سے پہلے ہی وہاں ایک ہنگامہ ان کا منتظر تھا۔ کچھ لوفر ٹائپ لڑکے ایک رینا نامی لڑکی کو تنگ کررہے تھے۔ شہزی کافی دیر سے یہ برداشت کررہا تھا۔ بالآخر اس کا خون جوش میں آیا اور ان غنڈوں کی اچھی خاصی مرمت کرڈالی۔ رینا اس کی مشکور تھی۔ اسی اثنا میں رینا کے باڈی گارڈ وہاں آجاتے ہیں اور یہ روح فرسا انکشاف ہوتا ہے کہ وہ ایل کے ایڈوانی کی پوتی ہے۔ ان کے ساتھ آنا سے گرے گھوڑ میں الجھنے والا معاملہ ہوگیا تھا۔ شہزی، رینا کو اپنے پاکستانی ہونے اور اپنے مقاصد کے بارے میں بتا کر قائل کرنے میں کامیاب ہوجاتا

ہ شہزی کی مدد کرتی ہے اور وہ اپنے ٹارگٹ بلیو ٹسی تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہاں کی سیکیورٹی سے مقابلے کے بعد بلیو ٹسی کے ہیڈ کوارٹر میں تنہا ہی بچا اور سی جی بھگوانی کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ شہزی نے ایک بوڑھے کا روپ دھارا ہوا تھا۔ سی جی بھگوانی، شہزی کے گن کے نشانے پر تھا مگر نہیں سکا کہ شہزی کے ساتھی اول خیر، بھلیلہ اور کمیل دادا اس کے قبضے میں تھے اور کالا پانی ''انڈیمان'' پہنچا دیے گئے تھے۔ کالا پانی کا نام سن کر ک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں جانا ناممکنات میں تھا۔ اپنے ساتھیوں کی رہائی کے لیے سی جی بھگوانی کو تاوان چاہتا ہے۔ بھگوانی مدد کے لیے تیار ہوجاتا اس اثنا میں کورنیلیا فون پر بتاتی ہے کہ تینوں کو ''کلی منجارو'' پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ نام سن کر شہزی مزید پریشان ہوجاتا ہے۔ اچانک بلراج سنگھ حملہ آور مقابلے میں سی جی بھگوانی مارا جاتا ہے۔ پھر شہزی کی ملاقات ناناشکور سے ہوتی ہے، جو مکتی کا ایک بڑا کمانڈر تھا۔ ناناشکور شہزی کی مدد کے لیے تیار ہے اور پھر شہزی، سوشیلا اور ناناشکور کے ہمراہ کلی منجارو کی طرف روانہ ہوجاتا ہے۔ ناناشکور کی سربراہی میں رات کی تاریکی میں سفر جاری تھا۔ گھنے دلدلی جنگل کی حدود شروع ہوچکی تھی کہ اچانک جنگلی وحشی زہریلے تیروں سے حملہ کردیتے ہیں۔ شہزی اپنی گن سے جوابی فائرنگ کرکے کچھ حملہ آوروں کو ختم کردیتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں مگر تاریکی کی وجہ سے ناناشکور دلدل میں پھنس کر ہلاک ہوجاتا ہے۔ اب شہزی اور زخمی سوشیلا کا سفر جاری تھا کہ وہ ایک نیم صحرائی علاقے میں پہنچ جاتا ہے جہاں حدِ نگاہ کالی چٹانوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ سوشیلا کو چھوڑ کر خود ایک قریبی پہاڑی کا رخ کرتا ہے تاکہ راستوں کا تعین کرسکے۔ واپسی کے لیے پلٹتا ہے تو ٹھٹک کر رک جاتا ہے۔ کیونکہ ہر طرف رینگتے کالے سیاہ رنگ کے موٹے اور بڑے ڈنک والے بچھو نظر آئے۔ یہ سیاہ پہاڑی بچھو تھے جنہیں دیکھ کر شہزی کے اوسان خطا ہوجاتے ہیں۔ بچھوؤں سے نکلنے کے لیے وہ اندھا دھند دوڑ پڑتا ہے۔ ڈھلوان پر دوڑتے ہوئے لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے اور چٹانی پتھر سے ٹکرا کر بے ہوش ہوجاتا ہے۔ ہوش میں پر خود کو ایک لانچ میں پاتا ہے۔ وہ لانچ میجر کیم کھلا اور اس کی بیٹی سونگ کھلا کی تھی۔ وہ نایاب کالے بچھوؤں کے شکاری تھے اور بچھوؤں کا کاروبار تھے۔ اچانک سونگ کھلا کی نظر بے ہوش شہزی پر پڑتی ہے اور اسے ان بچھوؤں سے بچالیتی ہے۔ شہزی خود کو ایک ہندو ظاہر کرکے فرضی کہانی سنا کر کی اعتماد میں لے لیتا ہے۔ اس اثنا میں بری مسلم گروپ کا مجاہد ٹولا ان پر حملہ کردیتا ہے۔ شہزی کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کیم کھلا کو بے گناہ اور مظلوم مسلمانوں کے قتل کا ناسک ملا ہوا ہے تو وہ کیم کھلا اور اس کے ساتھیوں کو جہنم واصل کردیتا ہے، پھر نارتھ انڈیمان کے ساحل کا رخ کرتا ہے۔ جہاں کئی سے ٹاکرا ہوجاتا ہے۔ شہزی گھات لگا کر ان کے ایک ساتھی دیال داس کو قابو کرلیتا ہے اور اس کا بھیس بھر کر ان میں شامل ہوجاتا ہے۔ وہاں پتا کہ اس سارے چکر میں جنرل کے ایل ایڈوانی کا ہاتھ ہے اور اس کا نائب بلراج سنگھ بھی موجود ہے۔ جنرل ایڈوانی یہاں اپنے خاص مشن کی تکمیل کے لیے مضبوط ٹھکانے کے لیے ڈارک کیسل نام کی عمارت تعمیر کروا رہا تھا جس کے پیچھے بیرونی طاقتیں تھیں۔ ایڈوانی نے اپنے مکروہ مفادات کے لیے ان سے مل کر جاوا قبیلے کے سردار کو مار کر پورے جاوا قبیلے کو اپنا غلام بنالیا تھا۔ ایڈوانی اور بلراج شہزی کو دیال داس کے بہروپ میں پہچان نہ سکے چالاکی سے اپنا اعتماد بحال کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ پھر شہزی منصوبے کے تحت بلراج سنگھ کو جہنم واصل کرتا ہے۔ ایڈوانی ڈارک کیسل سے سرنگ کے ذریعے فرار کی کوشش کرتا ہے۔ شہزی ساتھیوں سمیت ایڈوانی کا پیچھا کرتا ہے اور اسے سمندر برد کرکے طلسم نور ہیرا حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے پھر ہندوستانی مچھیروں کے روپ میں پاکستان کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔ راستے میں دونوں ملکوں کے کوسٹ گارڈز سے نمٹتے اپنی سر پاکستان پہنچتے ہی زہرہ بانو سے رابطہ کرتا ہے۔ ملتان جانے سے پہلے لاڑکانہ پہنچ کر بٹام کی بیوہ ارم سے ملتا ہے۔ وہاں کا زمیندار شاہ نواز خان جو کی ہیرا چوری کرچکا تھا اب دوبارہ حاصل کرنے کے چکر میں بٹام کی بیوہ پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ شہزی وغیرہ کی آمد پر شاہ نواز خان دھوکے سے بٹام اور اس کی بیوہ ارم کے اغوا کے جرم کی رپورٹ کرادیتا ہے۔ پولیس اول خیر اور کمیل دادا کو پکڑ کر لے جاتی ہے۔ شہزی کو شاہ نواز خان اپنا قیدی بنا جاتا ہے۔ اچانک رات کے سناٹے میں خطرناک ڈاکو پریل چانڈیو حویلی پر حملہ آور ہوتا ہے۔ واپسی میں شاہ نواز کی بیٹی سونہڑیں بھی ساتھ ہوتی اس کی محبوبہ ہے۔ جاتے ہوئے پریل، شہزی کو بھی اپنے اڈے پر لے جاتا ہے۔ اسی رات پریل کا نائب لالچی ماچھی لانچ میں آکر سازش کرتا ہے پریل کو غائب کرا کر خود سردار بن بیٹھتا ہے اور سونہڑیں کو تاوان کے لیے قبضے میں کرلیتا ہے۔ شہزی، لالچی ماچھی کے ساتھی عارب خان کو قابو کرلیتا عارب بتاتا ہے کہ پریل کو بے ہوش کرکے ایک گہرے گڑھے میں ڈال دیا ہے صبح تک جنگلی کتے اس کا کام تمام کردیں گے۔ شہزی، پریل کو بچا میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ پریل، شہزی کا احسان مند ہوتا ہے اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شہزی کے ساتھیوں اور سونہڑیں کو چھڑانے کے لیے تھانے کردیتا مگر رنجیر ڈی ایس پی ڈکیت فورس وہاں پہلے سے موجود تھی۔ مقابلے میں پریل اور اس کے ساتھی مارے جاتے ہیں۔ شہزی اور اس کے ساتھی کی تحویل میں چلے جاتے ہیں۔ شہزی، میجر وسیم کو اپنے بارے میں تمام حقائق سے آگاہ کرتا ہے، میجر وسیم، شہزی پر اعتماد کرتے ہوئے بھاری نفری گھر شاہ نواز کے خفیہ ڈیرے پر ریڈ کرکے طلسم نور ہیرا برآمد کرلیتے ہیں۔ اس مہم کے بعد شہزی اپنے ساتھیوں سمیت بیگم ولا کا رخ کرتا ہے جہاں کے والدین اور زہرہ بانو کی نگاہیں منتظر تھیں۔ پاکستان پہنچ کر شہزی کو پتا چلتا ہے کہ عارف، نوید سانچے والا کی قید میں ہے، عارفہ کو رہائی دلا کر نوید کو قانون میں دے دیتا ہے پھر زہرہ کے تعاون اور ماں باپ کی دعاؤں کے سائے میں عابدہ کی رہائی کے لیے کمیل دادا اور بھلیلہ کے ساتھ مشن پر روانہ ہوتا ہے۔ طیارہ ابھی پاکستانی حدود میں تھا کہ شہزی کو ایک شناسا آواز نے چونکا دیا۔ یہ وزیر جان تھا۔ اور بینکاک ائرپورٹ سے شہزی کو اسمگلنگ کی دھمکی دے کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ مگر شہزی، وزیر جان کو چکما دے کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور ایک تھائی لڑکی سے ملاقات ہوجاتی ہے۔ وہاں ایک شاپنگ مال میں کچھ دہشت گرد حملہ آور ہوتے ہیں اور لوگوں کو یرغمال بنا کر اپنے قیدی چھڑانا چاہتے ہیں۔ ان شہزی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے۔ جو کاسپا کوکا آدمی ہے۔ ایک مقام پر وزیر جان سے ٹاکرا ہوجاتا ہے۔ وزیر جان بھاگ نکلنے کی کوشش کرتا ہے ار میں اس کا پیچھا کرتا ہے۔ ایک برج پر شہزی، وزیر جان کی کار کو ٹکر مارتا ہے۔ تیز رفتاری کی وجہ سے کاریں گہرے پانی میں جا گرتی ہیں۔ اس وزیر جان کو تہہ آب کرکے اپنے ازلی دشمن سے چھٹکارا پالیتا ہے۔

اب آپ مزید واقعات ملاحظہ فرمائیے

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

وہ جو کوئی بھی تھا، اس کا چہرہ دکھائی دینے سے قبل، اس کے سائلنسر لگے پستول کی سیاہ نال پہلے مجھے دکھائی دی تھی، بعد میں اس کا چہرہ..... جو بغیر نقاب کے تھا۔

"کوئی حرکت کیے بغیر چپ چاپ اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔" وہ ٹوٹی پھوٹی انگلش میں بولا۔

"حرکت کیے بغیر کیسے اُٹھوں میں؟" میں نے بظاہر ہونق بن کے کہا۔ کیونکہ ابھی میں اس کے بارے میں کچھ طے نہیں کر پایا تھا کہ وہ کون ہوسکتا ہے۔

"چالاک بننے کی ضرورت نہیں۔" وہ غراہٹ سے مشابہ آواز میں بولا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نہایت محتاط انداز میں چند قدم پیچھے کو سرک گیا۔ "جو کہا گیا ہے وہ کرو..... جلدی۔"

میں اُٹھ کر بیڈ پر پاؤں جھلائے بیٹھ رہا۔ جاگنے کے عمل سے گزرنے کے بعد میرے ہوش پوری طرح ٹھکانے آئے تو مجھے اپنی بائیں ٹانگ کے زخم سے ہلکی سی ٹیس اُٹھتی محسوس ہوئی۔ مگر اس سے بڑھ کر مجھے ایک اور جھٹکا لگا تھا۔

وہاں اس کے علاوہ دو اور مسلح افراد کھڑے تھے۔ شاید یہ اس کے ساتھی ہی تھے، ان کے ہاتھوں میں بھی جدید گنز دبی نظر آرہی تھیں لیکن مجھے جو جھٹکا لگا تھا، وہ آخر الذکر ان دونوں آدمیوں کو دیکھ کر لگا تھا، کیونکہ یہ دونوں مختلف حوالوں سے میرے شناسا تھے۔ "مختلف حوالے" سے میری مراد یہی تھی کہ میں نے ان دونوں مذکورہ افراد کو مختلف اوقات اور مختلف جگہوں پر الگ الگ دیکھا تھا اور یوں انہیں پہچانتے ہی بے اختیار میرے حلق سے ٹھنڈی سانس خارج ہوگئی تھی۔

آخری الذکر آدمی سے شناسائی میری اسی حد تک تھی کہ وہ جہنم واصل وزیر جان کے پیلس میں کاسپا کو کے ساتھ آئے ہوئے دو آدمیوں میں سے ایک تھا جبکہ دوسرا شناسا آدمی بھی کاسپا کو کا ہی تھا جس سے میری مڈبھیڑ شاپنگ مال میں ہو چکی تھی۔ اس کے دھمکی آمیز وہ الفاظ ہنوز مجھے ازبر تھے جو اس نے اس وقت مجھ سے انتہائی قہر آلودہ انداز میں کہے تھے..... "تم نے کاسپا کو کے اہم آدمی کو ہلاک کر کے بڑی بھیانک غلطی....."

یہ وہی وقت تھا جب موت کے ہرکاروں کے ایک لیڈر اور کاسپا کو کے ایک اہم آدمی کو میں ہلاک کر چکا تھا۔

"کاسپا کو سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہوتی تو میں اسے وزیر جان کے پیلس میں ہی ختم کرسکتا تھا۔"

انہیں پہچانتے ہی میں نے گمبھیر لہجے میں کہا۔ وہ تینوں اب مجھ سے بے حد محتاط نظر آرہے تھے۔ وہ میرا خطرناکی سے واقف ہو چکے تھے۔

"چپ چاپ اور بغیر کوئی چالاکی دکھائے حکم کی تعمیل کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہوگا۔" پہلا والا ہی مجھ سے مخاطب تھا۔

میرے تیزی سے سوچتے ہوئے ذہن میں یہی سوال اُبھرا تھا کہ یہ منوج کمار کی رہائش گاہ تک کیسے پہنچ گئے تھے؟ اس کا جواب بھی عیاں تھا۔ جب میں وزیر جان کی کل رہائش گاہ سے کار پورچ سے اس کے تعاقب میں نکلا تھا اس وقت کاسپا کو بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ بڑی گاڑی میں کوچ کرنے کی تیاری میں تھا اور میری کار کا اگلا بمپر اس کی گاڑی کے پچھلے حصے سے ٹکرایا تھا۔ کیا خبر وہیں سے ہی کاسپا کو نے میرا تعاقب شروع کر دیا ہو اور میں اس تعاقب پر دھیان دینے کی پوزیشن میں بھی کب تھا؟ میں اس وقت اپنے اہم شکار (وزیر جان) کے تعاقب میں تھا پھر وہاں سے میرے ٹیکسی میں سوار ہونے تک انہوں یہاں تک تعاقب کیا ہوگا اور پھر دوبارہ کیل کانٹوں سے لیس ہو کے لوٹے تھے۔ مقصد مجھے یرغمال بنانے کے سوا اور ہوسکتا تھا۔ پتا نہیں اب ان تینوں نے منوج کمار کا کیا حشر ہوگا؟

میں بظاہر ان کا حکم ماننے کے لیے بیڈ سے خاصے کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ میری بائیں ٹانگ کا زخم بہت تھا۔

"یہاں ایک اور آدمی بھی تھا۔" میں نے کھڑے ہوتے ہوئے تخاطب سے استفسار یہ کہا۔ میری مراد منوج کمار سے تھی۔

"اسے ختم کر دیا گیا....." تخاطب نے بڑی سفاکی سے کہا اور میرا دم گھٹنے لگا۔ ان خونی ہرکاروں سے اس توقع کی جاسکتی تھی۔ مجھے "گریٹ روبری" کے موجد مختصر کہانی کے عبرت انجام پر افسوس تھا۔ پتا نہیں بے چارہ اپنی زندگی بنانے کے لیے چوری کا کون سا بڑا منصوبہ بنا ہوئے تھا۔ پتا نہیں بدنصیب منوج کمار مجھ سے کیا کام لینا چاہتا تھا اور اس کے بدلے میری امریکا روانگی کا بھی نے بندوبست سوچ رکھا تھا۔ اب وہ سب سوبوتا ژ ہو چکا تھا تقدیر نے ایک بار پھر میری امریکا یاترا کی راہ کاٹ ڈالی تھی۔

"اس بے چارے کا کیا قصور تھا۔ وہ میرا ساتھی نہیں تھا۔" میں نے اسے ایک بار پھر مخاطب کیا۔

"ہم اسے ہلاک کرنا نہیں چاہتے تھے، نہ ہی تمہیں ہم کا جانی نقصان پہنچانے کا کوئی ارادہ..... رکھتے لیکن تمہارے اس ساتھی نے ہم پر حملہ کرنے کی بے کوشش کی تھی۔" اس نے سرد سی متانت سے کہا مگر مجھے کے لہجے سے دروغ گوئی کی بُو آتی محسوس ہو رہی تھی۔

"میں نے کہا نا کہ وہ میرا ساتھی نہیں تھا۔"

"ٹھیک ہے پھر تمہیں اس کی موت کا افسوس نہیں ہونا ہم تمہارا بھی یہی حشر کر سکتے ہیں، بہ شرطیکہ تم نے کوئی دکھانے کی کوشش چاہی تو..... اس لیے اس رعایت کا فائدہ اُٹھاؤ۔"

میں نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ مگر اس نے مجھے مزید بولنے روک دیا۔

"بس! اب دروازے کی طرف اپنا منہ کر کے ہاتھ پیچھے موڑ لو۔" اس بار وہ غراتے ہوئے لہجے میں اور میں نے ایسا ہی کیا۔ میرے اعصاب تن گئے تھے۔ ان پر حملہ کرنے کے..... عوامل پر غور کرنے لگا۔ لیکن کی حد سے زیادہ محتاط روی آڑے آرہی تھی، یہی سبب تھا جب میں نے اس کے حکم کی تعمیل میں دروازے کی طرف اپنا منہ موڑا تو اس دوران ان تینوں کی "اسٹینڈنگ ..." کا اندازہ بھی لگانے کی سعی چاہی تھی۔ جو میرے پر اچانک حملہ کرنے کے جارحانہ انداز میں مانع ہو رہی

کیونکہ یہ تینوں اسلحہ بدست تھے۔ وہ تھوڑا دائیں ہو گیا تھا۔ یوں میں اس کے دونوں اسلحہ پوش یوں کے نشانے پر تھا۔ جس وقت میرے دونوں ہاتھوں کلائیوں میں آہنی زنجیروں کے کڑے ڈالے جانے لگے تک میرے ذہن رسا میں ایکشن دکھانے کا منصوبہ آچکا

میں جانتا تھا کہ پہلے والے نے کس مقصد کے تحت پستول پر سائلنسر..... چڑھا رکھا تھا، تاکہ ایسی کسی ن پروہ بے آواز مجھ پر فائر کر کے بے بس کرے۔ باقی میں سے ہی یقیناً ایک کو اس نے اشارہ کیا تھا۔ اور وہ پشت پر کھڑا میرے اُٹھے ہوئے ہاتھوں میں ہینڈ کف رہا تھا۔ ابھی ایک ہی حلقے میں میرا ہاتھ ڈالا تھا کہ بظاہر خاموش کھڑے وجود میں جیسے پل کے پل پارا ت کر گیا۔ اپنی داہنی ٹانگ پر میں بہ سرعت ہی گھوما اور دائیں بازو کی کہنی کا وار پشت پر کھڑے ہینڈ کف ہوئے ہرکارے کے پہلو پر پڑا۔ وہ اپنے حلق سے

"اوغ" کی آواز خارج کر کے جھکا۔

یہ حملہ کرتے ہی میری محتاط گردشی نظروں نے سب سے پہلے اسی ہرکارے کو لیا تھا جس نے خاص مقصد کے لیے اپنے پستول پر سائلنسر چڑھا رکھا تھا۔ زد میں آئے ہرکارے کو میں نے کچھ اس طرح دھکیلنے کے انداز میں نشانہ بنایا تھا کہ میرے بجائے وہ دوسرے ہرکارے کے نشانے پہ آجائے۔ یہ بھانپتے ہی اس نے مجھ پر گولی چلانے کے لیے اپنی اسٹینڈنگ پوزیشن بدلنے کی کوشش چاہی تھی کہ تبھی میں مضروب کو اپنے کندھے کی زوردار ٹکر رسید کر کے اس پر اچھال چکا تھا۔

وہ اس سے ٹکرایا اور گرا، تب تک میں نے اس پر لانگ جمپ لی اور اسے رگیدتا ہوا دوسری طرف کی دیوار سے ٹکرایا۔ تیسرے ہرکارے کی طرف سے بھی میں کسی خوش فہمی کا شکار نہ تھا کہ وہ اپنی بغیر سائلنسر لگی گن سے فائر نہیں کرسکتا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی راستہ نہ پا کر وہ اپنی رائفل سے برسٹ فائر کر کے اُبھرنے والی گولیوں کی "گھن گرج" کا رسک لینے پر تیار ہو بھی جاتا۔ اسی لیے میں نے سائلنسر لگے پستول والے ہرکارے کو زد میں لیتے ہی اس سے گن جھپٹنے کی کوشش چاہی مگر وہ کم بخت بھی کم تربیت یافتہ نہ تھا۔ اس نے ایک ذرا سا موقع پاتے ہی اسی گن کا دستہ میری پیشانی پر دے مارا۔ شدتِ تکلیف کے باعث میرے حلق سے چیخ خارج ہوگئی۔ باقی دونوں سنبھلتے ہی مجھ پر پل پڑے۔

ضربِ شدید کے باعث میرا سر چکرایا ہوا تھا اور یوں میں مار کھا گیا۔ آناً فاناً میرے ہاتھ رسن بستہ کر دیے گئے۔ مجھے اُٹھا کر کھڑا کر دیا گیا اور لاتوں اور مکوں سے ان تینوں بدبختوں نے اپنے دل کی خوب بھڑاس نکالی۔ یہاں تک کہ میں نڈھال ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے کالر سے پکڑ کر کھڑا کیا تو میرے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ایسے ہی وقت میں جبکہ میں پاس کے کمرے کے دروازے کے قریب کھڑا تھا، مجھے وہاں سے فرش پر پڑی بدنصیب منوج کمار کی لاش دکھائی دے گئی۔

یہ لوگ مجھے باہر لے آئے۔ سامنے سیاہ وین کھڑی تھی۔ اس میں سوار ہونے کے بعد یہ لوگ روانہ ہوگئے۔ شام رات میں ڈھل رہی تھی۔ میری آنکھوں پہ انہوں نے پٹی باندھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔ شاید اسی لیے کہ میں اجنبی ہی تھا یہاں..... کہاں کہاں اور کون کون سی جگہیں ازبر کرتا۔ یہاں کا تو ایک ایک چپا میرے لیے اجنبی تھا۔ فوری طور پر گزرے اور دیکھے بھالے علاقوں اور مقامات کی

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

الگ بات تھی۔

اس وقت بھی مجھے جن راستوں پر لے جایا جا رہا تھا، وہ میرے لیے اجنبی راہیں تھیں۔ چمکتے دمکتے نیون سائن، جلتے بجھتے دیوزاد بورڈز اور چمکتی ہوئی اسکرینز۔ شہروں کے جھلملاتے کنارے اور وہاں بنے ہوئے پارک پر لوگوں کی آوک جاوک..... معروف شاہراہیں اور ان پر دوڑتی بھاگتی گاڑیاں.....

ایک مقام پر جہاں سے وین کی رفتار کم ہوئی تو وہ موڑ کاٹنے لگی۔ اس کے دائیں جانب مجھے کسی بڑے معبد خانے کی عمارت دکھائی دی۔ جس کی پیشانی پر "تریمیتر میوزیم" درج تھا۔ یہ مین سائن میں نے ذہن نشین کرلیا۔ یہاں سے بعد کا اختتامی سفر بمشکل پندرہ بیس منٹ کا ہی رہا تھا اور ہم ایک ایسے علاقے میں داخل ہوگئے جس کے اطراف میں پام کے درخت اور وسیع و عریض قطع اراضی میں باغیچے پھیلے ہوئے تھے۔ انہی کے درمیان سے گزرتی ایک کنکریٹ کی پختہ روش پر وین رینگنے کی رفتار سے ایک سفید رنگ کی بیش قیمت..... لکڑی کی عمارت کے بڑے سے گیٹ کے سامنے رکی جس کا رنگ سیاہ تھا۔ وین ابھی گیٹ کے قریب ہی تھی کہ دونوں دروازے دائیں بائیں سلائڈ ہوگئے۔ وین رکے بغیر اندر داخل ہوگئی۔ سامنے ہی مجھے وسیع سوئمنگ پول نظر آیا۔ وہاں روشنی تھی۔ باقی لان میں بھی مدھم سی روشنیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہاں میں نے چار پانچ خوفناک شکاری جبڑوں والے جرمن شیفرڈ کو آزادانہ منڈلاتے ہوئے دیکھا۔ دو دھاری دھار بھاری جسامت کے چیتے بھی مجھے مٹرگشت کرتے دکھائی دیے۔ اصل رہائشی عمارت اندر تھی۔ کچھ مستعد اور مسلح افراد بھی تنے کھڑے نظر آئے تھے۔ ایسے ہی باہر کے گیٹ پر بھی موجود تھے۔

سامنے لمبا چوڑا شطرنج بورڈ جیسی ٹائلوں والا فرش پھیلا ہوا تھا جہاں ایک خوب صورت مگر بھاری بھرکم محرابی دروازہ تھا۔ اس کے دائیں بائیں چنگھاڑتے ہوئے درندوں کے سنگی مجسمے بنے ہوئے تھے۔ یہی گل دان کا بھی کام دے رہے تھے۔ ان پر خوش رنگ پودے اور پھول نظر آرہے تھے۔

اس مرکزی دروازے سے ہم اندر داخل ہوگئے۔

بیک اک کے ایک خطرناک گینگسٹر کے ٹھکانے پر.....

میرے دل و دماغ کی عجیب سی کیفیات ہونے لگی تھیں۔ کاسپا کو جیسے سفاک اور درندہ صفت آدمی سے کسی بھی قسم کی بربریت کی توقع کی جاسکتی تھی۔ بدیس کی اجنبیت ایک الگ سی پریشانی اور دل میں فطری طور پر ایک عدم تحفظ کا سا ابھارتی ہے۔

ہم ایک بڑے سے شاہانہ طرز کے کمرے میں آگئے۔ شکر تھا کہ مجھے کسی تہ خانے نما قید خانے یا زندان میں نذر نہیں کیا تھا جس کا مطلب میری عقل میں یہی آتا تھا کہ کاسپا کو..... کا ارادہ کم از کم فوری طور پر مجھے نقصان پہنچانا کا نہیں ہے۔ ورنہ مجھے نیند کے عالم میں ہی ان ہرکاروں ہلاک کرنا کیا مشکل ہوتا۔

مجھے ایک صوفے پر بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ میں خاموشی سے بیٹھ گیا۔ میرے دونوں ہاتھ ہنوز پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ میں اسی طرح ہی بیٹھ گیا تھا۔ ان تینوں میں سے دو میرے دائیں بائیں عقب میں کھڑے ہوگئے تھے۔ جبکہ تیسرا (سائلنسر پستول والا) میرے سامنے والے ایک خالی صوفے کے قریب خاموش کھڑا ہوگیا۔ میری زیرک اور چست نظروں نے ان کی اس انداز کی مخصوص پوزیشنیں سنبھالنے پر فوراً ہی محسوس کیا تھا کہ کسی کی آمد جلد ہی متوقع ہے پھر ذرا ہی دیر میں میرا یہ اندازہ درست ثابت ہوگیا۔ جب میں نے دائیں جانب کے دروازے سے کاسپا کو کو ایک وہیل چیئر پر نمودار ہوتے دیکھا۔ وہ خودکار وہیل چیئر تھی۔ جسے وہ خود ہی ایک ہاتھ سے اس کی ہتھی پر لگے لیور سے چلا رہا تھا۔ تاہم اس کی چیئر کے ہمراہ دو عدد طرح دار تھائی دوشیزائیں بھی تھیں۔ دونوں چست اور مختصر لباس میں تھیں۔

کاسپا کو جیسے آدمی کو وہیل چیئر پر دیکھ کر مجھے کوئی خاص حیرت نہیں ہوئی تھی کیونکہ میں اس کی وجہ جانتا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی اور دائیں ٹانگ کی بھی یہی حالت تھی۔ وزیر جان کی محل نما رہائش گاہ پر جب اس نے پھرتی سے پلٹ کر..... اپنے خطرناک پسٹل سے وزیر جان پر فائر جھونکنے کی کوشش چاہی تھی تو وزیر جان کے چھپے ہوئے شوٹرز نے دو گولیاں اس پر داغ ڈالی تھیں جو اس کے ایک پستول والے ہاتھ پر اور دوسری دائیں ٹانگ پر لگی تھیں۔ یہ انہی کا زخم تھا۔

وہیل چیئر مذکورہ صوفے کے قریب آکر رکی۔ دو افراد تیزی سے آگے بڑھے اور کاسپا کو کو سہارا دے کر صوفے پر بٹھا دیا۔ وہ بہرحال معذور نہیں تھا۔

اب وہ صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگائے میرے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔ میری یک ٹک نظریں بھی اس کے چہرے پر مرکوز رہی تھیں۔ ایک آدمی نے، موٹا اور گٹھا

ک کا سگار اس کے لبوں سے لگا کر لائٹر دکھا دیا۔ وہ دائیں ہاتھ سے دو تین سگار کے طویل کش لگانے کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کے بولا۔

"میں آدمی کی قدر جانتا ہوں، اسی لیے تم یہاں پر زندہ لائے گئے ہو۔" اس نے حسب سابق پُرغرور لہجے میں کہا۔ "ایک بات ذہن میں رکھنا، ابھی میں ایسا صرف سوچ رہا ہوں۔ تمہارے سلسلے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم ہو کون.....؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کس گینگ سے تعلق رکھتے ہو؟"

میں نے ایک گہری سانس خارج کی۔ میں یہاں لانے تک قیاس آرائی کے بل بوتے پر سوچ چکا تھا کہ وہ مجھ سے کیا اور کس قسم کے سوالات کر سکتا ہے۔ میری "خطرناکی" کے وہ دو شواہد، جن میں ایک خاتمانہ اور دوسرا نظری تھا، سے اچھی طرح آگاہ ہو چکا تھا۔ لہٰذا میں نے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسی شخص کے گینگ کا ایک اہم رکن تھا جس سے بات کرنے تم کل آئے تھے۔"

"ہوم..... مم!" سگار کے سیاہ گاڑھے دھوئیں کے گچھے فضا میں چھوڑتے ہوئے اس نے گمبھیر انداز کی ایک ہنکاری لی تھی۔

"اس سے منحرف ہونے کی وجہ.....؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

"دشمنی۔"

"دشمنی کی نوعیت؟"

"میری اب تک کی قربانیوں، وفاداریوں اور جاں نثاری کا بدلہ..... ایک نئے شامل ہونے والے آدمی کو مجھ پر ترجیح دینا تھا۔" میں نے اسی انداز میں دروغ گوئی سے کام لیا جس انداز اور "قبیل" کا یہ مجھے سمجھے ہوئے تھا۔

"یہ تو دشمنی کی اتنی بڑی وجہ نہیں محسوس ہوتی کہ تم اپنے ہی باس کو ہلاک کر ڈالو.....؟" وہ بولا۔

بلاشبہ کاسپا کو..... گھاگ آدمی تھا۔ وہ نوعیت تاڑنے کی کوشش کر رہا تھا نیز اسے بھی پتا چل چکا تھا کہ میں وزیر جان کو جہنم واصل کر چکا ہوں، اسی سبب میرا یہ اندازہ بھی درست ہی ثابت ہوا تھا کہ اس نے فوکٹ پیکس، مل ٹاپ سے میرا تعاقب کیا تھا۔

"میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔" میں نے کہا اور آگے بولا۔ "ترجیح دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس آدمی کی شکایات پر میرے خلاف تنظیمی وتادیبی کارروائیاں بھی کی جاتیں۔ یہاں تک کے جب اسی نووارد نے جب میری فیملی پر بُری نظر رکھی تو..... میں خود پر قابو نہ پاسکا اور اس پر بلا بول دیا۔ اس کی درگت بنا ڈالی اور باس وزیر جان سے اس کی شکایت بھی کر ڈالی مگر اس نے میرے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد باس کو میرے خلاف پوری طرح اُکسا دیا تھا۔ باس نے حسب معمول اسی کی سائڈ لی تو میں بددل ہو کے تنظیم سے نکل گیا۔ اس آدمی کو دشمنی نکالنے کا موقع مل گیا اور اس نے میری فیملی کو انتقام کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ ایسا اس نے باس کی شہ اور مدد کے بل بوتے پر کیا تھا۔ اس نے مجھے بھی تنظیم سے انحراف کرنے پر موت کے گھاٹ اُتارنے کا حکم دے رکھا تھا۔ تب سے میں اپنے سینے میں انتقام کی آگ لیے ہوئے انڈیا سے اس کے پیچھے یہاں تک چلا آیا تھا۔"

میں اچھی خاصی دروغ گوئی سے کام لینے کے بعد چپ ہو رہا اور اس کے چہرے پر اپنی بات کے ردِعمل کا جائزہ لینے لگا۔ وہ مجھے لاحالہ ہی سہی جس قبیل کا سمجھے ہوئے تھا، میں..... اُسے اسی انداز میں ہی مطمئن کر سکتا تھا۔

وہ اپنے پھولے ہوئے پپوٹوں تلے اُبلی ہوئی آنکھوں سے کسی مینڈک کی طرح مجھے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد سگار کا ایک طویل کش لیا۔

"میری معلومات کے مطابق تم یہاں اس کی قید میں بھی رہ چکے تھے۔ میرے آدمی موتو کی مداخلت سے تم آزاد ہوئے۔ پھر پتا نہیں تمہارے اور موتو کے درمیان کس طرح کی ٹھن گئی تھی کہ..... تم اس کے نرغے سے بھی فرار ہوگئے۔ تم نے اسے شدید زخمی بھی کر دیا۔ یہ سارا کیا چکر تھا؟"

میں نے یہ حقیقت بلاکم وکاست..... صاف گوئی سے بتا ڈالی کہ اس کی سانچی نامی گرل فرینڈ تمہارے قبضے میں تھی اور موتو اسی لیے مجھے وزیر جان کے ایک آدمی کی مدد سے چھڑا کر تمہارے حوالے کرنا چاہتا تھا۔"

میں جانتا تھا کہ یہ حقیقت بھی اسے معلوم ہوگی، لہٰذا اس معاملے میں جھوٹ بولنا میرا خود کو پھنسانے کے مترادف ہوتا۔

"صحیح..... بالکل صحیح....." کاسپا کو معنی خیز انداز میں بولا۔ "تو گویا اس کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی سانچی تمہاری کچھ نہیں لگتی تھی۔"

"ہرگز نہیں، وہ تو اتفاق سے میرے ساتھ اُس روز

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

شاپنگ مال میں پھنس گئی تھی۔ چونکہ ہم سب یرغمال تھے تو لامحالہ ایک ہی کشتی کے سوار کہلائے تھے۔ ورنہ میرا تو وہاں کسی سے بھی کوئی تعلق نہ تھا۔'' میں نے بہت محتاط انداز میں اُس کی آخری بات کا جواب دیا۔ کیونکہ میری اور کاسپا کو کی دشمنی کی بنیاد ادھر سے ہی پڑی تھی۔

''صحیح..... بالکل صحیح.....'' کاسپا کو ایک بار پھر اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔ یہ شاید اس کا تکیہ کلام تھا۔

''وہاں تمہارے ہاتھوں میرا ایک اہم مشن فیل ہو گیا اور ایک اہم آدمی بھی ہلاک ہوا تھا۔'' اس بار وہ سرسراتے لہجے میں کہہ رہا تھا اور میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ کیونکہ گفتگو کی لَے بدل رہی تھی۔ وہ جواب طلب انداز میں یہ بات کہہ کر میرے چہرے پر اپنی سناٹے دار نظریں مرکوز کیے رہا تو میں نے ہولے سے کھنکھار کر جواب میں کہا۔

''میری تم سے یا تمہارے آدمیوں سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ میں نے اُس روز وہاں جو کچھ کیا تھا وہ اپنی جان بچانے کے ایک فطری تقاضے کے تحت کیا تھا۔ اس میں کسی دشمنی کا کوئی بھی دخل نہ تھا۔''

''صحیح..... بالکل صحیح.....'' کہتے ہوئے وہ پھر اپنا سر دھننے لگا۔

میری انتہائی حساس آبزرویشن..... اس کی باڈی لینگویج اور لب ولہجہ سے پتا چل رہا تھا وہ اب تک میرے سارے سوالات سے مطمئن رہا ہے۔ تبھی اس نے اپنے ان دو آدمیوں، جو میرے صوفے کے عقب میں دائیں بائیں مستعد کھڑے تھے، ان میں سے ایک کو مخصوص اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھا اور میرے ہاتھوں کے ہینڈ کف کھول دیے۔ میں نصف آزاد ہو گیا۔ دل کچھ مطمئن ہوا، خلاصی ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ پتا نہیں اب بینکاک کا یہ گینگسٹر مجھ سے اور کیا چاہتا تھا۔ مجھے رہا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا بھی کہ نہیں لیکن اس کی پہلی بات اس سلسلے میں آڑے آ رہی تھی جو اس نے میرے ساتھ اپنی گفتگو کی ابتدا میں کہی تھی۔

''میں آدمی کی قدر جانتا ہوں اسی لیے تم یہاں پر زندہ لائے گئے ہو۔''

اس کے بعد اس نے اپنے پاس کھڑے اسی آدمی کی طرف دیکھا جو مجھ سے مخاطب رہ چکا تھا۔ وہ فوراً ہی نہایت احترام سے اس کی بات سننے کے لیے ذرا سا جھکا۔ پتا نہیں کاسپا کو نے اس سے کیا کہا، وہ فوراً پلٹ گیا۔ ایک دوسرے دروازے تک گیا وہاں اس نے کھڑے ہو کے کسی کو سر اور ہاتھ کے اشارے سے کچھ کہا اور واپس آ کر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

کمرے میں کئی ثانیوں کے لیے گمبھیر تا سی خاموشی طاری رہی۔ اس دوران میں کاسپا کو موٹے سگار کے کش لگاتا رہا اور گاڑھے کثیف دھوئیں کے لچھے دار بادلوں کے عقب سے میرے چہرے کو بھی گھورتا رہا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک اور طرح دار سی حسینہ ایک دروازے سے نمودار ہوئی۔ وہ مختصر اور چست لباس میں تھی۔ جسم بھرا بھرا تھا۔ عریاں حصے انگاروں کی طرح دہکتے محسوس ہوتے تھے۔ وہ ایک نفیس قسم کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی لا رہی تھی۔ اس پر انواع واقسام کے کھانے پینے ہوئے تھے۔ شراب کی بوتلیں۔ خالی پیگ۔ بھنے گوشت کے پارچے اور نجانے کیا کیا۔

میرا خیال تھا کہ حسینہ ٹرالی کو کاسپا کو کے قریب لا کر چھوڑ دے گی مگر ایسا نہیں ہوا، وہ اسے میرے قریب لے آئی اور ٹھہر گئی۔ میری طرف اس نے ایک دلنشیں مسکراہٹ سے دیکھا۔ اس کی آنکھیں بڑی کشادہ اور سیاہ چمکتی ہوئی تھیں جن میں مجھے ایک عجیب سی بھوک کی چمک محسوس ہوئی۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے اپنے سر کو احترام کے انداز میں خفیف سا خم کیا اور پھر واپس لوٹ گئی۔ مطلب یہی تھا کہ یہ سارا کچھ میری ضیافت کے لیے تھا۔

میں کھانے کی ٹرالی کی طرف دیکھنے لگا۔ بھوک مجھے تھی لیکن یہ بھی جانتا تھا کہ میں ایک فرنگی ملک میں تھا جہاں کی کافی سے زیادہ چیزیں..... میرے لیے ممنوع ہو سکتی تھیں، شاید میری اس تردّد آمیز بے چینی کو کاسپا کو بھانپ گیا تھا، یہی وجہ تھی کہ اس کی کھرکھراتی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

''بے فکر رہو..... اس میں سوائے شراب کے تمہارے مذہب کی کوئی شے ممنوع نہیں ہے۔ گوشت بطخ کا ہے، ہرن کے پارچے ہیں۔ نیل گائے کا روسٹ اینڈ فرائڈ قیمہ ہے ڈبل بریڈ کے ساتھ اور بیئر کے دو ٹن بھی نان الکوحل ہیں۔''

وہ رکا پھر بولا۔ ''آرام سے کھاؤ اور جی بھر کر..... مجھے خوشی ہو گی۔ باقی کی اہم باتیں تم سے صبح ہوں گی۔ تمہارے آرام کا بندوبست کیا جا چکا ہے۔''

میں اُس کی بات پر چونکا..... اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کچھ سوچ کر چپ ہو رہا۔

وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس لوٹ گیا۔ باقی بھی چلے گئے۔ میں کھانے میں مشغول ہو گیا۔ شراب اور

اس کی دیواریں سفید تھیں۔ دو کھڑکیاں تھیں سلاخ دار..... ایک گول روشندان، چھت اُونچی مگر محراب نما ڈھلوانی تھی۔ سائڈ میں آرام دہ ڈبل بیڈ تھا۔ صوفہ تھا۔ اٹیچ باتھ، واٹر ڈسپنسر اور نجانے کیا کیا۔ فریج تھا۔ فرش پر دبیز قالین تھا۔ ایک کونے میں بار ٹینڈر کا وائن کا ؤنٹر تھا جس کے شیلف میں بھانت بھانت موٹی، لمبی، مخروطی وہسکی کی بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔

''یہاں آپ آرام کریں..... کل صبح آپ کو جگا دیا جائے گا۔'' وہ نرم سی مسکراہٹ سے بولی پھر میری طرف مصافحے کے لیے اپنا نرم و نازک ہاتھ بڑھایا۔

''میرا نام..... سون ہے۔'' اس نے شاید لگے ہاتھوں اپنا تعارف بھی کرا دیا۔ میں نے مسکرا کر اس سے مصافحہ کیا تو جیسے میرے پورے وجود میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا۔ کس قدر نرم و گداز ہاتھ تھا اس کا..... حرارت سے بھرپور..... نرم گرم سا..... جذبات کو بے اختیار دہکاتا ہوا..... میرا دل تھرانے لگا تو میں نے فوراً اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ کیونکہ اس نے ہاتھ اپنا میرے ہاتھ میں ہنوز دے رکھا تھا۔

میں ''شکریہ'' کہتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

''باتھ روم میں وارڈ روب ہے۔'' سون ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

''وہاں ہر سائز کے دھلے ہوئے سلیپنگ سوٹ موجود ہیں۔ پہلے تم فریش ہو کر آ جاؤ، پھر میں بھی اپنا یہ لباس بدل کر نائٹی پہن لیتی ہوں۔ ویسے تمہیں کون سے رنگ کی نائٹی پسند ہے؟''

اس کی بات سن کر میرا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔ گویا سارا نشہ ہی اُتر گیا۔

''کک..... کیا مطلب.....؟'' میں نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ میرے اس طرح بوکھلانے پر ہنسی۔ اس کے سیبوں جیسے گالوں پر ایک گڑھا پڑا۔ سفید دانتوں کی قطار..... بہت بھلی لگی۔ نرم و گداز لب اور زیادہ رسیلے محسوس ہوئے۔

''جی ہاں! باس نے مجھے تمہارے ساتھ رات گزارنے کا حکم دیا ہے۔ تمہاری خاطر مدارت اور ضروریات سے لے کر ہر چیز کا خیال رکھنے کا حکم ملا ہے مجھے۔''

''لل..... لیکن میں تو ایسا کچھ نہیں چاہتا..... تم الگ کمرے میں جا کر سو جاؤ، میں کوئی بچہ نہیں ہوں، جو مجھے ڈر

کو میں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ باقی سب مزے دار اور لذت بخش تھا۔ بڑے عرصے بعد ایسا پُرتکلف کھانا ملا تھا یوں بھی میں کھانے پینے کا شوقین تھا..... خوب ڈٹ کر کھایا پتا نہیں بعد میں ایسا کھانا نصیب میں ہو گا بھی کہ نہیں۔

حسب فطرت کھانا کھاتے ہی مجھ پر گویا ''خمارِ گندم'' طاری ہونے لگا، یعنی نیند نے آلیا۔ مجھے شاید کہیں سے خفیہ طور پر ''واچ'' کیا جا رہا تھا، کیونکہ کھانا ختم کرتے ہی..... اسی طرح دلربا حسینہ اندر داخل ہوئی جو میرے لیے ضیافت کا سامان لائی تھی۔

خمارِ گندم صرف نیند نہیں دیتا، ہوش بھی کھوتا ہے۔ میری نیم بازی نظریں غیر ارادی طور پر اس کے سیاہ رنگ کے منی اسکرٹ سے جھانکتی ہوئی ٹانگوں پر تھیں۔ اس نے بڑی شستہ انگریزی اور مترنم لہجے میں کہا۔

''آیئے میں آپ کو کمرے تک لیے چلتی ہوں۔'' میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ٹرالی پر جھکی اور شراب کی بند بوتل کو چھو کے بولی۔ ''او..... آپ نے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا؟ چلو کمرے میں شغل کر لینا۔'' کہتے ہوئے اس نے بوتل، پیگ اور باؤل اُٹھا لیا۔ ایسے میں اس کا گریبان جھکنے کی وجہ سے بڑا حشر ساماں منظر پیش کرنے لگا تھا۔ وہ بڑے گداز بدن کی مالک تھی۔ ایسی توبہ شکن کہ بڑھ کر دبوچ لو۔ میرے وجود میں نیند کے خمار کے باوجود سنسنی دوڑ گئی۔

''نہیں رہنے دو..... پلیز.....! میں شراب نہیں پیتا۔'' میں نے کہا۔

''واٹ.....؟'' وہ یوں چونکی جیسے میں نے اُسے زہر پینے کا کہہ ڈالو ہو.....

''انتہائی غیر یقینی..... ٹھیک ہے تم مسلم ہو مگر.....''

''مگر میں..... نہیں پیتا۔'' میں نے اس کی بات کاٹ دی۔

''او کے..... تشریف لایئے۔'' کہتے ہوئے اس نے وہ سامان پھر جھک کے ٹرالی پر رکھا تو نہ چاہتے ہوئے بھی میں دوبارہ اس کا توبہ شکن نظارہ کرنے سے خود کو نہ روک سکا۔ بس، دیکھنے کی حد تک ہی سب کچھ تھا، ورنہ میں اس فطرت کا انسان کہاں تھا۔ وہ بھی نظر بھٹک جاتی تب.....

وہ مجھے ایک دروازے سے گزار کر چکنے فرش والی لمبی راہداری میں لے آئی۔ وہاں سے ایک کمرے میں لے کر داخل ہوئی۔ کمرا دیکھ کر ہی میں دنگ رہ گیا۔ اس قدر آرام دہ اور ضرورت کی ہر شے سے آراستہ تھا کہ نیند آپوں اب غلبہ پانے لگی تھی۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

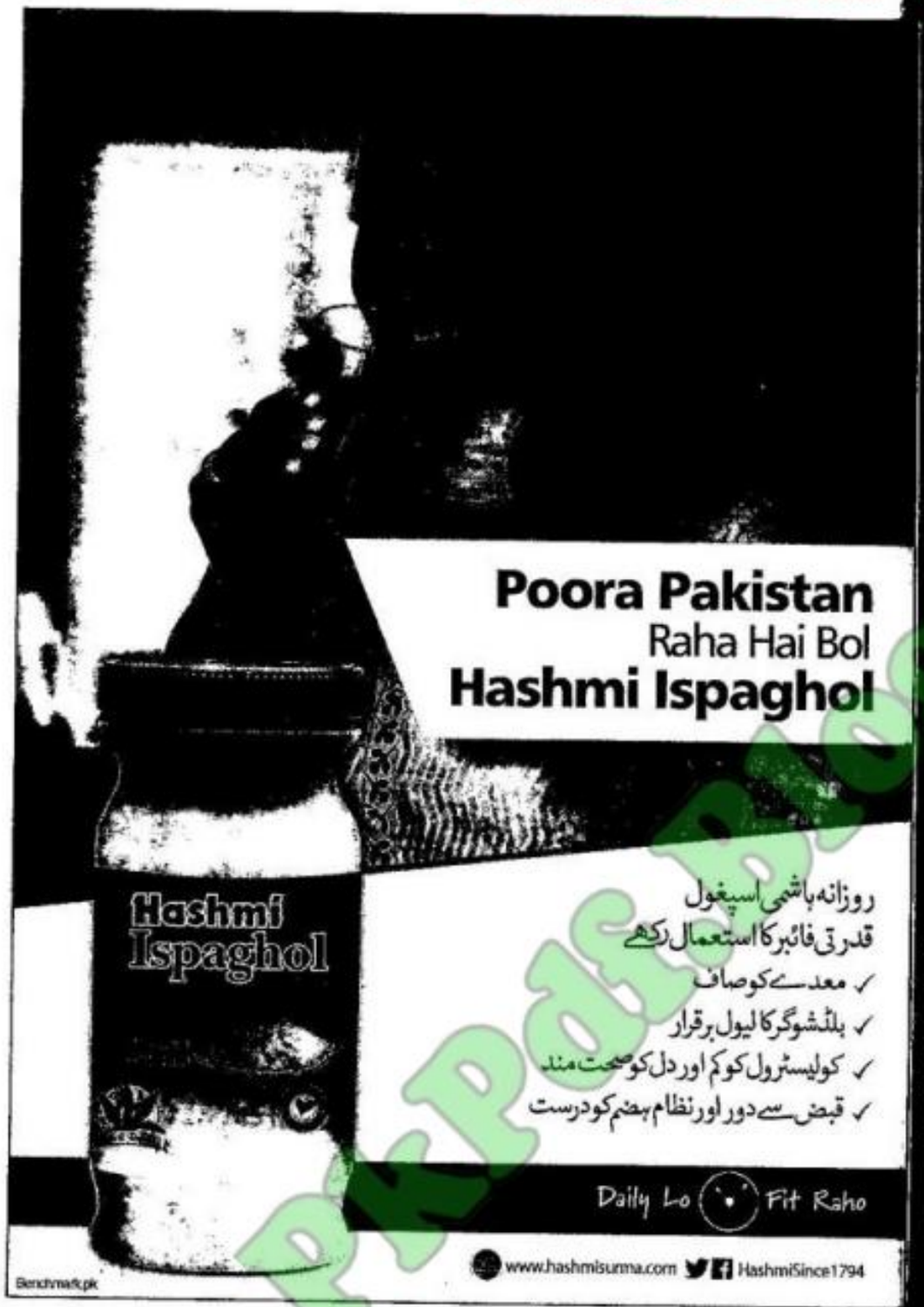
Poora Pakistan
Raha Hai Bol
Hashmi Ispaghol
Hashmi Ispaghol
روزانہ ہاشمی اسپغول
قدرتی فائبر کا استعمال رکھے
✓ معدے کو صاف
✓ بلڈ شوگر کا لیول برقرار
✓ کولیسٹرول کو کم اور دل کو صحت مند
✓ قبض سے دور اور نظام ہضم کو درست
Daily Lo Fit Raho
www.hashmisunna.com HashmiSince1794
Benchmark.pk

لگے گا۔'' میں نے ذرا لہجے میں..... تلخی سموتے ہوئے کہا۔ تاکہ اس کا دل خراب ہو جائے مگر وہ قتالہ جہاں اور عذاب جاں بدستور ہنس کر بولی۔

''انجان مت بنو، باتھ روم جاؤ اور فریش کر آؤ، اس کے بعد مجھے جانا ہے۔'' یہ کہہ کر سون دروازے کی طرف بڑھی اور اس نے وہ بند کر دیا۔ میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی طرف تکتا رہ گیا۔

''جاؤ.....!'' وہ دوبارہ میرے قریب آ کر بولی۔ مگر میں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا اور اس بار اس سے تلخ لہجے میں بولا۔

''اے..... مس! میں اس مزاج کا آدمی نہیں ہوں۔ آپ مہربانی کر کے یہاں تشریف لے جائیں۔''

''بے وقوف مت بنو!'' سون اس بار سنجیدہ ہو کے بولی۔ ''یہ باس کا حکم ہے۔ ورنہ وہ ناراض ہو جائے گا۔ وہ اس میں مجھے خطاوار سمجھے گا اور میری شامت آ جائے گی کہ میں تمہیں پسند نہیں آئی۔ وہ اس میں اپنی سبکی سمجھے گا، پلیز!

تم ... سمجھو بات کو..... باس ایسی ہی عجیب فطرت کا ہے، اُسے یقین ہی نہیں آئے گا کہ تم اور مزاج کے ہو، سارا نزلہ اس کا مجھ پر گرے گا۔ پلیز، میں الگ سو جاؤں گی، مگر مجھے آج کی رات یہاں گزار لینے دو.....'' اس کے لہجے میں التجا اُتر آئی تھی، میں بھی ہونٹ بھینچے کچھ سوچتا رہ گیا اور شاید اس کی ''مجبوری'' بھی سمجھ رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔'' بالآخر میں بولا۔ ''میں صوفے پر سوؤں گا تم بیڈ پر سو جانا۔''

''نہیں، میں صوفے پر سوؤں گی، تم بیڈ پر..... جاؤ اب لباس بدل لو، مجھے بھی نیند آ رہی ہے۔'' سون بولی۔

باتھ روم میں داخل ہوا یوں لگا جیسے باتھ روم میں نہیں بلکہ کسی اور کشادہ کمرے میں آ گیا ہوں۔ ایک طرف بڑا سا کشتی نما اور خوش نگاہ باتھ ٹب تھا۔ فینسی اسٹائل کی بیش قیمت اور دیدہ زیب سینیٹری نصب تھی۔ میں نے گرم پانی سے غسل کیا، ہلکا پھلکا لباس پہنا اور نکل آیا، جب وہ جانے لگی تو میں نے اس سے ''احتیاطاً'' کہہ ڈالا۔

''نائٹی پہننے کی ضرورت نہیں تمہیں، ڈھنگ کا لباس پہن لینا مناسب ہوگا۔ اسے میری شرط سمجھو۔''

وہ عجیب عجیب سی نگاہوں سے مجھے تکتی ہوئی باتھ روم میں گھس گئی، میں بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ میں اس کے نکلنے کا منتظر تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ برآمد ہوئی۔ اس کے بال لمبے تھے، جو بکھر کر شانوں سے بھی نیچے جھول رہے تھے۔ اس نے لمبا سا کوئی فراک پہن لیا تھا۔ گریبان اس کا بھی کشادہ تھا مگر یہ بہرحال نائٹی سے بدرجہ بہتر تھا۔ میں نے اس کے سراپا پر سرسری سی نظر ڈالی اور بیڈ سے اُٹھ کر سونے کے لیے صوفے کی طرف جانے لگا تو وہ مترنم سی آواز میں بولی۔

''تم بیڈ پر ہی لیٹو، صوفے پر میں سو جاؤں گی، تم پورے نہیں آؤ گے۔ نیند میں خلل پیدا ہوگا۔'' کہتے ہوئے وہ عجیب سی نگاہوں سے میرے لمبے چوڑے سراپا کا جائزہ لینے لگی۔ اس کی بات صحیح تھی۔ صوفہ لیٹنے کے لیے نہیں تھا، میں سکڑ سمٹ کر ہی سو سکتا تھا۔ جبکہ وہ پوری آ سکتی تھی۔ میں دوبارہ بیڈ کی طرف پلٹ گیا۔

اس نے بیڈ سے لحاف اُٹھایا اور صوفے کی طرف بڑھ گئی۔ مجھے اس کا موڈ ذرا آف سا لگ رہا تھا۔ نجانے کیوں نہ چاہتے ہوئے بھی میرا ذہن اس کے بارے میں کچھ سوچنے پر مجبور ہونے لگا تھا۔ میری پیش رفتہ حیاتِ ہما ہی..... میں جہاں دوست میرے کام آتے رہے تھے وہیں دشمنوں کے ساتھی بھی کسی نہ کسی حوالے سے مجھے مدد دیتے رہے تھے، کیا شک تھا اس میں کہ ایسا میری ذہنی فراست کے بل بوتے پر ہی ہوتا رہا تھا۔ چنانچہ میں یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ سون کو اگر میں شیشے میں اُتارنے کی کوشش کرتا تو وہ میرے کسی ''کام'' آ سکتی تھی لیکن دیکھنا یہ تھا کہ یہ کمرا ''بگڈ'' تھا یا نہیں۔

میں نے بیڈ پر لیٹے لیٹے اس کی طرف پہلو کر کے دیکھا۔ وہ صوفے پر گھٹنے سمیٹے لیٹی تھی اور اس پہلو پر تھی کہ وہ بھی مجھے بیڈ پر لیٹا دیکھ رہی تھی۔ ہماری نگاہیں ملیں تو اس نے ہونٹوں کی ایک باچھ کو تھوڑا سا یوں خم دیا کہ جیسے وہ مجھ سے ناراض ہو۔ اس کی ''دعوت'' ٹھکرانے پر شاید اس کی کسی انا کو ٹھیس پہنچی تھی۔ ایسی عورتوں کا یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ لہٰذا میں نے مسکرا کر بیڈ پر لیٹے لیٹے اس سے کہا۔

''ناراض ہو؟''

''نہیں۔''

''دیکھو، تم بہت اچھی لڑکی ہو اور بہت حسین بھی، لیکن..... تمہیں جو حکم تھا، وہ تم کرنے پر مجبور تھیں۔ اس میں تمہارا یا میرا کوئی دوش نہیں.....'' میں نے اس کی انا کو جملوں کی جادوگری سے تھپتھپایا کہ اس کے اندر کی عورت کچھ سوچنے پر مجبور ہوتی۔ عورت چاہے کسی دیس کی ہو، کسی زمین کی ہو، یہ بات طے ہے کہ وہ ''عورت'' ہے اور اُسے صرف خدا نے ہی بنایا اور اس کی فطرت بھی نسوانی اعتبار

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

سے یکساں، ماحول کے اثرات کی بات الگ ہوتی کہ کوئی انسان کیسے اپنے آپ کو اس میں ڈھالتا ہے۔ سون بھی خدا کی بنائی ہوئی ایک عورت تھی۔ یہاں کے ماحول میں اس نے جو رنگ ڈھنگ اپنایا تھا، وہ الگ بات تھی۔ اس کے اندر کی عورت وہی تھی۔ ایک ''سوفٹ کارنر'' رکھنے والی۔ سوچنے اور سمجھنے والی۔

''میں اچھی یا حسین ہوتی تو تم یوں مجھے نہیں دھتکارتے۔'' بالآخر سون کا شکوہ اُس کی نوکِ زباں پر آ ہی گیا۔

''ہرگز نہیں، میں نے تمہیں بالکل نہیں دھتکارا.....'' میں نے مسکرا کر کہا۔

چال چلنے کے خیال اور سوچ نے میری نیند کسی حد تک بھگا دی تھی۔ آگے بولا۔ ''میں پھر یہی کہوں گا کہ تم تو اس قدر حسین ہو کہ کوئی بھی مرد یہ خوشی تمہیں اپنی بانہوں میں لینا اپنی خوش قسمتی سمجھے گا۔ مگر دیکھو ہر مرد کا ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ میں دراصل کسی کے ساتھ ''چیٹنگ'' CHEATING (بے ایمانی) نہیں کر سکتا۔ میں کسی میں انوالو ہوں.....'' کہتے ہوئے میں نے چالاکی سے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر چھت کی طرف دیکھا۔ مگر میری آنکھوں کے کونے سے مجھے کچھ ایسی جھلک متحرک سی محسوس ہوئی تھی جیسے سون صوفے سے اُٹھ کر بیٹھ گئی ہو۔ میں نے اسی طرح پہلو بدلے ہوئے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔ اس کے نرم لبوں پہ اس بار مسکراہٹ تھی۔ جواباً میں بھی پھیکے پھیکے انداز میں مسکرا دیا۔ اگر یہ جملہ میں کسی عام لڑکی یا عورت سے کرتا تو شاید اس کا ردِعمل اس کے برعکس ہوتا، مگر سون جیسی آبرو باختہ عورت کا معاملہ کچھ اور تھا۔ بے شک اس کے پیچھے اس کی کوئی مجبوری ہوتی۔

''میں جانتی ہوں.....'' وہ ہولے سے بولی اور میں کچھ چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

''مم..... میں سمجھا نہیں؟''

''تمہارے پاس آسکتی ہوں؟'' اس نے پوچھا۔

''شیور..... آجاؤ.....'' میں نے جلدی سے کہا اور بیڈ پر اس کے لیے جگہ چھوڑ کر اس کی طرف پہلو کیے ذرا پیچھے کو سرک گیا۔ وہ صوفے سے اُٹھ کر میرے بیڈ کے قریب آئی اور پھر میرے برابر میں بیٹھ گئی۔

''یہاں سر رکھ کر لیٹ جاؤ۔'' میں نے ساتھ کے نرم سے تکیے کو ہاتھ سے تھپتھپایا۔ وہ لیٹ گئی اور اب اپنے ایک ہاتھ کی کہنی بیڈ کے گدے پر ٹکا کر میری جانب پہلو کیے بولی۔

''تمہاری محبوبہ کو میں جانتی ہوں، وہ باس کی قید میں ہے ناں.....!'' اس کی بات پر مجھے ایک جھٹکا لگا، حالانکہ میرے ..... ذہن میں عابدہ کا تصور تھا لیکن اس کی بات نے مجھے کچھ چونکایا تھا۔ فوراً ہی پھر میرا خیال موتو کی گرل فرینڈ سانچی کی طرف چلا گیا تھا۔ جس کے بارے میں اب تک خیال کچھ ایسا ہی اذیت انگیز تھا کہ پتا نہیں وہ اب تک زندہ بھی تھی کہ نہیں..... تب ہی میرے ذہن میں ایک جھماکا ہوا..... اگر اسی حوالے سے میری سون کے ساتھ گفتگو آگے بڑھ کر کسی نتیجہ خیز حالات کی طرف بڑھ سکتی تھی تو کیا حرج تھا۔

وہ اگر سانچی کو ہی میری محبوبہ سمجھے ہوئے تھی تو میرا کیا جاتا تھا؟ برسبیل تذکرہ ہی سہی..... گفتگو آگے بڑھانے اور اسے تھوڑا ''اپنا'' بنانے کو یہ بہت تھا۔ اسی سبب میں نے دانستہ اور فوراً اپنی ''بے چینی'' اور ''دلچسپی'' دکھاتے ہوئے اس سے کہا۔

''تت..... تو..... کک..... کیا تم سس..... سانچی کی بات کر رہی ہو.....؟''

''ہاں.....!'' اس نے ہولے سے کہا تو میں نے موقع تاک کر اگلا وار کیا۔

''یہ کمرا بگڈ تو نہیں.....؟''

''نہیں.....''

''سس..... سانچی کیسی ہے؟ مم..... مجھے بتاؤ..... پلیز!'' میں نے ژولیدہ لہجے میں پوچھا تو اس کے چہرے پر ایکا ایکی کچھ متاسفانہ اثرات..... اُبھرے۔ مجھے سانچی کی طرف سے دھڑکا بھی لگا کہیں وہ بے چاری اس سفاک انسان کی قید میں ''کام'' تو نہیں آچکی تھی؟ میری اس کے ساتھ مختصر ملاقات سہی، لیکن جتنی بھی رہی تھی وہ میری حسین یادوں کے ایک قابلِ ذکر باب کی حیثیت تو ضرور اختیار کر گئی تھی۔ وہ جن حالات کا شکار ہوئی تھی، اس میں اس کی اپنی بے وقوفی کا دخل زیادہ تھا۔ سون کو شاید یہ معلوم نہ تھا کہ سانچی درحقیقت میری نہیں بلکہ موتو کی محبوبہ تھی۔ بقول موتو کے وہ اس سے بھی روٹھ گئی تھی کہ وہ ایک گینگسٹر سے تعلق رکھتا تھا۔ جبکہ موتو اب بھی اس سے محبت کرتا تھا اور اس کی خاطر اس نے اپنی جان بھی داؤ پر لگائی تھی۔

''سانچی زندہ ہے..... مگر.....'' سون بولتے بولتے رکی۔

''مگر کیا.....؟'' میں نے بیقراری دکھائی۔ تاہم اندر سے مجھے بھی اس بے چاری کے لیے پریشانی تھی۔

''وہ زندوں سے بدتر ہے یا پھر حالات سے سمجھوتا کر چکی ہے۔'' سون بولی۔

''تم کھل کر کہہ ڈالو..... پلیز سون! میں تمہارا مشکور رہوں گا۔'' میں نے کہا۔

وہ بولی۔ ''باس (کاسپا کو) اسے پہلے جان سے مارنا چاہتا تھا، مگر پھر جیسے کہ اس کی فطرت ہے، وہ ایسے خوب صورت اور نازک اندام شکار کو پہلے روندتا ہے، اس کے بعد بیدردی سے موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے، اس نے بھی سانچی کو اپنی ہوس کے پیروں تلے خوب روندا تھا۔ اس کے بعد پتا نہیں کیا ہوا کہ اس نے سانچی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ سانچی کے حسن کا جادو شاید کچھ زیادہ ہی باس کے سر چڑھ گیا تھا کہ اس نے سانچی کو اپنی داشتہ بنا لیا۔ سانچی نے بھی شاید حالات اور موقع دیکھتے ہوئے سمجھوتے سے کام لیا اور دیکھا کہ ایک بڑا گینگسٹر اس کی زلفِ گرہ گیر کا اسیر ہو چکا ہے تو وہ بھی اسے کیش کرنے لگی اور بالآخر اس نے باس کے دل و دماغ پر اپنا سکہ بیٹھا دیا۔ اب وہ اس کی گرل فرینڈ کی بھی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔'' سون نے اپنی بات مکمل کی اور میں اس کی طرف دکھ بھری اور غیر یقینی نظروں سے دیکھنے لگا پھر لہجے میں غمناک سی اُداسی سموتے ہوئے بولا۔

''کک..... کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ سانچی کے ساتھ واقعی ایسا ہوا ہے؟''

''ہاں! مگر تمہیں اس کے لیے فکرمند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، وہ اب شاید اپنی اس زندگی سے خوش ہے۔'' سون نے کہا۔ اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

سون کا سانچی کے بارے میں یہ سب مجھے بتانا ظاہر کرتا تھا کہ وہ سانچی کے حوالے سے میرے بارے میں چاہے محدود سہی، اتنا ضرور جانتی تھی کہ سانچی کے بارے میں کاسپا کو جو غلط فہمی تھی، ابھی تک وہ قائم تھی۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ اس ''غلط فہمی'' سے میں کیونکر فائدہ اُٹھا سکتا ہوں، سردست تو..... اسی باعث میں یہاں کاسپا کو کا قیدی نما مہمان بنا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے اب کیا چاہتا تھا۔ اس نے کل صبح مجھ سے کس سلسلے میں تفصیلی گفتگو کرنا تھی۔ باقی کے اچھے بُرے حالات کا تعین تب ہی کیا جا سکتا تھا۔ تاہم سون مجھے کیا بتا سکتی تھی، وہ میں اس سے پوچھنے کی کوشش ہی کر سکتا تھا۔

لہٰذا لہجے میں مایوسی سموتے ہوئے بولا۔ ''سون! مجھے معلوم ہے کہ سانچی بہ جبر خوش رہنے پر مجبور ہے۔ لیکن یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آئی کہ کاسپا کو نے اگر اسے زبردستی اپنی داشتہ بنا ہی لیا ہے، دوسرے لفظوں میں اس نے اسے مجھ سے چھین لیا ہے تو میری اور اس کی دشمنی ختم ہو جانی چاہیے تھی، اس نے مجھے کیوں پھر یرغمال بنایا؟'' میں اُسے آہستہ آہستہ اپنے مطلب کی باتوں کی طرف لا رہا تھا۔ وہ ایک گہرا سانس خارج کر کے بولی۔

''پتا نہیں کیا بات ہے، مجھے تم سے اور سانچی سے ایک ہمدردی سی ہونے لگی ہے۔ شاید دو پیار کرنے والے جدا کر دیے جائیں تو سب کو ہی اس کا دکھ ہوتا ہے۔'' کہتے ہوئے اس نے ایک ذرا توقف کیا اور پھر کہنا شروع ہوئی۔

''رہی بات باس کی تو وہ تب تک تمہارا دشمن نہیں ہے جب تک تم اس کی بات نہیں مان لیتے۔ کیونکہ باس تم سے اور تمہاری دلیری اور چابک دستی سے بہت متاثر ہوا ہے۔''

''وہ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتا ہے؟'' بالآخر میں نے مطلب کی بات چھیڑ دی۔

وہ کچھ سوچنے کے انداز میں چپ سی رہی۔ ہم دونوں ڈبل بیڈ پر آمنے سامنے اور پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے تھے۔ اس کی طرح میں نے بھی اس سے دھیمے لہجے میں بات کرنے کے لیے..... اپنی ایک کہنی بیڈ پر ٹکا رکھی تھی اور ہاتھ اپنے چہرے پر..... وہ ایک تیار خوان کی طرح میرے بالکل نزدیک تھی۔ اس کی سانسوں کے جواں اور گل بدن وجود سے مدہوش کر دینے والی خوشبوؤں کی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں۔ اس کا کشش انگیز دہکتا ہوا گل نار سا چہرہ میرے قریب..... بہت قریب تھا۔ بلاشبہ وہ ایک حسین مگر ''کڑا'' امتحان بنی ہوئی تھی۔

''کیا ہوا.....؟ تم خاموش کیوں ہو گئیں؟'' میں نے بدستور اس کے دلکش چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔ میں چاہتا تھا کہ جو بات کاسپا کو مجھ سے کل کرنا چاہتا تھا وہ میں ابھی جان لوں، تاکہ مجھے سوچنے کا موقع مل جائے اور میں بہ احسن و خوبی اس پر کوئی بہتر فیصلہ کر سکوں.....

''آں..... نن..... نہیں، بس! پتا نہیں تمہارے اندر ایسا کیا ہے کہ..... دل خود ہی تم سے تعاون پر مائل ہونے لگتا ہے لیکن مجھے باس سے ڈر بھی لگتا ہے۔ وہ بہت سفاک اور اس سے زیادہ کینہ پرور انسان ہے۔ اگر اسے بھنک بھی پڑ گئی کہ میں نے تمہیں قبل از وقت اس بات سے، جو وہ کل صبح تم سے کرنا چاہتا ہے، آگاہ کر ڈالا ہے تو صرف اتنی سی بات پر وہ مجھے عبرت ناک انجام سے دوچار کر دے گا۔''

''اُف..... اوکے! میں اتنی سی بات کے لیے تمہیں

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

کسی امتحان میں نہیں ڈالوں گا، یہ خود غرضی ہو جائے گی۔"
میں نے چالاکی سے کہا۔ "میں تو صرف..... اتنا چاہتا تھا کہ ابھی میں وہ بات جان لوں تو مجھے صبح تک کوئی مناسب فیصلہ کرنے کا موقع مل جاتا۔ تم صوفے پر چلی جاؤ اور آرام کر لو، میں کسی سے کچھ بھی نہیں کہوں گا۔"

"یہاں ہمارے علاوہ کون ہے جو ہماری باتیں سن رہا ہو....." صوفے پر جانے کا سن کر اس نے آہستگی سے کہا۔ "یہ کمرا بھی بگڈ نہیں..... مگر دیکھو..... کل صبح باس تم سے وہ بات کرے تو اسے ذرا بھی اس بات کا شک نہ پڑنے پائے کہ تم پہلے سے کچھ جانتے تھے۔"

"کیا تم مجھے بتا رہی ہو.....؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"ہاں! سنو....." وہ بولی۔ "باس تم سے وہی کام لینا چاہتا ہے جو تمہاری وجہ سے خراب ہوا۔ گوانگ مال میں عام لوگوں کو یرغمال بنانا اور خون ریزی پھیلا کر وہ یہاں کی پولیس انتظامیہ کو بلیک میل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کے ایک اہم آدمی الفاسٹو کو رہا کرنے پر مجبور ہو جائیں مگر تمہاری مداخلت اور دلیری کے سبب نہ صرف باس کا یہ منصوبہ بُری طرح ناکام ہو گیا بلکہ اس کا ایک اہم آدمی رچی سن تمہارے ہاتھوں ہلاک بھی ہو گیا۔"

"تو کیا اب مجھے اُسے چھڑانا ہوگا؟" میں نے اس کی بات کاٹ کر فوراً کہا۔

"نہیں....." سون نے نفی میں اپنا سر ہلایا۔ "الفاسٹو اب زندہ نہیں رہا۔" سون کے اس انکشاف پر مجھے ایک زبردست جھٹکا لگا۔

"کیا مطلب.....؟"

"اُسے جیل میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے۔" سون نے بتایا۔

"کس نے ہلاک کیا اُسے.....؟ باس کے دشمنوں نے.....؟"

"خود باس نے....."

"کیا.....؟"

"ہاں.....!" سون نے ایک گہری سانس خارج کی۔ "الفاسٹو کی پولیس قید اس کے لیے روز بروز گلے کا پھندا بنتی جا رہی تھی۔ اس نے گوانگ مال سے پہلے بھی اسے چھڑانے کے بہت سے طریقوں پر عمل کیا تھا مگر ناکام رہا۔ یہ آخری طریقہ بھی ناکام ثابت ہوا تو اس نے اسے رہا کرانے کی کوشش ترک کر ڈالی، کیونکہ اب اسے رہا کرانے کے بجائے ہلاک کروانا زیادہ آسان تھا۔"

"او..... کیا اس طرح اس کے باقی ساتھیوں کے دل میں اس کے خلاف بددلی پیدا نہیں ہو سکتی ہے؟" کسی خیال کے تحت میں نے سون کے چہرے کو بہ غور گھور کر کہا۔

"باس کو اس کی پروا کب ہوتی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "بس چند ہی اس کے ساتھی ہیں جو سائے کی طرح اس کے اردگرد اور اس کے ایک اشارے پر جان دینے کو تیار رہتے ہیں۔"

"لیکن پھر باس مجھ سے اب کونسا کام لینا چاہتا ہے؟" میں اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے مستفسر ہوا۔

"وہ کام اس سے بھی زیادہ اہم ہے اور تمہارے لیے فائدہ مند بھی۔" سون کا لہجہ پُراسرار ہونے لگا۔ "مجھے فقط کام جان لینے کی حد تک دلچسپی تھی۔ رہی فائدے کی بات تو کاسپا کو جیسے بگ کریمنل سے بھلا مجھے کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔"

"تمہیں حصے داری کی صورت میں ایک بہت بڑی دولت مل سکتی ہے۔" سون نے پھر کہنا شروع کیا۔ "کاسپا کو یہ کام تم نے کر دیا تو سمجھو تم اس کے گروہ کے نائب کی حیثیت حاصل کر لو گے، باس یوں بھی تم سے بہت متاثر ہے، اس کے دشمن وزیر جان کو ہلاک کر کے تم نے اس کے دل میں کافی جگہ بنا لی ہے۔"

"مجھ سے باس کیا کام لینا چاہتا ہے؟"

"گوتم بدھ کا ایک مجسمہ ہے..... جو پورا سونے کا ہے۔"

"اسے چوری کرنا ہے؟" میں نے کہا۔

"نہیں، وہ چوری کیا جا چکا ہے، اسے کہیں پہنچانا ہے۔"

"کہاں.....؟"

"امریکا....." سون نے جواب دیا اور میرا دل یکبارگی زور سے دھڑکا، میں نے اپنے سینے میں یکا یک اُٹھنے والی ہلچل پر بمشکل قابو پاتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔

"امریکا.....؟ مگر کیسے؟"

"جب تم باس کے سامنے ہامی بھرو گے تو وہ تمہیں اس کی تفصیل بھی بتا دے گا۔"

"لیکن ایک چوری شدہ شے کو بینکاک سے امریکا پہنچانا بچوں کا کھیل تو نہیں ہو سکتا؟"

"ہاں! لیکن باس کو یقین ہے کہ تم یہ کام خوش اسلوبی سے کر لو گے۔"

"میرے اندر باس نے ایسی کون سی خوبی دیکھ لی ہے جو اس قدر مشکل اور خطرناک کام میرے ذمے سونپنا چاہتا ہے؟ اس کے اور ساتھی بھی تو ہیں۔" میں نے سون سے ایسا دانستہ کہا تھا۔ ورنہ امریکا جانا تو میرے اہم مفادات میں مقصد اول کی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن میں اپنی دلچسپی ظاہر کیے بغیر محض معروضی سوالات کر کے عمومی جھجک ظاہر کر رہا تھا۔ ورنہ تو مجھے معلوم تھا کہ میں کاسپا کو جیسے خطرناک گینگسٹر پر اپنی دھاک بٹھا ہی چکا تھا، وہ جیل میں اپنے اس اہم آدمی کو بھی خود ہی ہلاک کروا چکا تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے کافی خون ریزی پھیلا رکھی تھی، مسلسل ناکامی کی صورت میں اس نے الفاسٹو کو مروا ہی ڈالا تھا کیونکہ بقول سون کے..... پولیس کی قید میں اس کا زیادہ عرصہ رہنا خود اس کے لیے خطرناک تھا۔

چنانچہ اب وہ اپنی کسی کسوٹی پر مجھے پرکھ چکا تھا اور الفاسٹو کی رہائی پر وقت ضائع کرنے کے بجائے اس کا قصہ ہی پاک کروا چکا تھا، یوں اب میں اسے "کام" کا آدمی نظر آ رہا تھا۔

"بالکل بچوں والا سوال پوچھا ہے تم نے....." سون جھلا کر بولی۔ "کیا اب بھی تمہیں یہ سوال پوچھنے کی ضرورت تھی؟"

"او..... شاید تم نے صحیح کہا۔" میں خفیف سا ہو کے بولا۔

"اب تم سوچ لو ساری رات پڑی ہے۔" وہ دلنشین انداز میں مسکرائی۔ "لیکن..... اب سانچی کا خیال اپنے دل سے نکال دو....."

"ہم..... یہی کرنے کے علاوہ اور چارہ بھی کیا رہ گیا ہے میرے پاس..... مگر مجھے دکھ رہے گا کہ سانچی کو اتنی جلدی ہمت نہیں ہارنا چاہیے تھی۔" میں نے مغموم اور مایوس لہجہ اختیار کیا تو وہ گویا اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے بولی۔

"سانچی سے زیادہ حسین و جمیل لڑکیاں تمہاری قربت کے ایک اشارے کی منتظر ہوں گی۔ ایک سانچی ہی تو نہیں رہ گئی ہے دنیا میں....."

"ہاں..... یہ بات بھی ہے۔" میں نے اس کی بات سے اتفاق کرنا ضروری سمجھا۔ تب ہی وہ معنی خیز لہجے میں بولی۔

"کیا اب بھی میں تمہارے ساتھ رات نہیں گزار سکتی؟"

اس کی بات پر میں نے چونک کر سون کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں مستیوں کے ڈورے سرخ ہونے لگے تھے۔ بھرے بھرے چمکتے گداز لبوں پر دعوت انگیز ارتعاش سا ابھرتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ میرے انتہائی نزدیک آ گئی تھی۔ میں اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔

"دل و دماغ پریشان اور جان کا خوف ہو تو کہاں کسی محفل میں مزہ آتا ہے۔ میں یہ کام شاید نہیں کر پاؤں گا اور تمہارا باس مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

یہ کہہ کر میں سیدھے رخ پر ہو کے اپنی پیشانی پہ ہاتھ ملنے لگا۔ اس کی برہنہ ٹانگ کو میں نے آہستگی سے پرے ہٹا دیا تھا۔

"سر درد ہے۔" وہ یہ کہہ کر میرے بیڈ سے اُتر گئی۔ اور صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔ میں بھی بظاہر سوتا بن گیا مگر آنکھیں موندے اس نئی صورتِ حال پر غور کرنے لگا، پھر نجانے کب میری بھی آنکھ لگ گئی۔

اگلی صبح سون نے ہی مجھے جگایا تھا۔ وہ ہلکے پنک کلر کی نائٹی میں تھی۔

"جاگ جاؤ..... ٹھیک ایک گھنٹے بعد تمہیں باس کے ساتھ ناشتے کی میز پر موجود ہونا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ میں دوبارہ اس کی طرف نظر ڈالے بغیر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ میں نے غسل وغیرہ کر کے اپنے لیے ایک ٹائٹ جینز اور ٹی شرٹ پسند کی اور تقریباً گھنٹے بھر بعد باہر نکلا۔ تب تک سون نسبتاً ڈھنگ کے لباس میں آ چکی تھی۔

"تمہاری تھکن اور پریشانی یقیناً ختم ہو چکی ہوگی۔" اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔ وہ میرے قریب آ گئی تھی۔ اس کا موڈ اس تھوڑے سے وقت کو بھی "کشید" کرنے کا دکھائی دیتا تھا۔ اس کی گھاگ نگاہوں نے شاید میرے چہرے کی فریش نیس کو دیکھ کر میرے اندر کی طمانیت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ میں نے بات بنائی اور یکا یک فکرمندی سی چہرے پہ سجاتے ہوئے بولا۔

"ابھی کہاں..... پریشانی تو تب ختم ہوگی جب تمہارا باس میری جان چھوڑے گا۔ چلو..... میں نہیں چاہتا اُسے ناشتے کی میز پر میرا انتظار کرنا پڑے۔"

"سنو.....! باس کو میرے سلسلے میں مثبت جواب دینا۔" وہ ایک دم سنجیدہ سی ہو کے بولی۔

"او کے..... ڈونٹ وری....." میں اس کی بات کا

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

مطلب سمجھ کے بولا۔

تھوڑی دیر بعد میں اور کاسپا کو ناشتے کی میز پر تھے۔ میز مستطیل تھی۔ جس کے ایک سرے پر وہ اور دوسرے سرے کی کرسی پر میں بیٹھا تھا۔ درمیان میں ایک کرسی اور تھی۔ وہاں مجھے ایک میرے جیسا ہی گرانڈیل اور تنومند شخص بیٹھا نظر آیا۔ اگرچہ عمر میں مجھ سے آٹھ دس سال بڑا ہی نظر آتا تھا۔ بال اس کے ہلکے تھے۔ چہرہ کلین شیو تھا۔ جبڑے سکڑے ہوئے اور ناک تھوڑی لمبی تھی۔ اس کی آنکھوں کے کونے غیر معمولی طور پر کھنچے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ جب میں ''گڈ مارننگ'' کہتا ہوا اپنی کرسی پر براجمان ہوا تو وہی شخص میری طرف ذرا سی گردن موڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر اچانک مسکراہٹ سی اُبھری۔ جواب میں، مسکرا کے میں نے بھی اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔ وہ تھائی باشندہ کہیں سے بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کورین یا ویت نامی باشندوں کے نقوش لگتے تھے اس کے، لیکن پھر میں نے اپنا یہ خیال بھی رد کر ڈالا، کیونکہ کورین یا ویت نامی اتنے گرانڈیل اور تنومند نہیں ہوتے۔ کچھ امریکی شبہات کی طرف میرا دھیان گیا تو میں اسے رد نہ کر سکا۔

''یہ روڈلف ہے۔ جان روڈلف.....'' میرے سامنے اور میز کے دوسرے سرے پر براجمان کاسپا کو نے گمبھیر آواز میں اپنے بائیں بازو اور میرے دائیں بازو کی کرسی پر بیٹھے اسی شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تعارفاً کہا۔

''اور یہ..... ہیں..... مسٹر شہزاد.....!'' کاسپا کو نے روڈلف سے میرا تعارف کرایا اور میں ذہن پر زور دینے کی کوشش کرنے لگا کہ کاسپا کو کو میرا نام کس طرح معلوم ہو سکتا ہے؟

پہلا خیال سانچی کا ہی آتا تھا۔ ممکن تھا بعد میں کسی اور ذرائع سے بھی پتا چلا ہو اسے۔

''ناشتا شروع کرو..... بعد میں آرام سے گفتگو ہوتی رہے اور تفصیلی تعارف بھی۔'' بالآخر کاسپا کو نے کہا۔

ناشتے میں بھانت بھانت کے لوازمات تھے۔ کھوگھے فرائڈ تھے۔ ایک گول سفید ڈش میں برف کی ٹکڑیوں پر چار پانچ ثابت آکٹوپس رکھے ہوئے تھے۔ ایک دو کے ٹوٹینیکلز بھی میں نے ہلتے دیکھے تھے۔ اُف یہ تھائی آدمی..... زندہ آکٹوپس کھانے کا عادی تھا۔ مجھے اُبکائی سی آنے لگی۔ میں نے فوراً اس کی طرف سے نظریں ہٹا لیں اور پھر ڈھنگ کی چیزیں اپنی طرف سرکا کر ناشتے میں محو ہو گیا۔ ایک گلاس جوس پیا، ایک بریڈ بٹر کے ساتھ کھائی اس کے بعد..... چائے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

ہماری میز کے گرد چار افراد فدویانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ان میں ایک سون بھی تھی۔ کاسپا کو نے ایک زندہ آکٹوپس اُٹھا کے منہ میں لیا اور سارا اندر لے گیا۔ چبانے کے دوران میں اس کی باچھوں سے نجانے کیا بہنے لگا جو اس نے گود میں بچھے سفید رومال (نیپکن) سے پونچھ لیا۔ پھر ایک نظر سون پر ڈالتے ہوئے منہ چلانے کے دوران میں مجھ سے مخاطب ہو کے معنی خیز لہجے میں بولا۔

''سون نے تمہاری رات بھر خوب دل بستگی کی ہو گی؟''

''ہاں..... بہت اچھی اور خدمت گزار لڑکی ثابت ہوئی تھی یہ..... تمہارا شکریہ اسے میرے لیے سرو کرنے کا۔'' میں نے سون کی التجا کے مطابق اسے جواب دیا اور کن انکھیوں سے پاس کھڑی سون کی طرف بھی دیکھا۔ اس نے ہولے سے مسکرا کر کاسپا کو کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔

''لیکن..... سون! تمہارے چہرے سے تو داستانِ شب کچھ اور ہی کہانی سناتی محسوس ہوتی ہے۔'' کاسپا کو نے اچانک عجیب سے لہجے میں کہا تو جانے کیوں مجھے اس کے لہجے سے اسرار بھری سی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ سون بھی کچھ گھبرا سی گئی اور میری طرف ایک نگاہ اُٹھا کر دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ جواب دے کر اس کو مطمئن کرو ورنہ میری شامت آئی کہ آئی۔ لہٰذا میں نے فوراً ہی ہولے سے کھنکھار کر ایک نگاہ سون پر مسکراتی ہوئی سی ڈال کے کاسپا کو سے کہا۔

''ایسی بات نہیں۔ میں دراصل تھکا ہوا تھا بہت..... یہ میری دل بستگی کرتی رہی تھی، پھر آرام دہ ماحول میں سوئے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تھا اس لیے لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔''

میری بات پر کاسپا کو نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔ اس کے مینڈک جیسے منہ سے نکلا ہوا لالا بلا نظر آنے لگا جسے دیکھ کر میری طبیعت منغص سی ہونے لگی۔

وہ استفہامیہ انداز میں اپنا سر دھننے لگا اور وہسکی کی گولڈن بوتل کی طرف ہاتھ بڑھا لیا۔

ناشتا ختم ہوا اور ہم تینوں ایک کمرے میں آ گئے۔ اس کی دیواروں پر ہلکا نیلا پینٹ تھا جبکہ چھت پر ایش کلر کا پینٹ کیا گیا تھا۔ فرنیچر بھی اعلیٰ درجے کا بچھا ہوا تھا۔ چھت

تاوان میں چیک بھی چلے گا، اپنا گھر کا پتا اور وارث کا نام بھی لکھ دینا

کے وسط میں بیش قیمت اور دیدہ زیب فانوس جھول رہا تھا اور اس کے نیچے ہم، پیالہ نما آرام دہ صوفوں پر دھنس گئے۔ یہاں ہم تینوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے روڈلف کو بار بار اپنی جانب تکتا محسوس کیا تھا۔ کاسپا کو نے ایک موٹا سا سگار نکال کر سلگایا اور مجھ سے مخاطب ہو کے کھنکھارتے لہجے میں بولا۔

''مسٹر شہزاد! میں وہ سب بھول جاؤں گا جو تم نے میرے ساتھیوں کے ساتھ گوانگ مال میں کیا تھا اور تمہیں بھی بدلے میں بہت سی باتوں کو فراموش کرنا ہوگا۔ کم از کم مساج پارلر والی اس خوب صورت سی لڑکی سانچی کو تو ضرور..... جس کی زندگی تو میں نے بخش دی ہے مگر وہ مجھے اچھی لگی اور میں نے اسے مستقل طور پر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔'' یہ سب کہتے ہوئے اس نے بڑی تیز اور بھانپتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا تھا۔ میں نے بھی اسی اطمینان سے جواب دیا۔

''میں پہلے ہی بتا چکا ہوں جناب! مال میں اُس روز جو کچھ ہوا وہ کسی ذاتی دشمنی کی بنیاد پر نہیں ہوا تھا۔ نہ میں آپ کو پہلے سے جانتا تھا اور ہی آپ مجھے..... وہ سب ایک فطری دفاع کے تحت ہوا تھا۔ رہی اس پارلر والی لڑکی سانچی کی بات تو اس سے میرا تعلق وہی تھا جیسا اس روز مال میں دیگر جانے انجانے لوگوں کا یرغمالیوں کی حیثیت سے آپس میں ہوا تھا۔ کیونکہ میں یہاں اپنے دشمن وزیر جان کے تعاقب میں آیا تھا، عشق لڑانے نہیں.....'' نپے تلے انداز میں یہ سب بتانے کے بعد میں چپ ہو رہا۔ تاہم مجھے احساس تھا کہ میں نے سانچی کے سلسلے میں سخت دلی سے کام لیا تھا۔ میں اور بھلا کرتا بھی کیا۔ سانچی جو کچھ بھگت رہی تھی، وہ اس کا اپنا کیا ہوا تھا۔ اس نے میرے مشورے پر عمل کرنے بجائے مجھے اپنے مشورے پر بہ زور و اصرار اور ضد کے چلانے کی کوشش چاہی تھی اور اپنا معاملہ خود بگاڑ بیٹھی تھی۔

کاسپا کو نے میری یہ بات بڑے غور اور دھیان سے سنی تھی۔ پھر بولا۔ ''تمہاری صاف گوئی مجھے اچھی لگی۔ یوں بھی اتنی حقیقت تو میں بھی اپنے بعض ذرائع سے جان ہی چکا ہوں کہ تم یہاں بینکاک کسی مقصد کے تحت آئے تھے اور سانچی تمہاری نہیں بلکہ ہمارے ہی ایک آدمی موتو کی گرل فرینڈ رہ چکی ہے۔ جو اَب ہم سے منحرف ہو چکا ہے۔ خیر.....''

یہ کہتے ہوئے اس نے جھک کر سامنے دھری ٹیبل پر رکھے ایک ڈیوائس کا بٹن پش کیا۔ ہلکا سا لاسلکی شور اُبھرا۔

اس کے چند ہی سیکنڈوں بعد کمرے میں وہی تخاطب شخص وارد ہوا جو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مجھے یہاں لایا تھا مگر وہ اکیلا نہیں تھا، اس کے ہمراہ ایک دبلی پتلی اور نازک اندام سی خوب صورت لڑکی بھی تھی۔ میں اُسے اور وہ مجھے دیکھ کر چونک اٹھے۔

وہ سانچی تھی.....

☆☆☆

سانچی کو میں نے پہلی بار جس روپ میں دیکھا تھا، وہ ایک عام سی لڑکی کا تھا جو عورتوں کے ایکسکلوسو مساج پارلر میں جاب کرتی تھی۔ مگر اب یہاں کاسپا کو جیسے گینگسٹر کے قبضے میں کیا سے کیا بن چکی تھی، مجھے اسے دیکھ کر حیرت سے زیادہ دکھ ہی ہوا تھا۔ وہ جس ''گیسٹ اَپ'' میں تھی، وہ یہاں موجود سون..... سمیت کئی دوسری لڑکیوں سے بالکل بھی مختلف نہ تھا۔ گھٹنوں تک سرخ رنگ کے تنگ اور چست سلیولیس میں..... ملفوف اس کا وہ بدن جو عام لباس میں پاکیزگی کا

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

مظہر دکھتا تھا اب جیسے شوپیس بنا دیا گیا تھا۔ اس کی دوشیزگی کا وہ پھول جو تر و تازہ محسوس ہوا کرتا تھا، وہ اب مرجھا گیا تھا۔ آنکھوں کی شوخی اور چنچل سی مسکان جو اس کا خاصہ تھی وہ ویران سی اُداسی کا منظر پیش کر رہی تھی۔ اس نے صرف ایک نگاہ میرے چہرے پر ڈالی اور وہ کئی ثانیوں تک میرے چہرے سے ہٹا نہیں سکی تھی۔ ان آنکھوں میں مجھے نجانے کتنے ہی روکھے پھیکے رنگوں کی خزاں اُمڈتی دکھائی دی تھی۔ میرے لیے ان کے پس منظر میں نفرت اور انتہائی درجے کی بے رخی کی جھلک ڈوبتی ابھرتی نظر آئی تھی۔

''کم آن ڈارلنگ!'' کاسپا کو نے بڑی لگاوٹ کے ساتھ اپنا ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا اور سانچی کے لبوں پر ایکا ایکی دلکش سی مسکان ابھری تھی اور پھر اس نے اپنا مرمریں ہاتھ اس کے کھردرے ہاتھوں میں دے دیا۔ کاسپا کو نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنی گود میں اسے کسی نازک سی گڑیا کی طرح بٹھا لیا۔ سانچی کی... کہانیگی اور اس کی لاچاری و بے چارگی پر مجھے دکھ ہوا تھا۔ صاف لگتا تھا کہ وہ جبراً یہ سب کرنے پر مجبور تھی۔ اس میں اس کی مرضی کا کوئی دخل نہ تھا۔ جان بچانے کی جو صورت اسے نظر آئی تھی، وہ اس پر شاکر تو لگتی تھی مگر دل سے وہ اپنے اس کم مایہ کردار سے خوش نہ تھی۔ میرے حلق سے بے اختیار ایک دبی دبی سی کراہ نما ہمکاری خارج ہوئی تھی۔

''یہ تتلی اب میرے دل میں گھر کر چکی ہے۔ مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔ کاسپا کو کا کوئی لڑکی دل جیت لے، یہ ناممکنات میں سے تھا مگر..... اس حسین گڑیا میں نجانے کیا ایسی بات تھی کہ..... بس! اسے میں اپنے قریب کرنے پر مجبور ہو گیا۔'' کاسپا کو نے کہتے ہوئے گود میں بیٹھی سانچی کا نرم و گداز گال چوم لیا۔ وہ ذرا بھی نہیں کسمسائی تھی۔ کاسپا کو نے اس کی لچکیلی اور پتلی کمر کے گرد اپنا ایک ہاتھ حمائل کر رکھا تھا۔ اس کے بعد سانچی اس کی گود سے اُٹھ کر ساتھ والے صوفے پر جا بیٹھی۔

''اس سے پہلے سون میرے قریب تھی مگر اس سے میرا جلد ہی دل بھر گیا۔ سانچی میں کوئی ایسی بات، ایسی کشش تو ضرور ہے جس نے مجھے ابھی تک اس کا دیوانہ بنا رکھا ہے۔ ہر بار یہ مجھے نئی لگتی ہے، چاہے خلوت ہو یا جلوت..... اس کا اپنا ہی ایک رنگ ڈھنگ اور مزہ ہے۔''

کاسپا کو کی لغو بیانی جاری تھی اور ایکا ایکی مجھے لگا کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا؟ وہ میرے چہرے کے تاثرات بھانپنا چاہتا تھا۔ جلاپے کے یا پھر نفرت و انتقام کے مگر میرے چہرے سے ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔ کاسپا کو بڑا مکار آدمی تھا۔ وہ شاید مجھ سے کوئی اہم کام لینے سے پہلے اپنی کسوٹی پر پرکھنا چاہتا تھا کہ کہیں میں اس کے ساتھ کوئی دشمنی تو نہیں نکالنے کی کوشش کروں گا؟ جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے سانچی کو وہاں سے جانے کا اشارہ کر دیا۔ وہ صوفے سے اُٹھی اور جھک کر کاسپا کو کو بوسہ دیا اور کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

کاسپا کو کی فاتحانہ اور تاؤ دلانے والی نظریں میرے چہرے پر گھوم گئیں۔ پھر اس نے اپنے آدمی کو بھی وہاں سے جانے کا اشارہ کر دیا اور قریب کے صوفے پر مسلسل خاموش بیٹھے ہوئے روڈلف سے مخاطب ہو کے بولا۔

''مسٹر روڈلف! میرا خیال ہے کہ ہمیں اب مسٹر شہزاد سے اصل گفتگو کا آغاز کر دینا چاہیے۔''

''ضرور..... شیور.....'' جان روڈلف نے فوراً جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کھنچ گئی تھی۔

جانے کیوں مجھے اس میں مصنوعی پن کا احساس ہوا تھا۔ پتا نہیں کیا بات تھی یا پھر میری چھٹی حس کا شاخسانہ کہ مجھے روڈلف کی شخصیت کچھ پُراسراری محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ کھٹکا دینے والی۔

ایک ہی خیال میرے ذہن طباع میں اُبھرتا تھا کہ روڈلف..... کاسپا کو کا آدمی نہیں تھا، وہ ایک تھرڈ پرسن یا تھرڈ پارٹی تھا۔ وجہ ان سب کی یہی تھی کہ وہ رہ رہ کر میری جانب بڑی چبھتی ہوئی نظروں سے تک رہا تھا۔ کیوں.....؟ مجھے پہلی بار روڈلف کی جانب سے شدید قسم کی نامعلوم سی بے چینی محسوس ہونے لگی۔

''ہم.....'' کاسپا کو نے ایک گمبھیر ہمکاری لی اور اب براہِ راست مجھ سے مخاطب ہو کے بولا۔

''مسٹر شہزاد! تمہاری طرف سے ہماری مکمل تسلی ہو گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تم ہمارے دوست اور ساتھی بن کے ہمیں کتنا فائدہ پہنچاتے ہو لیکن ہم صرف اس میں اپنا ہی فائدہ نہیں دیکھیں گے، تمہارا بھی اس میں پورا حصہ ہو گا۔ کیا تم ہم سے ایک ایسا سودا کرنے کی پوزیشن میں ہو جس سے تمہیں کم از کم دس ملین ڈالر کا مالی فائدہ حاصل ہو؟''

وہ اتنا کہہ کر چپ ہو رہا اور اپنی نظریں میرے چہرے پر جما دیں۔ مجھے چونکہ گزشتہ شب ہی سون نے اس کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس میں میرا سب سے اہم مقصد شامل تھا، یعنی امریکا روانگی۔ اسی لیے میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ مقصد نہ بھی ہوتا تو بھی مجھے اسے جھانسا دے کر اس کے

چنگل سے نکلنے کے لیے یہی کچھ کرنا پڑتا۔ میں کاسپا کو کی بات پر اپنے چہرے اور لہجے سے وہی کچھ ظاہر کرنا چاہتا تھا جو ایسے میں ایک لالچی انسان فطری طور پر کرتا ہے۔ بہ صورت دیگر..... کاسپا کو کو اس کی ذرا بھی بھنک پڑ جاتی کہ میں اور ہی مزاج اور دماغ کا آدمی ہوں تو وہ مجھے اِدھر گولی مار کے قصہ ہی ختم کر ڈالتا۔ میں نے اپنے چہرے پہ حیرت سموتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اس کے بعد اپنے چہرے سے کچھ ایسے تاثرات ظاہر کیے جو ایسے مواقع پر ایک حریص اور دولت کے لالچی انسان کے چہرے سے مترشح ہونا یقینی تھے۔

''کیوں..... یقین نہیں آیا میری بات پر.....؟ دہرا دوں دوبارہ.....؟'' مجھے خاموش اور سوچتا پا کر کاسپا کو اس بار معنی خیز اور پُرغرور مسکراہٹ سے دوبارہ بولا۔

''آں..... ہاں، نن..... نہیں..... میں سمجھ تو رہا ہوں..... دد..... دس ملین ڈالر کوئی معمولی رقم نہیں۔ اگر یہ سودا ہو جاتا ہے تو یقیناً یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔ مجھے کسی ننگے بھوکے ملک واپس لوٹنے کے بجائے کسی اور اچھے، خوش حال اور بڑے ملک میں ساری عمر عیش و آرام سے زندگی گزارنے کا بہترین موقع مل سکتا ہے جو حقیقتاً میں میری خواہش بھی ہے۔''

میں اس کی توقع کے مطابق وہی کردار ادا کر رہا تھا جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔

''بہت خوب..... تم دلیر ہی نہیں، عقل مند بھی ہو۔'' کاسپا کو بولا۔ ''دس ملین ڈالر کی رقم واقعی معمولی نہیں ہے۔'' پھر وہ روڈلف کی طرف دیکھنے لگا جو میری طرف بڑے غور غور سے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''میرا خیال ہے مسٹر روڈلف! اصل بات کی طرف آ جانا چاہیے۔'' کاسپا کو نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا جس پر وہ اپنے سر کو اثباتی جنبش دیتے ہوئے شستہ انگریزی میں بولا۔

''یقیناً..... میرا خیال ہے کہ مسٹر شہزاد اس معاہدے میں اپنی دلچسپی کو واضح طور پر دکھا چکے ہیں۔''

''گڈ۔'' کاسپا کو کے منہ سے نکلا اور پھر براہِ راست مجھ سے مخاطب ہو کر بتانے لگا۔

''مسٹر شہزاد! گوتم بدھ کا ایک نہایت بیش قیمت مجسمہ..... جسے ہم نے حال ہی میں تریمیتر کے ایک خفیہ معبد خانے سے چوری کیا ہے، وہ ہم ایک بڑی پارٹی کو فروخت کر چکے ہیں۔ مذکورہ پارٹی نے ضمانتِ خرید کے طور پر ہمیں اصل رقم کا..... دو تہائی ادا کر دیا ہے، باقی رقم رہتی ہے۔ اسی نصف رقم سے پانچ ملین ڈالر تمہیں آن دی اسپاٹ ادا کر دیے جائیں گے، وہ تم رکھ لینا اور باقی کی رقم ویسٹرن یونین بینک کے ذریعے ہمارے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی جائے گی۔ اس کے لیے میرے دو آدمی ایک سون اور باؤ..... تمہارے ساتھ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک خفیہ ٹیم بھی تمہارے تعاقب میں رہے گی۔ تمہیں انہیں چھیڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ صرف تمہارے دفاع اور مدد کے لیے ہو گی۔ وہ کہاں اور کس حالت میں ہو گی۔ یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم اس کے ذمے اصل کام یہی ہو گا کہ وہ اس معاہدے میں کسی قسم کی ذرا بھی بدنیتی یا دھوکے بازی کو بھانپ کر اپنا وہ کام کر گزرے گی جس کا افسوس کرنے کے سوا پھر اور کوئی دوسرا راستہ نہ ہو گا۔ بُرا مت منانا دوستو! یہ ضروری ہے، کیونکہ یہ کوئی چند ہزار ڈالرز کا سودا نہیں ہے، ملین ڈالرز کا سودا ہے اور ایسے احتیاطی اقدامات اُٹھانا ہمارا حق بنتا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ آپ دونوں کو اس خفیہ ٹیم کے بارے میں آگاہ ہی نہ کیا جائے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ ایسی بدمزہ سوچ بھی کسی کے دل میں کیوں آئے اسی لیے مجھے بتانا پڑا تاکہ باقی کا کام سیدھا اور سہل ثابت ہوتا رہے۔''

وہ اتنا کہہ کر رکا۔ ایک نئی، سنسنی خیز اور خطرناک مہم کے بارے میں جان کر میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ روڈلف کاسپا کو کا آدمی نہیں تھا بلکہ وہ..... اسی پارٹی سے تعلق رکھتا تھا جو امریکی تھی اور یہ اُن کا ایجنٹ تھا۔ یقیناً نصف رقم اسی نے ادا کی ہو گی اپنی پارٹی کی طرف سے اور اب وہ معاہدے کے مطابق اس چوری شدہ قیمتی مجسمے کو لینے آیا تھا جسے بہ حفاظت امریکا پہنچانا کاسپا کو کی ذمے داری تھی اور جو وہ میرے توسط سے پوری کرنا چاہتا تھا۔ کیوں.....؟ یہی ایک سوالیہ نشان تھا جو میرے حلق میں آنکڑے کی طرح اٹک کر رہ گیا تھا۔

مجھ میں آخر کاسپا کو نے ایسا کیا دیکھا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں کو چھوڑ کر مجھے آگے لگا رہا تھا؟ جبکہ بقول اس کے چند آدمیوں کی خفیہ ٹیم اس مشن کی نگرانی کے لیے بھی اس نے مامور کر رکھی تھی۔ محض اس لیے کہ کہیں میں یا روڈلف کے ساتھی امریکا پہنچ کر کسی قسم کی دھوکے بازی سے کام نہ لیں۔ لیکن باوجود اس کے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے درپردہ کوئی اور پُراسرار چکر کارفرما تھا اور مجھے اس لیے اس مقصد کے لیے چنا گیا تھا کہ قربانی کا بکرا بنایا جا سکے۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

"اس مجسمے کو بینکاک کے معروف تریمتر میوزیم سے چرانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔" کاسپا کو اس کی اہمیت جتاتے ہوئے آگے بولا۔ "مہینوں کی طویل منصوبہ بندی کی گئی اور بالآخر خطرناک رسک لے کر اسے اس طرح تریمتر کے معبد سے چوری کیا گیا کہ وہاں کے بھکشوؤں اور پہرے داروں کو اس کے چوری ہونے کی بھنک بھی نہ پڑ سکے۔ فوری طور پر اس مجسمے کی چوری کے بعد فروخت بھی ایک بڑا مرحلہ تھا۔ تب تک مجسمے کی چوری کا شور پورے بینکاک میں ہی نہیں بلکہ تھائی لینڈ میں مچ سکتا تھا۔ بینکاک کا چپا چپا چھانا جاتا اسی لیے ہم نے ڈبل گیم کھیلی..... یعنی اپنے ماہرین سے اصل مجسمے جیسا ہی ایک نقلی مجسمہ بھی ہمیں تیار کرانا پڑا۔ اصل چرانے کے بعد ہم نے وہ نقلی مجسمہ اس کی جگہ رکھ دیا۔ تاکہ فوری طور پر اس گریٹ روبری کا کسی کو پتا نہ چل سکے اور جب تک پتا چلے..... اصل مجسمہ امریکا کی سرزمین پر پہنچا دیا جا چکا ہو اور ہم اس کے پیسے بھی وصول کر چکے ہوں۔" یہ کہتے ہوئے کاسپا کو نے اپنی بات ختم کر ڈالی۔

بلاشبہ اس خبیث نے گریٹ روبری کا ایک بڑا بے داغ منصوبہ بنایا تھا اور ہر طرح سے جامع بھی بلکہ اس سلسلے میں وہ اس چوری شدہ مجسمے کو نصف حد تک فروخت بھی کر چکا تھا اور اب باقی کی رقم کے حصول کے لیے اس نے یہ آخری منصوبہ بنایا تھا۔ میں نے کہا۔

"مجسمے کو امریکا لے جانا معمولی بات نہ ہوگی۔ ضرور اس سلسلے میں بھی آپ نے کوئی ٹھوس لائحہ عمل بنایا ہوگا؟" میں نے کاسپا کو سے اپنی دانست کے مطابق سوال پوچھا تو وہ سگار کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"یقیناً..... کیونکہ یہ ہمارے ہی ذمے ہے کہ ہم پارٹی کو معاہدے کے مطابق ان کی خریدی ہوئی امانت بہ حفاظت پہنچائیں۔ اس کے لیے ہم روڈلف کو سب بتا چکے ہیں تمہیں ابھی بتائے دیتا ہوں۔" اتنا کہہ کر وہ رکا۔ صوفے پر بیٹھا تھوڑا کسمسایا اور دوبارہ بولا۔

"پہلے ہمارا منصوبہ مجسمے کو خفیہ طور پر کسی کارگو ائرلائن کے ذریعے امریکا لے جانے کا تھا مگر اس میں ہائی رسک تھا۔ پکڑے جانے کی صورت میں..... سب کچھ ہاتھ سے نکل جاتا اور مصیبت الگ گلے پڑ جاتی، بھاری نقصان بھی بھگتنا پڑتا۔ ہمیں کوئی اور صورت نظر نہیں آ رہی تھی لیکن ہم مشکور ہیں مسٹر روڈلف اور ان کے ساتھیوں کے جنہوں نے خود ہی ہماری یہ مشکل آسان کر دی۔ منصوبہ ان کا تھا اور خرچہ ہمارا..... ہم نے مجسمے کو مرحلہ وار امریکا پہنچانے کا بندوبست کرنے کا ایک مشترکہ پلان بنایا ہے۔

"اگرچہ یہ نسبتاً ایک دقت طلب کام تھا لیکن مقابلتاً محفوظ بھی۔ وقت ہمارے لیے کوئی بڑا ایشو نہیں، اصل مقصد اس بیش قیمت مجسمے کو مذکورہ پارٹی کے حوالے کرنا اور ان سے رقم کی آخری قسط وصول کرنا تھا۔ ایک دوسرے کے رازداں بننے کے بعد اب..... ہم پر بھی یہ ذمے داری عائد ہوتی تھی کہ یہ سودا کسی صورت میں دونوں پارٹیوں کے لیے خراب نہ ہونے پائے۔ اس صورت میں سب سے پہلے ہمیں بھاری نقصان برداشت کرنا پڑ جائے گا۔ لہٰذا اس کے لیے ہم نے یہ پلان بنایا ہے کہ اس مجسمے کو پہلے سمندری راستے، گلف آف تھائی لینڈ کے نارتھ چینل میں واقع کو مانگو کے ایک جزیرے تک کسی فشنگ ٹرالر کے ذریعے پہنچایا جائے گا۔ جہاں ایک طیارہ پہلے سے موجود ہوگا، یہ ایک جیولوجیکل سروے ٹیم کے نام پر چارٹرڈ کیا گیا ہے۔ جو ظاہر ہے جعلی ہے۔ یہ سیسنا طرز کا دو انجنوں والا جہاز ہے جو یہاں بینکاک سی پورٹ کے ساحل سے تقریباً تیس ناٹیکل میل کے فاصلے پر تم لوگوں کا منتظر ہے۔ وہاں تک میں بھی چلوں گا۔ مجسمہ اس میں رکھوانے کے بعد تم لوگ روانہ ہو جاؤ گے۔ جہاز کو پائلٹ ہمارا ہی آدمی پاؤ کرے گا۔ (پاؤ وہی آدمی تھا جو مجھے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ یرغمال بنا کے یہاں لایا تھا)

"جہاز تھائی لینڈ کی سرحد پار کرتا ہوا کمبوڈیا اور ویت نام کو عبور کرے گا۔ ان ممالک سے فضائی اجازت نامہ حاصل کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد کا سفر قدرے طویل ہوگا، وہاں سے طیارہ مسلسل سمندر کے اوپر پرواز کرتا ہوا فلپائن کی فضائی حدود کو کراس کرنے کے بعد چار سو ناٹیکل میل دور بحرالکاہل کے ایک گمنام جزیرے پر پہنچے گا جس کا ہم نے شناخت کے لیے خود ساختہ نام ڈارک آئی لینڈ رکھا ہے۔ یہ طیارہ سیسنا کارنیوال بش، سمندر کی سطح پر بھی اترنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بہرحال اس ٹاپو نما جزیرے میں تم لوگوں کو کچھ دن رہنا پڑے گا۔ اس کے بعد تم لوگوں کا امریکا کی جانب سفر شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد کی ذمے داری مسٹر روڈلف کی پارٹی کی ہوگی۔"

کاسپا کو اس مہم کا پورا فریم ورک بناتے ہوئے بولا۔ اس کے بعد اس نے پاؤ نامی اسی آدمی سے کچھ کہا۔ وہ ایک رول کیا ہوا میپ لے آیا۔ جسے کاسپا کو درمیان میں رکھی گلاس ٹاپ والی میز پر رکھتے ہوئے بولا۔

"یہ میپ آپ کی ڈارک آئی لینڈ تک پوری رہنمائی

گوتم بدھ کے اس چوری شدہ مجسمے کے سلسلے میں جو بعد میں مزید تھوڑی بہت تفصیل مجھے معلوم ہوئی، اس کے مطابق..... یہ مجسمہ..... ڈیڑھ میٹر اونچا اور ڈیڑھ میٹر ہی گولائی میں ایک ایسا مجسمہ تھا جو خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔ اس مجسمے کا وزن تقریباً پچیس، تیس ٹن تھا۔ یہ مجسمہ تیرہویں صدی میں بنایا گیا تھا لیکن شمالی حملہ آوروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر سیمنٹ کا پلستر کر دیا گیا۔

گزشتہ صدی میں اس مجسمے کو تھائی لینڈ کے دارالحکومت کے ایک ایسے مندر میں منتقل کر دیا گیا جو برسوں سے غیر آباد تھا۔ 1935ء میں گوتم بدھ کے اس مجسمے کو ایک قدیم مندر میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ 1955ء میں گوتم بدھ کے اس مجسمے کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی کوشش میں یہ زمین پر گر پڑا، جس کے نتیجے میں اس کا پلستر ایک طرف سے تھوڑا سا اکھڑ گیا۔ اس کے اندر کا سونا چمکتا ہوا نظر آیا تو یہ انکشاف ہوا کہ یہ مجسمہ پورا کا پورا خالص سونے کا بنا ہوا ہے۔ یہ انکشاف ہوتے ہی مجسمے کو فوراً قومی ملکیت کی حیثیت دے دی گئی اور اسے اہم تھائی نوادرات میں شمار کیا جانے لگا۔

مجسمے سے متعلق یہ ساری تفاصیل کاسپا کو نے اس امریکی جان روڈلف کو بتائی تھی اور پھر اس کے ذریعے یہ مجھے معلوم ہوئی۔ بلاشبہ کاسپا کو نے میرے کاندھوں پہ بھاری ذمے داری دے دی تھی۔ اس کی مہمان نما قید سے رہائی کا معاملہ میرے لیے ثانوی حیثیت رکھتا تھا مگر اس خطرناک مشن میں میرا اپنا بھی مفاد کارفرما تھا۔ کاؤشی کی ہلاکت اور پاکستان میں زور آور کے قتل کے بعد میری امریکا یاترا کی تمام راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ جبکہ نئے سیٹ اَپ کے لیے مجھے یوٹرن کی ضرورت پڑتی۔ اس میں بہت وقت لگتا اور کوئی ضمانت بھی نہ تھی کہ دوسری بار بھی زور آور خان جیسا کوئی قابلِ اعتبار اور پروفیشنل آدمی ملتا۔ ایسے میں جبکہ کمبل دادا اور شکیلہ امریکا پہنچ چکے تھے، لیکن بقول وزیر جان کہ، انہیں اس کے ساتھیوں یا ٹائیگر ٹنگ نے ٹریپ کر لیا ہوگا۔ آنسہ خالدہ کہاں تھی اور عابدہ کس حال میں تھی، کچھ پتا نہ تھا۔ وزیر جان کی ہلاکت کے بعد دشمنوں نے میرے خلاف کون سا نیا لائحہ عمل تیار کیا ہوگا۔ یہ بھی اندھیرے میں تھا۔ اب تک یقیناً ان تک وزیر جان کی میرے ہاتھوں ہلاکت کی خبر پہنچ چکی ہوگی اور یہ بھی کہ میں امریکا روانگی کے لیے پاکستان کی سرحدیں عبور کر چکا تھا۔

ایسے میں کاسپا کو کی یہ گوتم بدھ والی خطرناک مہم کو سر کرے گا۔"

ذرا دیر بعد کافی کا دور چلا۔ روڈلف شاید پہلے ہی میپ کا جائزہ لے چکا تھا اسی لیے میں ہی اسے بہ غور دیکھنے لگا۔ میپ کسی پروفیشنل آدمی کا ہی بنایا ہوا لگتا تھا۔ امریکا تک پہنچنے کی ایک طویل پلاننگ کی گئی تھی جو بظاہر سیدھی سادی لگتی تھی۔ تاہم میں نے کاسپا کو سے سوال کیا۔

"امریکا تو ہمیں بھی مذکورہ پارٹی تک پہنچنا ہوگا۔ اس کے لیے مخصوص شناختی کاغذات کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس کا کیا بنے گا؟ جبکہ ایسے میں ہمیں وہاں کچھ ہینڈلنگ کا کام بھی نمٹانا پڑے گا۔"

"اچھا سوال ہے مگر قدرے بچکانا بھی۔ خیر، یہ سوال ذہن میں ابھرنا بھی چاہیے۔" کاسپا کو عجیب سے لہجے میں بے ربط انداز میں بولا۔ "شناختی کاغذات کا حصول مسٹر روڈلف کی پارٹی کے لیے کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔ وہ اس کا بندوبست تمہارے وہاں پہنچتے ہی کر لیں گے۔ یوں بھی تمہیں کون سا اتنا زیادہ عرصہ وہاں رہنا ہوگا۔ بینک کی ایک بڑی اسٹیٹ ہینٹ شوکر کے تمہارے کاغذات بنا لیے جائیں گے۔ جو رئیل اور تمہارے ہی نام کے ہوں گے۔"

میں جانتا تھا کہ میرے نام سے ایسے کاغذات کا حصول کس قدر مشکل اور ناممکنات میں سے ہوگا، کیونکہ میرا وہاں کیا معاملہ تھا یہ صرف میں ہی جانتا تھا۔

"لیکن میں بعض وجوہات کی بنا پر اپنے نام سے وہاں کاغذات نہیں بنوا سکتا نہ کوئی اور..... میں یہ بات پہلے ہی کلیئر کر دینا چاہتا ہوں۔"

"چھوڑو ان فضول چکروں کو۔ اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ وہاں مسٹر روڈلف کی پارٹی کی تمہیں ہر قسم کی فل سپورٹ حاصل ہوگی۔ تم صرف شوٹین ہو گے اور بس..... کوشش یہی ہوگی کہ تم، سون اور پاؤ وغیرہ اسی راستے واپس لوٹ آؤ یا پھر تم آگے کہیں نکل جانا چاہو جہاں ایمیگریشن کی شرائط آسان ہوں، اس ملک کا رخ تم کر سکتے ہو۔ میرا مشورہ تمہیں سوڈان کا ہی ہوگا۔ وہاں کچھ پالیسیاں نرم ہوں گی اور پھر تمہارے پاس روپوں پیسوں کی کمی ہوگی۔ بزنس انویسٹر کی کسی بھی آسان پالیسی کے ذریعے تم بہت جلد یہ کام کروا لو گے۔"

کاسپا کو کی بات سن کر میں خاموش رہا۔

وقت گزرتا رہا۔ ہمارے درمیان اسی سلسلے میں تقریباً مزید ڈیڑھ دو گھنٹے تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد..... نشست برخاست کر دی گئی۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

کرنا، میرے اپنے مفاد میں بھی تھا بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی چال یا دغابازی کی سازش کارفرما نہ ہو۔ چنانچہ مجھے ہر سے اپنی آنکھیں کھلی رکھنا تھیں اور کان ہر اس سماعت پر چوکس رکھنا تھے جو ذرا سی بھی مشتبہ آہٹ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

گلف آف تھائی لینڈ میں واقع کوماتو جزیرے تک اس مجسمے کو پہنچانے کے لیے ہم سب روانگی کے لیے تیار تھے۔ کاسپا کو کے مطابق اس چوری شدہ مجسمے کو ایک قدیم مندر کے کھنڈرات کے ایک خفیہ تہ خانے میں چھپا کر رکھا گیا تھا۔ اس جگہ کا اس لیے انتخاب کیا گیا تھا کہ برسوں سے ان ویران کھنڈرات کی طرف کسی کا دھیان بھی نہیں جاتا تھا۔

ٹھیک شام چھ بجے لیموزین اور کریسیڈا گاڑیاں کاسپا کو کی قلعہ نما رہائش گاہ سے نکل رہی تھیں۔

☆☆☆

لیموزین ہم سے آگے تھی۔ اس میں کاسپا کو، اس کی محبوبہ سانچی، پاؤ اور ڈرائیور سوار تھے۔ ان سے پیچھے کریسیڈا میں، میرے علاوہ، سون، گرانڈیل امریکی جان رووالف اور کاسپا کو کے دو آدمی براجمان تھے جن میں سے ایک کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ دوسرا اس کے برابر والی سیٹ پر براجمان تھا۔ میں کھڑکی کی سائڈ پر عقبی نشست سنبھالے ہوئے تھا، سون درمیان میں تھی اور جان روڈلف دوسری کھڑکی کے قریب بیٹھا تھا۔

ہماری منزل بینکاک کی جنوبی مضافات میں واقع مندر کے کھنڈرات تھے۔ جہاں تک کا فاصلہ تقریباً تیس پینتیس کلومیٹر تھا۔ ابھی ہم مین شاہراہ پر تھے۔

ٹریفک معمول کے مطابق رواں دواں تھی۔ ایک انڈر پاس سے گزر کر ہم جیسے ہی مضافات کی طرف جانے والی لمبی چوڑی دو رویہ شاہراہ پر پہنچے تو..... اچانک عقب سے ایک منی کارگو ٹرک ہارن بجاتا ہوا تیزی سے گزرا.....

آگے جا کر وہ انڈی کیٹر دیتا..... لیموزین کو بھی کراس کرتا ہوا ہماری لائن پر آ گیا۔

''یہ ٹرک ہمارا ہی ہے۔'' میرے ساتھ بیٹھی سون نے ہولے سے کہا تو امریکی جان روڈلف نے مسکرا کے اضافہ کیا۔

''مسٹر شہزاد ٹرک کو دیکھ کر کچھ چوکنا سے نظر آنے لگے تھے۔'' وہ شاید میرے چہرے سے گھبراہٹ کی ہلکی سی رمق کو بھی بھانپ گیا تھا۔ تاہم مجھے اس کا میرے بارے میں یہ تبصرہ فضول لگا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا، البتہ سون معنی خیز انداز میں مسکرائی تھی۔

دس کلو میٹر بعد دونوں کاریں دو رویہ سڑک سے دائیں جانب ایک زیلی سڑک پر آ گئیں۔ یہ ون بیلٹ روڈ تھی اور دور تک ویران نظر آتی تھی۔ ٹرک بہت آگے جا چکا تھا اور اب اس کی ٹیل لائٹس ہی نظر آ رہی تھیں تاہم دونوں گاڑیوں کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ میرا دل کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔

ہمارے دائیں جانب پہاڑی سلسلہ تھا جہاں سورج کی نارنجی پڑتی روشنیاں جیسے سنگلاخ ڈھلانوں پر سونا بکھیر رہی تھیں۔ بائیں جانب کہیں کہیں بنجر زمین اور چھدری چھدری گھاس والا میدان تھا۔ پھر اچانک ہی گھنے جنگل کا سلسلہ شروع ہوا جو جلد ہی اختتام پذیر ہوا اور اب اس کی جگہ ٹیلوں ٹبوں نے لے لی تھی۔

ادھر سے ہی آگے جانے والی لیموزین نے بائیں جانب کا انڈیکٹر دینا شروع کر دیا ساتھ ہی اس کی رفتار بھی بتدریج آہستہ ہونے لگی۔ ہماری کار کے ڈرائیور نے بھی کار آہستہ کر دی تھی۔ کارگو ٹرک نظر نہیں آ رہا تھا، وہ شاید بہت آگے نکل گیا تھا۔ خالی تھا اسی لیے اس کی رفتار خاصی تیز تھی یا پھر اسے دانستہ آگے نکل جانے دیا گیا تھا۔

کار ناہموار راستے پر ہچکولے کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ رفتار آہستہ ہی تھی۔ کچھ تنگ موڑ بھی راہ میں تھے۔ شام ڈھلنے لگی تھی۔ کار کے شیشے بند تھے۔

''کیا ہماری روانگی کی ابتدا ہو چکی ہے؟'' میں نے سون کی طرف گردن موڑ کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ہاں!'' اس نے مختصر جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں مستغرق تھی اور جان روڈلف بھی اپنے ہونٹ بھینچے ہوئے تھا۔ مجھے دونوں کے چہرے کے تاثرات یکساں محسوس ہوئے تھے جیسے وہ مشترکہ طور پر ایک ہی نقطے پر سوچ بچار میں محو ہوں۔

میں گردن گھما کر کھڑکی سے باہر ویرانے میں دیکھنے لگا۔

دونوں گاڑیاں بھی ٹیلوں ٹبوں کے درمیان سے گزرنے لگیں۔ یہاں کوئی کوئی باقاعدہ سڑک نہ تھی۔ بس میدانی سا کھلا راستہ تھا۔ ہماری کار کا ڈرائیور ہم سے آگے جانے والی لیموزین کو فالو کر رہا تھا۔ جلد ہی ٹیلے ٹبوں کا سلسلہ پیچھے رہ گیا اور سامنے ہی مجھے اپنی جانب ذرا دور شام کے دھندلکوں میں کسی عمارت کے کھنڈرات نظر آنے لگے۔ وہی کارگو ٹرک بھی مجھے وہاں کھڑا دکھائی دیا۔ اس کے گرد

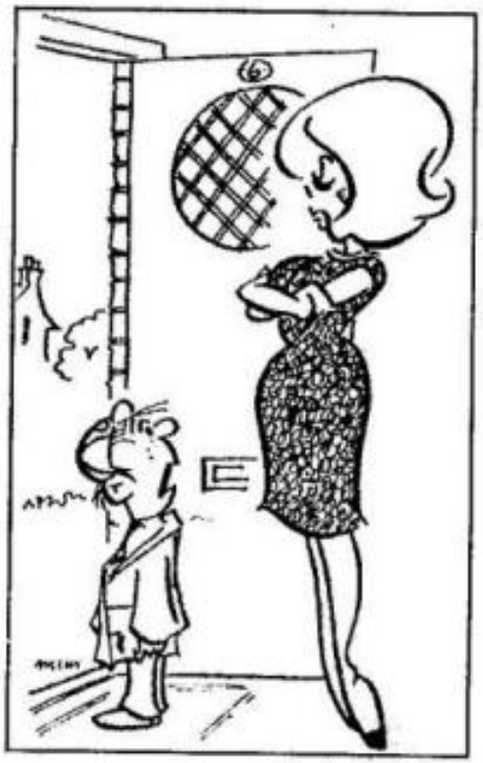

اسکول، اسکول..... وہاں جا کر میرا سارا دن برباد ہو جاتا ہے!

چند لوگوں کے ہیولے بھی متحرک نظر آئے۔ کارگو کا پچھلا دروازہ اُوپر کو اُٹھا ہوا تھا اور وہاں سے ایک تختہ لگا کر کوئی کرین نما شے نیچے اُتاری جا رہی تھی۔

کاریں اس کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رک گئیں۔ انجن بند ہوئے اور ہر سو یکلخت دھڑکا دینے والی اسرار بھری خاموشی طاری ہو گئی۔

ہم سب نیچے اُتر آئے۔ فضا مرطوب اور رکی ہوئی سی محسوس ہوتی تھی۔ ہم تینوں کاسپا کو کے قریب جا کھڑے ہوئے۔ کرین نیچے اُتاری جا چکی تھی اور اب اس میں ایک آدمی سوار ہو چکا تھا جو کرین کو کھنڈر کے ایک بڑے سے کھلے مگر منہدم حصے سے اندر لے جا رہا تھا، باقی افراد جنہوں نے مخصوص چست ورکرز ٹائپ لباس پہن رکھے تھے، کرین کے ساتھ ساتھ اندر جا رہے تھے۔ پاؤ ان کے ہمراہ تھا۔

کاسپا کو کے دو ساتھیوں نے جلدی سے وہاں ہمارے بیٹھنے کے لیے پانچ عدد فولڈنگ چیئرز لگا دیں۔ ہم سب ان پر براجمان ہو گئے۔ چار آدمی جن کے گلے میں انفراریڈ دوربینیں جھول رہی تھیں اور ہاتھوں میں گنز تھیں، وہ دائیں بائیں بکھر کر بہت آگے تک نکل کر تھوڑی دور جا کھڑے ہوئے۔ یہ پہرے پر تھے۔

کاسپا کو نے سگار باکس نکال کر سلگایا اور ہماری طرف دیکھتے ہوئے فخریہ لہجے میں بولا۔ ''اس قیمتی اور نایاب مجسمے کو چھپانے کے لیے اس سے بہتر جگہ اور نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ آج سے کئی سو سال پہلے یہ ادھر ہی سے دریافت کیا گیا تھا۔'' کہتے ہوئے اس نے سگار کا ایک طویل کش لیا۔

''آپ کی عقل مندی کی داد دینی پڑتی ہے مسٹر سپا کو! واقعی اس طرف کسی کا دھیان بھی نہیں جا سکتا۔'' روڈلف بولا۔ سون نے بھی اپنے باس کی تعریف میں کم و بیش ایسا ہی جملہ ادا کیا تھا۔ میں جبکہ خاموش رہا۔ میری خاموشی کو کاسپا کو بھانپتے ہوئے بولا۔

''تمہیں کوئی حیرت نہیں ہوئی ہماری اس چال پر؟'' اس کی خود پسندی پر میں نے بے تاثر سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

''میں شاید ذہنی طور پر ابھی حالات کا صحیح اندازہ نہیں کر پا رہا ہوں مسٹر کاسپا کو..... اور نہ تو اس میں کیا شک ہے کہ آپ نے ایک بیش قیمت اور نادر و نایاب چیز کو چھپائے رکھنے کی ایسی جگہ تلاش کی ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی یہ جگہ.....''

''ہاہا..... ہاہا..... خاصے محتاط مگر بہت مکار آدمی ہو تم.....'' کاسپا کو نے قہقہہ بلند کرتے ہوئے کہا تو میں سنجیدگی سے بولا۔

''یہ مکاری نہیں ہے جناب! محتاط پسندی ہے۔ زیادہ بہتر ہوتا کہ..... اس جگہ سے صرف آپ اور آپ کے چند قریبی ساتھی واقف ہوتے مگر یہاں تو میں سب کا مجمع دیکھ رہا ہوں لیکن شکر ہے پھر بھی کہ.....'' ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ کھنڈرات کے اس کھلے حصے سے پاؤ بدحواسی کے عالم میں دوڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ اس کے سر پر چرمی بیلٹ کے ساتھ ہیڈ لائٹ بندھی ہوئی تھی۔ وہ چیختا چلاتا ہوا ہمارے قریب آیا اور ہانپتے ہوئے بولا۔

''غضب ہو گیا باس! مجسمہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔''

اس نے جیسے ایٹم بم سے بھی بڑا دھماکا کر ڈالا۔ کاسپا کو کو جیسے ہزار وولٹ کا کرنٹ لگا۔ اس ناقابلِ یقین سی اطلاع پر وہ کرسی سے یوں اُچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے..... اسے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔

''کیا بکواس کر رہے ہو پاؤ.....؟ یہ کس طرح ہو سکتا

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

ہے؟"

ہم سب کھڑے ہو گئے تھے۔ میں کاسپا کو کے سامنے یونہی رواروی میں جس شبہے کا ثانوی سا اظہار کرنے والا تھا، وہ اتنی جلد حقیقت میں بدل جائے گا، مجھے اس کی رتی برابر بھی اُمید نہ تھی۔ اسی سبب خود میرا بھی وہاں موجود سب کی طرح منہ حیرت و تشویش کے باعث کھل گیا تھا۔ یہی وہ وقت تھا جب میں نے قریب کھڑے جان روڈلف کی طرف دیکھا تھا۔ میری یہ حرکت لاشعوری نہیں تھی بلکہ تحت الشعور میں چھپے ایک گمان آمیز تشکیک کے زیر اثر تھی۔

روڈلف کے چہرے پر مقابلتاً وہ تاثرات اُس تیزی سے نہیں چمکے تھے جس اسپارکنگ اسپیڈ سے پہلے کاسپا کو اور پھر میرے چہرے سے مترشح ہوئے تھے۔ جبکہ روڈلف کے چہرے پر چونکنے کے تاثرات میں ایک ٹھہراؤ تھا۔ یوں..... جیسے وہ بناوٹی ہو۔ تب ہی پل کے پل میری مشاق اور بھانپتی ہوئی نظریں اس کے چہرے سے پھسل کر سون کی طرف اُٹھ گئیں۔ اس کے چہرے پر بھی بلاشبہ پریشانی کے آثار نمایاں تھے لیکن اس کی ماہیت میں کسی دبے دبے خوف کا عنصر غالب تھا۔

چہرہ شناسی میں "فیشیل ایکسپریشن" کو اولیت حاصل ہے۔ جو میری تربیت کا حصہ تھی۔ جبکہ کاسپا کو کے ساتھ لگی بیٹھی سانچی کے چہرے پر معمولی تاثرات تھے جیسے اُسے ان معاملات تو کیا اپنے آپ سے بھی کوئی دلچسپی نہ رہی ہو۔

کاسپا کو نے تیزی سے قدم اُٹھائے تھے اور اس کے ساتھ ہی ہم نے بھی۔

اندر روشنی کا بندوبست ایک چھوٹا جنریٹر چلا کر کیا گیا تھا۔ ایک تنگ سے کھنڈر یلے راستے سے تیز تیز قدموں سے گزرتے ہوئے ہم نسبتاً ایک کھلی جگہ پر پہنچے۔ وہاں کی زمین کھدی ہوئی تھی۔ ایک طرف کرین کھڑی تھی جسے دوسرے راستے سے اندر لایا گیا تھا۔ ہم سب نے گڑھے کے اس سرے پر آ کر نیچے جھانکا۔ اندر بھی لوگ موجود تھے۔ انہوں نے بھی ہیڈ لائٹس پہن رکھی تھیں۔ جس کی روشنی میں اندر کا منظر کسی خفیہ تہ خانے کا سا منظر پیش کرتا تھا۔ وسط میں بہت سی جگہ خالی تھی۔ اندر رسی کی سیڑھیاں جھول رہی تھیں۔

ٹھیک اسی وقت باہر ساعت شمکن دھماکا ہوا۔ کھنڈرات کے در و دیوار لرزنے لگے۔ ہم خود بھی کھڑے کھڑے اپنی جگہوں پہ ہل کر رہ گئے۔ کاسپا کو جو شاید جوش غیظ تلے گڑھے کے سرے کے بالکل قریب آن کھڑا ہوا نیچے جھک کر کچھ کہنے میں محو تھا، وہ سیدھا اندر جا گرا..... سانچی کے حلق سے چیخ سی اُبھری تھی۔ جبکہ ہم ابھی سنبھلنے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ دوسرے دھماکے کی آواز اُبھری جو ہمارے بالکل عقب میں ہوا تھا۔ سانچی ہسٹریائی انداز میں چیخنے لگی اور اس کی زبان پہ میرا نام تھا۔

"ششش..... شہزاد....." پھر وہ شاید بے ہوش ہو کے گر پڑی تھی۔

اندر بارود کا دھواں سا بھر گیا۔ کئی لوگ کھانسنے لگے۔ مجھے بھی ٹھسکا لگا۔ یکلخت برسٹ چلے..... میں اپنی جان بچانے کی غرض سے دوڑا تھا کہ روڈلف مجھ سے ٹکرایا اور میں گڑھے میں گرتے گرتے بچا۔ صاف لگا تھا مجھے کہ یہ اس کی دانستہ حرکت تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا، یہ تصدیق ہوتے ہی کہ میں ابھی باہر ہی تھا، وہ دوبارہ میری جانب لپکا، اس بار اس کا انداز واضح طور پر جارحانہ تھا۔ میں اسے تاکنے کے لیے تیار تھا کہ اسی وقت آٹھ دس اسلحہ بدست افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ تاک تاک کر کاسپا کو کے آدمیوں کا نشانہ لینے لگے۔

پاؤ نے خطرہ بھانپتے ہی پستول نکال لیا تھا مگر اسے استعمال کرنے کا اسے موقع نہ مل سکا، نامعلوم حملہ آور کے ایک ہی برسٹ نے اس کا وجود اُدھیڑ ڈالا۔ سون اپنے کانوں پہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں رکھے چیخنے لگی۔ وہ اکڑوں بیٹھ چکی تھی۔ میں نے پلک جھپکتے ہی محسوس کیا تھا کہ نامعلوم حملہ آور روڈلف اور سون کو اپنی بربریت کا نشانہ بنانے سے کترا رہے تھے۔ ایک نے کوئی بم سا نکال کر اس کی پن دانتوں سے نکالی اور گڑھے کے اندر پھینک دیا۔

اندر دھماکے کے ساتھ ہی لرزہ دینے والی انسانی چیخیں برآمد ہوئیں۔ میرا دل سائیں سائیں کرتی کنپٹیوں پہ دھڑکنے لگا۔ اندر کاسپا کو تھا، جانے اس دھماکے کے بعد اس کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ ایک نے مجھے اپنی گن سے نشانہ بنانا چاہا تھا لیکن تب تک جان روڈلف مجھے گڑھے میں دھکا دینے کے لیے میرے قریب آ چکا تھا اور چونکہ میں اس کی پہلی "حرکت" کے بعد اس سے یک دم محتاط ہو گیا تھا۔ اسی لیے جیسے ہی یہ میرے قریب آیا میں نے اسے بڑی چابک دستی کے ساتھ دبوچ لیا۔

مجھ پر برسٹ چلانے والا حملہ آور جہاں کا تہاں رک گیا تھا۔ اس کی گن کا رخ ہنوز میری طرف ہی تھا۔ یہی وہ وقت تھا جب روڈلف نے یہ نازک اور سنگین لمحہ پانے کے

میں گرنے سے بچانے کی اپنی سی تگ و دو چاہی تھی مگر بے سود..... میں سنبھلتے سنبھلتے بھی بالآخر گڑھے میں جا گرا.....

☆☆☆

گڑھے میں گرتے ہی میں نے ہاتھ پاؤں چلاتے ہوئے خود کو کسی ٹھوس شے کی زد میں آنے سے بچانے کی کوشش جاری رکھی تھی کہ میں دھب سے کسی نرم شے پر گرا اور مجھے اس "شے" کی کراہ بھی سنائی دی۔ میں اسے پہچان گیا، یہ کاسپا کو کا بھاری بھرکم وجود تھا۔ گویا اس بم کے دھماکے کے بعد بھی اس میں زندگی کی رمق موجود تھی۔ جبکہ مجھے دھوئیں اور گرد و غبار کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بارود کی ناگوار بو سے میرا دم گھٹنے لگا۔ شکر تھا کہ گڑھے میں گرنے سے مجھے چوٹ نہیں آئی تھی۔

آرسنل میرے ہاتھ سے چھوٹ کر قریب ہی گرا تھا مگر میں نے اسے ٹٹولنے اور اُٹھانے میں چنداں دیر نہیں لگائی تھی۔ تاہم میں کاسپا کو کے جسم سے اُتر آیا اور اسے جھنجوڑتے ہوئے ہولے سے پکارا.....

"مسٹر کاسپا کو..... اِتم ٹھیک ہو؟"

وہ حلق سے غوغاں کی آوازیں نکالنے لگا۔ مجھے اس کے جسم اور کپڑوں پر ہلکی سی چپچاہٹ کا احساس بھی ہوا۔ صاف لگتا تھا کہ وہ زخمی تھا۔

آتشیں ہتھیاروں کی گھن گرج اور انسانی چیخوں کے شور و شغب کے بعد دل دھڑکا دینے والا سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ کاسپا کو کی غوغاں اُونچی ہونے لگی تو میں نے اسے سرگوشی میں مخاطب کر کے کہا۔

"مسٹر کاسپا کو! آواز مت نکالو..... اُوپر دشمن ہماری خون کی بو سونگھ رہے ہیں۔" وہ میری آواز شاید پہچان گیا تھا، گھٹی گھٹی آواز میں بولا۔

"مم..... میری جیب میں..... پپ..... پستول موجود ہے۔"

"اوکے....." میں نے ہولے سے کہا۔

اچانک ایک غراتی سی آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی۔ "وہ نیچے گر پڑا ہے۔ جلدی نیچے جاؤ۔ اس کا ہلاک ہونا ضروری ہے۔ گڑھے کے سرے کے چاروں طرف کھڑے ہو کر اندھا دھند فائرنگ کر ڈالو....."

یہ آواز سن کر میں لرز اُٹھا۔ یہ آواز اسی خبیث اور دغا باز امریکی جان روڈلف کی تھی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو میری اس گڑھے میں کھلی قبر بننا یقینی امر ہوتا۔ میرا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ میں نے تیزی سے سوچتے ہوئے ذہن لیے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو میں بھانپ گیا کہ وہ کیا نکالنا چاہتا تھا، میں نے اس سے بھی زیادہ پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ شے نکال لی جسے ہاتھ میں لینے کی وہ حسرت ہی کرتا رہ گیا۔ وہ ایک تلے اُوپر نال والا خطرناک قسم کا ڈبل بیرل "آرسنل پسٹل" تھا۔ ایسے اسلحوں کے استعمال میں تو مجھے ید طولیٰ حاصل تھا۔ جو ہاتھ آتے ہی دشمنوں کے خلاف میری رگوں میں قہر و غضب کی بجلیاں دوڑا دیا کرتا تھا۔

ایک زبردست ایکشن اسالٹ کے تحت میں نے سب سے پہلے اپنے ایک بازو کی آہنی گرفت..... روڈلف کی گردن کے گرد حائل کر کے اسے اپنی ڈھال بنایا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پسٹل سے ان نامعلوم حملہ آوروں پر یکے بعد دیگرے گولیاں برساتا چلا گیا۔ خطرناک آرسنل مجھ سے زیادہ غضب ناکیاں بکھیرنے لگا۔ اس کی دونوں فولادی سلائڈز تیزی سے آگے پیچھے حرکت کرنے لگیں۔ اور اس کے انجیکشن پورٹ سے گولیوں کے خول اچھل اچھل کر نیچے گرتے رہے۔ نامعلوم حملہ آور رقص اجل کرتے گرتے چلے گئے، باقی چند نے جان بچانے کی غرض سے دائیں بائیں سرکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں پسپائی اور موت کے ڈر سے وہ لوگ بے دریغ مجھ پر گولیاں نہ برسانا شروع کر دیتے۔ اس صورت میں اگرچہ سب سے پہلے روڈلف ہی جان سے جاتا مگر میں بھی نہیں بچتا لیکن شکر ہوا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔

ادھر روڈلف بدستور میرے بازو کی گرفت سے نکلنے کی کوشش میں تھا کہ اس کا داؤ چل گیا۔ کم وہ بھی نہ تھا۔ اس نے موقع پاتے ہی اپنے دائیں بازو کی کہنی میرے پیٹ پر رسید کرنا چاہی تھی کہ میں نے اسے اسی ہاتھ کے شکنجے میں زور سے گھما دیا۔ اس صورت میں اس کی کہنی کی جاں کش ضرب سے تو میں بچ گیا مگر وہ بھی میرے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔ یہ میرے لیے نہایت خطرناک صورتِ حال تھی۔ کھنڈرات کے شکستہ ستونوں کے عقب میں باقی ماندہ چھپے ہوئے حملہ آوروں میں سے کوئی بھی مجھ پر برسٹ فائر کر سکتا تھا۔

اور وہی ہوا۔ روڈلف کی "ڈھال" سے محروم ہوتے ہی مجھ پر برسٹ فائر ہوا، میں چونکہ اس سچویشن کی خطرناکی کا پہلے ہی ادراک کر چکا تھا اسی لیے میں نے قلیل ترین لمحات میں پلٹ کر اپنی جگہ بدلنے کی کوشش کی اور ایک طرف جمپ لگائی مگر میرا ایک پاؤں گڑھے کے سرے پر پھسلا، میرا توازن بگڑا، خود کو بارودی دھوئیں سے اٹے پڑے گڑھے

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

سے کام لیا۔ تلے اُوپر نال والا خطرناک آرسنل ہنوز میرے دائیں ہاتھ میں موت بکھیرنے کے لیے تھرک رہا تھا۔ دوسرے ..... ہاتھ سے میں نے نہایت پھرتی کے ساتھ قریب بے سدھ پڑے کاسپا کو کی جیبوں کی تلاشی لی اور میری توقع کے عین مطابق اس کی جیب سے بھی ایک عدد پستول برآمد ہو گیا۔

دونوں ہتھیاروں کو ہاتھوں میں لیے میں اوپر گڑھے کے سرے کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور تب ہی مجھے وہاں اسلحہ بدست مگیجے سے ہیولے کھڑے دکھائی دیے۔ میرے ہونٹوں پہ سفاک مسکراہٹ کھیل گئی۔ رگوں میں خون مثلِ پارہ کی طرح گردش کرنے لگا۔ وہ سب غالباً اس زعم میں میرے نشانے پر آ گئے تھے کہ ان کا خیال تھا، میں نیچے گر کے بے ہوش ہو گیا ہوں یا بے سدھ.....

پھر اس سے پہلے کہ اُوپر سے مجھ پر فائرنگ ہوتی، میرے دونوں پستول والے ہاتھ اُوپر اُٹھتے چلے گئے اور اگلے ہی لمحے وہ..... آتشیں قہقہے اُگلنا شروع ہو گئے۔

میرا نشانہ یہی مگیجے ہیولے تھے۔ دشمنوں کی اس آخری کھیپ کی تعداد بہت محدود تھی۔ اس میں ظاہر ہے میری ہی چابک دستی کا کمال تھا ورنہ یہ لوگ، جو بلاشبہ..... اس امریکی جان روڈلف کے ہی آدمی معلوم ہوتے تھے۔ میری قبر بھی کھود ہی چکے تھے۔

مجھے ان کی کریہہ انگیز چیخیں سنائی دیں، ان میں دو ایک نیچے بھی گرے..... میں فوراً ان پر چیتے کی طرح جھپٹا اور ایک کی گن قبضے میں کر لی۔

''مسٹر کاسپا کو..... ! ہوش میں رہنے کی کوشش کرو..... میں نے ان نامعلوم دشمنوں کا حملہ ناکام بنا دیا ہے۔ میں ایک شکار کے پیچھے اُوپر جا رہا ہوں۔'' یہ کہتے ہی میں گڑھے کے سرے سے جھولتی ہوئی رسی کی طرف بڑھا اور تیزی سے چڑھتا ہوا جیسے ہی سرے پر پہنچا، میری سماعتوں سے کسی گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز اُبھری۔

''فرار.....''

ایک ہی لفظ میرے تھکے ہوئے ذہن میں اُبھرا تھا اور پھر جیسے یکلخت میرے وجود میں بجلیاں دوڑ گئیں۔ میں اندازہ کر سکتا تھا کہ یہ کون فرار ہونے کی کوشش کر سکتا ہے۔ تاہم پھر بھی میں نے گردشی نظروں سے صرف چند ثانیوں کے لیے اردگرد کا جائزہ لیا تھا۔ مجھے اطراف میں بکھری ہوئیں لاشوں میں جان روڈلف کی لاش نظر نہیں آئی تھی، ہاں..... البتہ ایک طرف ان میں ساچی ضرور بے سدھ پڑی دکھائی دی تھی، پتا نہیں وہ زندہ تھی یا نہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی اس اچانک اُٹھنے والے بربریت زدہ طوفان پر ہسٹریائی چیخیں مار کے غش کھا کر گر پڑی تھی۔ ممکن تھا اسے بے سدھ پا کر کسی نے اسے نشانہ بنانے کی کوشش نہیں کی ہو، ہاں ایک بات پر میں ٹھٹکا ضرور تھا کہ ان میں مجھے سون نظر نہیں آئی تھی۔

اسی وقت گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز اُبھری اور میری ٹانگوں میں جیسے بجلیاں دوڑ گئیں۔ میں نے کاسپا کو کا ہلکی ساخت والا پسٹل اور اپنا آرسنل بیلٹ میں اڑس لیا تھا اور..... ہیوی مشین گن ہاتھوں میں تھی، وہی لیے میں کھنڈرات کے بیرونی حصے کی طرف دوڑا۔ مجھے ایک کھنڈر کی آڑ سے ایک بڑی سی وین حرکت کرتی نظر آئی، میں نے تیزی سے ایک منہدم شدہ دیوار پھلانگی اور گھٹنوں کے بل اکڑوں بیٹھ کر میں نے وین کے ٹائروں کا نشانہ لے کر لمبی دبا دی۔

شام رات کی تاریکی میں ڈھل چکی تھی۔ اُترتے ہوئے انہی اندھیاروں میں میری گن سے یکلخت شعلوں کی زبان لپلپانے لگی اور اس کے اگلے ہی لمحے یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے۔

ریورس ہو کر ایک دم آگے بڑھتی ہوئی وین ان دھماکوں کے بعد ایک طرف کو جھک گئی اور گول گھومنے لگی۔ میں نے اس کی جانب دوڑ لگا دی۔

اسی وقت میں نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلتے اور اس کے اندر سے جان روڈلف کو ہاتھ میں گن لیے ہوئے اُترتے دیکھا۔ اس نے محض ایک اندازے سے مجھ پر فائر کھول دیا مگر اس کی یہ کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ میں نے اس سے پہلے ہی اس کا نشانہ لیتے ہوئے اپنی گن سے ایک برسٹ فائر کر دیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور گن ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی..... اس کا وہ ہاتھ خون کے لوتھڑے کا منظر پیش کرنے لگا۔ لیکن وہ بھی بڑا ڈھیٹ ثابت ہوا، یا پھر شاید اسے اپنی یقینی موت صاف نظر آنے لگی تھی۔ وہ اسی طرح ہی اذیت تلے چیختا ہوا گن اُٹھانے کو لپکا اور اس کا بایاں ہاتھ گن اُٹھانے کے لیے آگے کو اُٹھا ہوا تھا۔ میں نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑے اطمینان سے گن کو سنگل شاٹ پر سیٹ کیا اور اس کی ایک ٹانگ کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ اس کی دوبارہ اذیت تلے چیخ اُبھری اور وہ نڈھال ہو کر گر پڑا۔ میں نے اس کی گن لات مار کے پرے تاریکی میں اچھال دی۔

ماہنامہ سرگزشت کراچی
جنوری 2018ء
مرگِ ناگہاں نمبر
کی جھلکیاں

چاند گرھن
زویا اعجاز کے فسوں گر قلم کا شاہکار، اس ہر دل عزیز شاعرہ کا احوال جس کے اشعار دلوں کی دھڑکن تیز کر دیتے ہیں

جاسوسہ
عبداللہ احمد حسن کے کلکِ قلم سے اس دوشیزہ کا زندگی نامہ جس کی رگوں میں دوڑتے خالص پٹھانی خون نے اسے بہادری کے معراج پر پہنچایا اور حکومتِ برطانیہ اسے ایک بڑا جنگی اعزاز دینے پر مجبور ہو گئی

قاتل بائونسر
کبیر عباسی کا کرکٹ کے شوقینوں کے لیے انمول تحفہ، اس کھلاڑی کی داستانِ زیست جس نے کھیل کے میدان میں موت کو گلے لگایا

خودکش
وسیم بن اشرف کی ایک دلپذیر تحریر، اردو کے اس مقبول شاعر کے حالاتِ زندگی جو مرنے کی آرزو میں خودکشی کی بار بار کوشش کر رہا تھا

ننھی کلی
زرین قمر لائی ہیں ایک دل دکھا دینے والی روداد، اس ننھی کلی کی داستان جس نے نہایت صغیر سنی میں پاکستان کا نام روشن کیا

مرگِ برگ
بشریٰ شوکت کی ایک ایسی سچ بیانی جسے پڑھتے ہوئے آنسو نکل آئیں گے

ان کے علاوہ
طویل داستان ناسور، مقبول سفرنامہ شمشال سے ٹورنٹو اور بہت سی دلچسپ حالاتِ زیست، سچ بیانیاں، سچے واقعات دلچسپ، کبھی نہ بھولنے والی سرگزشتیں

ایک ایسا شمارہ جسے آپ مجلد کرا کر محفوظ رکھیں گے، ایسے خاص نمبر صرف سرگزشت ہی پیش کر سکتا ہے

آج ہی نزدیکی بک اسٹال پر اپنا شمارہ مختص کرالیں

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

ٹھیک اسی وقت میں نے وین کی ڈرائیونگ سیٹ کے برابر والے دروازے کو کھلتے دیکھا۔ وہاں سے اُتر کر کوئی تاریک ویرانوں کی طرف دوڑا۔ میں نے فوراً اس کا تعاقب کیا۔ وہ سون تھی۔ انتہائی خوف زدہ اور بدحواس ہو رہی تھی اور شاید اسی سبب اس کا ایک پاؤں بھی دوڑتے ہوئے رپٹ گیا اور وہ گر پڑی۔ میں نے اسے چھاپ لیا اور اس کی گردن دبوچ کر اسے کھڑا کر دیا۔ اس کا لباس مسل چکا تھا اور گرد و غبار سے اَٹا پڑا تھا۔ میں نے کسی عقاب کی طرح اسے جھپٹ لیا اور دبوچ کر کھڑا کر دیا۔

''تم اس دغاباز امریکی کے ساتھ کہاں بھاگ رہی تھیں؟ چلو میرے ساتھ۔'' میں غرایا۔

''نن..... نہیں، مجھے جانے دو، میں تمہاری منت کرتی ہوں..... وہ..... وہ بہت خطرناک لوگ ہیں۔ ہم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔'' وہ دہشت زدہ لہجے میں ہکلا کے بولی۔

''خاموش رہو، ورنہ تمہاری گردن توڑ ڈالوں گا۔'' میں خونخوار لہجے میں غرایا۔ وہ سہم گئی۔ میں اسے دبوچے واپس پلٹا۔ روڈلف بے سدھ پڑا تھا۔ میں نے جھک کر اس کا جائزہ لیا۔ وہ بے ہوش تھا۔ میں اسے گھسیٹتا ہوا کریسیڈا تک لایا اور اس کے بے ہوش زخمی وجود کو کھینچ کر عقبی سیٹ پر ڈال دیا۔ ڈکی میں رسی پڑی تھی۔ اس سے میں نے اس کی مشکیں کس ڈالیں۔

''دد..... دیکھو..... سب مر چکے ہیں۔ ہمیں بھاگ جانا چاہیے۔'' سون بولی۔

''کہانا میں نے..... خاموش رہو۔'' میں نے اسے پھر جھڑکا اور پھر اسے دبوچے اندر کھنڈر میں لے آیا۔

''ببب..... باس زندہ ہے یا مر گیا؟'' وہ بولی۔

''وہ زندہ ہے اور زخمی حالت میں گڑھے کے اندر پڑا ہے۔ اسے نکالنا ہوگا۔'' میں نے قدرے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔ وہ اسی لہجے میں بولی۔

''نن..... نہیں، وہ..... وہ مجھے بڑی اذیتیں دے کر ہلاک کرے گا۔ مم..... مجھے جانے دو.....'' وہ ہسٹریائی انداز میں چلائی اور میری گرفت سے نکلنے کے لیے مچلنے لگی۔ میں نے ایک زوردار تھپڑ اس کے نازک اندام چہرے پر جڑ دیا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ میں وقت ضائع کیے بغیر اندر گڑھے میں کود گیا۔ اب بارودی دھواں چھٹ چکا تھا۔ جزیئر کی روشنی ہو رہی تھی۔ کاسپا کو کو میں نے سہارا دے کر اُٹھایا، وہ خاصا زخمی تو نظر آ رہا تھا مگر زندہ تھا اور ہوش میں بھی تھا۔ میں اسے کھینچ کھانچ کر کسی طرح گڑھے سے باہر نکال لایا۔

سانچی کو ہوش آ چکا تھا وہ پھٹی پھٹی دہشت زدہ نگاہوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ اس کے لیے یہ سب کسی قیامت سے کم نہ تھا۔ خود ہم بھی تو ایک بھیانک موت کے منہ سے بال بال بچے تھے۔ میں ان سب کو لیے کار میں آ گیا۔ بعد میں بے ہوش سون کو بھی اُٹھا لایا۔ ڈرائیونگ سیٹ میں نے سنبھالی اور پھر سب ایک ہی کار میں ٹھنس ٹھسا کر روانہ ہو گئے۔

☆☆☆

کاسپا کو کی رہائش گاہ پہنچے تو جیسے ہلچل مچ گئی۔ کاسپا کو سمیت سب نے دیکھا تھا کہ میں ہی ان سب کو بچا کے لایا تھا اسی لیے میرا حکم وہ سب بغیر کسی چوں و چراں کے ماننے لگے۔ کاسپا کو کو فوراً طبی امداد کے لیے کسی دوسرے گوشے میں لے جایا گیا تھا، مجھے اسی کے ساتھی سے پتا چلا تھا کہ وہاں ڈاکٹرز سمیت تمام طبی سہولیات موجود تھیں۔

جبکہ روڈلف اور سون کے سلسلے میں، میں نے یہی حکم دیا کہ ان دونوں کو الگ الگ بند کمروں میں قید اور کڑی نگرانی میں رکھا جائے۔ (روڈلف کو بھی میرے ہی حکم سے طبی امداد دینے کے لیے لے جایا گیا تھا)

کاسپا کو کے ساتھی حیران و پریشان تھے کہ یہ سب ہوا کیا تھا۔ کچھ ادراک تو تھا کہ یہ سب کسی دھوکے بازی کا ہی پیش خیمہ ہو سکتا ہے، لیکن روڈلف اور سون کو قیدی کی حیثیت سے بند کرنے کا حکم، ان کے لیے اچھنبے کا ہی سبب بنا تھا۔

چند گھنٹوں بعد حالات معمول پر آئے۔ میں بھی غسل وغیرہ کر کے تازہ دم ہو گیا۔ کاسپا کو کے آدمی میری ایک ایک ضرورت اور بات کا خیال کر رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے سرغنہ کو زخمی حالت میں میرے ساتھ دیکھا تھا اور یہ بھی کہ میں اس کی جان بچا کے اسے یہاں تک لایا تھا۔

اس کے بعد میں سون سے ملنے اس کے کمرے میں جا پہنچا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ وہ ایک کونے میں سکڑی سمٹی فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں ایک ہی بلب روشن تھا۔ آہٹ پا کر وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور سر اٹھا کر اس نے دیکھا۔ وہ خاصی دہشت زدہ اور سہمی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ میں چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ کونے میں دبکی سے لگی بیٹھی تھی۔ اس کا شارٹ اسکرٹ گھٹنوں سے اُونچا ہو گیا تھا۔ میں چند ثانیے اپنے ہونٹ بھینچے اس کی طرف دیکھتا رہا، اس کے بعد ہولے سے بولا۔

''سون! میں نے ابھی کاسپا کو اور اس کے کسی آدمی کو تمہاری غداری کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔'' میں نے اندھیرے میں مگر بڑا اچھا تیر پھینکا۔ یہی وجہ تھی وہ اس کے چہرے کی مردنی اور پژمردگی لمحہ بھر کے لیے حیرت آمیز مسرت کے تاثرات میں بدلی اور وہ کونے کی دیوار سے سہارا لینے کی کوشش کرتے ہوئے کھڑی ہونے لگی تو میں نے قدرے جھک کر آگے بڑھتے ہوئے اس کا مرمریں بازو تھام لیا۔ وہ جلد ہی سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اس کی حالت خاصی ناگفتہ بہ ہو رہی تھی۔

''کک..... کیا تم س..... سس..... سچ بول رہے ہو.....؟''

''میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ وقت بچانا چاہتی ہو تو میرے سوالوں کے ٹھیک ٹھیک جواب دینا جس طرح تمہیں مجھ سے ہمدردی تھی اسی طرح مجھے بھی تم سے ہمدردی ہے۔ مگر مت بھولنا کہ ایک ذرا جھوٹ بھی بولا تو نقصان تم اُٹھاؤ گی، میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم کاسپا کو کی بربریت کا نشانہ بنو، روڈلف ہماری قید میں ہے اور اس سے بھی ہم بہت کچھ اُگلوا لیں گے۔ مگر تم اپنے حصے کا کام کر کے میرے دل میں جگہ بنا لو تاکہ میں تمہیں بچا سکوں۔'' میری نپی تلی گفتگو نے سون کو سکا کر رکھ دیا۔ اس کی گھنیری پلکیں اشک بار ہو گئیں۔

''کہانا..... میں نے کہ وقت ضائع مت کرو..... جتنی جلد تم بات ختم کرو گی اُتنا ہی آسانی سے میں تمہارا دفاع کر سکوں گا مگر شرط وہی ہے کہ سچ بولنا ہے۔''

''لل..... لیکن وہ، روڈلف..... میرے بارے میں سب بتا دے گا۔'' اس نے امکانی پہلو کی طرف توجہ دلائی تو میں اسی اطمینان سے بولا۔

''مت پروا کرو اس کی، وہ کاسپا کو کا ایک انتہائی معتوب مجرم بن چکا ہے، میں کوشش کروں گا کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے کہ وہ تمہارے بارے میں کسی بات کا بھانڈا پھوڑ سکے، اگر ایسا کیا بھی اس نے تو تم میں وہ سچویشن سنبھال لوں گا۔ کاسپا کو مجھ پر اب اندھا بھروسا کرنے لگے گا اور..... اگر تمہارے حقیقت اُگلنے سے..... میں وہ بیش قیمت مجسمہ برآمد کر لوں تو مجھے پورا یقین ہے کہ کاسپا کو..... صرف میرے ہی نام کی مالا جپتا رہے گا۔''

''کک..... کیا خبر تم مجھے بہلا پھسلا کر.....''

''اوکے..... تمہاری مرضی.....'' میں نے اس کی بات کاٹ دی اور پلٹا تو عقب سے اس کی لرزتی آواز اُبھری۔

''ٹھٹ..... ٹھہرو..... پلیز!''

تب تک میں چند قدم بڑھا چکا تھا۔ اس کی آواز سن کر رکا اور وہیں کھڑے کھڑے اس کی جانب پلٹا۔

''میں سب بتانے کو تیار ہوں۔''

''ہاں! تو بتاؤ کہ سب کیا چکر تھا.....؟ تمہیں کیسے روڈلف نے اپنے ساتھ ملا لیا؟ اور وہ مجسمہ کہاں چھپا رکھا ہے؟ مگر یہ سب مجھے مختصر لفظوں میں بتاؤ۔'' میں نے کہا۔

وہ بتانے لگی۔

''کاسپا کو کے پاس میں اُکتا چکی تھی۔ جب تک اس نے مجھے گروہ میں ایک ''مادام'' کی حیثیت دے رکھی تھی تو سب ٹھیک تھا، لیکن پھر جانے کیا ہوا اس نے گروہ میں میری حیثیت روز بروز ڈی گریڈ کرنا شروع کر دی۔ پھر سانچی کی آمد نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ کاسپا کو نے مجھے اپنی خلوتوں سے ہی نہیں بلکہ جلوتوں سے بھی دور کر دیا اور میں فقط اس کے مہمانوں کی راتیں گرم کرنے والی ایک طوائف بن کر رہ گئی، یہی نہیں گروہ کا ہر وہ ادنیٰ سے ادنیٰ فرد جو کبھی مجھ سے بات کرنے کی جرات نہیں کرتا تھا، مجھے اس کے حوالے کر دیا جاتا۔ میں ٹوٹ کر رہ گئی۔ یا تو ابتدا سے ہی مجھے ایسا ہی رہنے دیا جاتا تو میری انا اور خودی کو اتنا دھچکا نہیں پہنچتا، لیکن ایک بڑے مقام سے بغیر کسی وجہ کے مجھے گرا دینا میرے لیے زیادہ تکلیف کا سبب بنا۔'' وہ اتنا کہہ کر رکی۔ میں بدستور مستفسرانہ نظروں سے اس کے چہرے کی طرف تکتا رہا۔

وہ ذرا ٹھہر کر دوبارہ بتانے لگی۔

''روڈلف بھی کاسپا کو کا مہمان تھا۔ وہ اسی پارٹی کا آدمی تھا جن سے کاسپا کو نے وہ چوری شدہ مجسمہ فروخت کرنے کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ وہ بیعانے کے طور پر چوتھائی رقم لے کر آیا تھا اور اس نے مجسمہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی درخواست کی تھی، جسے کاسپا کو نے بہ خوشی قبول کر لی تھی۔ بدھا کا وہ بیش قیمت مجسمہ اور وہ مقام (کھنڈرات) دیکھنے کے بعد..... اس نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ روڈلف جیسا شاطر آدمی شاید تب تک میری اندرونی کیفیات اور یہاں سے بیزاری کو بھانپ چکا تھا۔ ایک رات جب میں اس کے ساتھ تھی تو اس نے مجھے ایک راز سے آگاہ کر دیا۔ اس نے

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

بتایا کہ وہ یہ مجسمہ چوری کرنا چاہتا ہے جس کا وہ امریکا سے پہلے ہی ایک مربوط پلان بنا کر لایا ہے۔ نیز اس نے اپنے بارے میں مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ ایک بڑے بین الاقوامی نوعیت کے گروہ کی طاقت اس کی پشت پر ہے، وہ آج رات (اس دن کی رات جب کاسپا کو نے روڈلف کو وہ مجسمہ اور جگہ دکھائی تھی) اس کے ساتھی وہ مجسمہ چوری کر چکے ہوں گے کیونکہ وہ انہیں اسی دن ساری انفارمیشن خفیہ طور پر دے چکا تھا۔

"روڈلف نے مجھے مجبور کیا کہ میں کسی طرح کاسپا کو کو زہر دے کر ہلاک کر ڈالوں تاکہ ایک تو اسی افراتفری میں روڈلف یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا، کیونکہ وہ چوری شدہ مجسمہ اور اس کا جائے مقام دیکھ لیے جانے کے بعد روڈلف پر کاسپا کو نے کڑی نگرانی مقرر کر دی تھی، وہ ایک طرح سے یہاں نظر بند تھا جب تک کہ مجسمہ وہاں سے نکال کر امریکا نہ روانہ کر دیا جاتا۔ میں کاسپا کو کو زہر دینے کا کام نہیں کر سکتی تھی۔ یہ میرے لیے ناممکن حد تک مشکل تھا۔ درحقیقت روڈلف کے لیے کاسپا کو کی ہلاکت ضروری تھی، اس کے سوا وہ مجسمہ امریکا نہیں لے جا سکتا تھا، اس صورت میں کاسپا کو ان کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتا تھا۔ یہاں چور کو مور پڑنے والی بات ہو گئی تھی۔ شکار کو ایک دوسرے خطرناک شکاری کے منہ سے نوالہ بنا کے چھیننا تھا۔

"بہرطور میرے انکار کے بعد روڈلف نے یہ گیم کھیلی تھی جو آج ہوا۔ کیونکہ کاسپا کو کے ساتھ آدمی کم تھے لیکن روڈلف کو کیا معلوم تھا کہ ایک تم ہی سب پر بھاری پڑ جاؤ گے۔ اس کا سارا منصوبہ فیل ہو گیا بلکہ وہ خود بھی گرفت میں آ گیا۔" وہ اتنا بتا کر رکی، میرا ذہن اس کی باتوں پر مسلسل غور کرنے میں مصروف تھا، وہ ذرا سانس لینے کو رکی اور..... پھر آخر میں مجسمے سے متعلق بتانے لگی کہ اسے روڈلف نے آخری وقت تک کچھ نہیں بتایا تھا کہ اس کے آدمیوں نے مجسمہ چوری کر کے کس مقام پر رکھا تھا۔ لیکن آج جب روڈلف نے اپنے اس خون ریز منصوبے کو آخری شکل دی تو تب ہی اس نے سون کو بتایا تھا کہ وہ لوگ سب کو ہلاک کرنے کے بعد..... ہل ٹاپ کے علاقے، فوکٹ پیلس روانہ ہو جائیں گے اور اب بھی یہ پسپائی اختیار کرنے کے بعد یہ دونوں (روڈلف اور سون) فرار ہو کر وہیں جا رہے تھے..... جب سون نے مجھے اس جگہ کا پتا بتایا تو مجھے ایک زبردست جھٹکا لگا۔ یہ رہائش گاہ وزیر جان کا ٹھکانا تھی..... جہاں گوتم بدھ کے دوسری بار چوری شدہ مجسمے کو ایک خفیہ تہ خانے میں رکھا گیا تھا.....

☆☆☆

میرے لیے یہ ایک چونکا دینے والا اور سنسنی خیز انکشاف تھا۔

اسپیکٹرم کے کئی ونگز مختلف اوقات میں بیک وقت اور ہمہ وقت سرگرم رہتے تھے۔ میری معلومات کے مطابق روڈلف یقیناً اسپیکٹرم کے فیلڈ اسکواڈ کو کا کوئی گروپ چیف ہو سکتا تھا۔ یاد رہے کہ یہ وہی اسکواڈ تھا جس کی فعال رکن اوروِر کر..... سوشیلا اور یشام چھلگری بھی رہ چکے تھے۔ ان کا کام دنیا کے کسی بھی کونے سے نوادر یافت شدہ اور بیش قیمت نوادرات کو چوری کر کے..... انہیں اسی ملک کے حوالے کرنا ہوتا تھا، تاکہ اسپیکٹرم کی "شریفانہ" ساکھ قائم رہتی اور اس کے لیے دنیا کے ہر ملک سے "فارن فنڈنگ" کے راستے کھلے رہتے۔

بڑی زیرک دماغی کے ساتھ میں نے سون کی بتائی ہوئی باتوں کا تجزیہ کر کے یہی حل نکالا تھا کہ عنقریب اسپیکٹرم کو ایک عالمی سطح پر اس کا اصل مکروہ چہرہ بے نقاب کرنے کا خاطر خواہ موقع مل رہا تھا۔ لیکن درمیان میں کاسپا کو کی ٹیڑھ آڑے آئی تھی، اگرچہ کاسپا کو کو ٹھکانے لگانا اب میرے لیے چنداں مشکل نہ تھا لیکن مسئلہ میری امریکا روانگی کا تھا اور یہ راستہ اب کاسپا کو ہی میرے لیے آسان کر سکتا تھا۔ اسی لیے ابھی اس سے دوستی کی فضا کو جاری رکھنے میں میرا اپنا مفاد بھی تھا۔

میں نے اب نئے حالات و موقع محل کے مطابق سون کو کچھ ضروری ہدایات دیں، اسے کچھ سمجھایا اور پھر اس کی آزادی کا حکم دے ڈالا.....

کاسپا کو کا ایک خاص کارپرداز جو میرے سارے احکامات بڑی خنداں پیشانی سے بجالا رہا تھا۔ وہ ڈین چنگ نام کا ایک ٹھگنا آدمی تھا۔ میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ مجھے سون کے سلسلے میں جو غلط فہمی ہوئی تھی، وہ اب رفع ہو چکی ہے۔ وہ حیران تو ہوا تاہم اس نے وہی کیا جو میرا حکم تھا۔ یوں بھی وہ کاسپا کو کے پاس تھا اور کاسپا کو نے اسے میری طرف سے یقیناً "فری ہینڈ" رہنے کا کہہ رکھا ہو گا۔ میں کاسپا کو پر اپنے اعتماد اور "کارکردگی" کی ایک اور مثال پیش کرنے کے لیے بے چین تھا لہٰذا ڈین چنگ کے ساتھ فوراً اس کے روبرو حاضر ہو گیا۔

وہ گوشہ..... جہاں کاسپا کو کا علاج ہو رہا تھا۔ اس محل نما رہائش گاہ کے عقب میں اُوپری منزل پر تھا۔

یہ لباس ہے دفتر آنے کا

کاسپا کو بیڈ پر دراز تھا۔ وہاں ایک نرس موجود تھی۔ ڈین چنگ میرے ہمراہ تھا۔ اسے ڈرپ لگی ہوئی تھیں اور جسم کے کئی حصوں پر پٹیاں اور بینڈ بجز بندھی ہوئی تھیں۔ وہ جلدی اس کی قدرے بہتر حالت کو دیکھ کر صاف اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں ابتدائی طبی امداد کے سلسلے میں کاسپا کو نے کی طرخواہ بندوبست کر رکھا تھا۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا تھا کہ کاسپا کو اس سلسلے میں خوش قسمت رہا ہو کہ ایک تو وہ دشمنوں کے حملے سے بال بال موت کے منہ میں جانے سے بچا تھا۔ دوسرے یہ کہ اُس کے زخم زیادہ گہرے یا مہلک نہ ہوں۔ نیز یہ کہ بروقت اور جدید طبی سہولیات کا فوری حصول بھی اس میں کارفرما ہو سکتا تھا۔

وہ اس وقت بیڈ پر نیم دراز تھا اور اس کے سینے پر اسٹینڈ کے ذریعے ایک ٹرے رکھی ہوئی تھی جس پر فروٹ جوس اور سوپ تھا، وہ سوپ پینے میں مصروف تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کھل اُٹھا۔

"کم..... کم آن..... مسٹر شہزاد! بہادر اور جاں نثار آدمیوں کے سلسلے میں میرا انتخاب کبھی بھی غلط ثابت نہیں ہوا ہے، میں تمہیں بُلوانے ہی والا تھا۔" وہ بولا۔

"سب سے پہلے میری مبارک باد قبول کریں مسٹر کاسپا کو!" میں نے اس کی بات پر دل میں ہنستے ہوئے مگر بظاہر باادب ہو کے اس سے کہا۔

"نئی زندگی مبارک ہو۔ میں ایک اہم اور فوری معاملے کے سلسلے میں خود بھی آپ سے ملنے کے لیے بے چین تھا۔"

"دشمن نے ہمارے خلاف دھوکا دہی کی بڑی زبردست چال چلی ہے۔" وہ فکرمندی سے بولا۔ "اس قیمتی مجسمے کی چوری نے زخموں سے زیادہ میری کمر توڑ ڈالی ہے۔ لیکن ان کا آدمی ہماری گرفت میں ہے اور کتیا سون..... اسے تو میں خود اپنے ہاتھوں سے عبرت ناک انجام سے دوچار کرنے والا ہوں۔ اس بچ نے دشمنوں سے ساز باز کر کے کاسپا کو کے قہر و غضب کو للکارا ہے۔"

"لیکن..... حقیقت اس کے برعکس ہے مسٹر کاسپا کو.....!" میں نے اچانک کہا اور وہ قدرے چونک کر اپنی بھی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں! مسٹر کاسپا کو! لیکن ابھی یہ وقت زیادہ تفصیلات میں ضائع کرنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے پتا چلا لیا ہے کہ وہ مجسمہ اس وقت کہاں اور کس جگہ رکھا ہوا ہے۔"

میری اس بات پر حسب توقع کاسپا کو کو ایک

PkPdf.Blogspot.Com

زبردست جھٹکا لگا۔ سوپ کا چمچ منہ کی طرف لے جاتے ہوئے اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"ی ی..... یہ کیا کہہ رہے ہو.....؟ کک..... کیا واقعی تم نے ہمارے چھینے ہوئے نوالے کا سراغ لگا لیا ہے؟" وہ غیر یقینی لہجے میں بولا۔

"مسٹر کاسپا کو! اس سے پہلے کے دشمنوں کی بچی کھچی تعداد پھر سے یکجائی اختیار کر لے، مجھے اسی وقت نکلنا ہو گا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا اور پھر کاسپا کو نے اسی وقت ڈین چنگ کو مجھ سے ہر طرح کے تعاون کی سختی سے ہدایات کر ڈالی۔

"میری کامیابی کی دعا کیجیے گا مسٹر کاسپا کو!" بالآخر میں کرسی سے اُٹھتے ہوئے بولا تو اس نے کہا۔

"تمہارا یہ مجھ پر دوسرا بڑا احسان ہو گا۔ میرے جتنے آدمی اپنے ساتھ لے جانا چاہو لے جا سکتے ہو، اور ایک کارگو ٹرک بھی ہو گا۔ اس کے اندر کرین پہلے سے موجود ہو گی۔ مجسمہ اسی کارگو میں لوڈ کرنے کے بعد اسے ادھر ہی لے آنا۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہو گا۔" میں نے اچانک کہا۔ کاسپا کو سمیت ڈین چنگ بھی میری طرف اُلجھی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ میں آگے بولا۔

"گوتم بدھ کا یہ مجسمہ صرف قیمت کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ یہاں کی سرزمین کے لوگوں کے لیے مذہبی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یہی نہیں اسے بینکاک کی ایک معروف عبادت گاہ کے مندر سے چرایا گیا ہے۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ اس کی چوری زیادہ عرصہ چھپی رہ سکتی ہے۔ بے شک اس

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

PkPdf.Blogspot.Com کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔

کتابوں کی قیمتوں کی وجہ سے اگر آپ کو خریدنے کے بعد کتاب پسند نہیں آتی تو آپ کا اس سے مالی نقصان بھی ہو گا ہمارا مقصد یہی ہے کہ اگر آپ کو ہماری ویب سائٹ سے کوئی کتاب پسند آتی ہے تو رائٹر کو اسکا حق ضرور دیں اور کتاب خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بنائیں۔

ہم PkPdf.Blogspot.Com آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی PkPdf.Blogspot.Com کا نام اچھی طرح زہن نشین کرلیں۔ تا کہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو با آسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تا کہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

کی جگہ ایک ایسا ہی تقلی مجسمہ وہاں رکھ دیا گیا ہے۔"

"تو تم پھر کیا کرنا چاہتے ہو؟" کاسپا کو نے میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اس مجسمے کو واپس اسی جگہ رکھنا ہوگا۔ یعنی ان کے کھنڈرات میں۔"

"کیا.....؟" کاسپا کو کا منہ کھلا رہ گیا۔

"ہاں! بچے کھچے دشمنوں میں اب اتنا دم نہیں رہا ہوگا کہ..... وہ دوبارہ اسے وہاں سے حاصل کر سکیں۔ نقطہ باریک ہے مگر اسے بڑے دھیان سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ان کا چیف جان روڈلف ہماری گرفت میں ہے۔ ہاں! اتنا ضرور کیا جاسکتا ہے کہ اس طرف خفیہ طور پر ہم اپنے مسلح آدمیوں کو نگرانی پر مامور کر دیں۔"

"لیکن..... دشمن ناکامی کی صورت میں انتقامی طور پر شرارت کر سکتے ہیں۔ وہ مقامی انتظامیہ کو گمنام کال یا کسی اور ذرائع سے اس مجسمے سے متعلق مطلع کر سکتے ہیں۔" ڈین چنگ نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا تو میں نے تلخ مسکراہٹ سے کہا۔

"میں ان عوامل پر بھی غور کر چکا ہوں۔ یہ خدشہ اپنی جگہ سہی، لیکن اس کے ہونے میں صرف دس سے پندرہ فیصد چانسز ہیں۔ مجسمہ کا حصول ان کا بھی ایک اہم مقصد ہے۔ جس کی وہ تین چوتھائی رقم بھی ادا کر چکے ہیں۔ اس میں ان کا اپنا بھی نقصان ہوگا، ان سے بات کی جائے گی، ممکن ہے وہ..... اب شریفانہ سودے بازی پر اُتر آئیں یا پھر جان روڈلف ان کی پارٹی سے تعلق ہی نہ رکھتا ہو یا پھر اس کی نیت میں فتور آ گیا ہو۔"

"تمہارا خیال ہے کہ ہمیں مذکورہ پارٹی سے بات کرنی چاہیے۔" کاسپا کو نے خیال آرائی کی۔

"ہاں! یہ بات آپ کریں گے اور پہلے شکایتاً یہ سب بتانے کے بعد دیکھتے ہیں کہ کیا حقیقت سامنے آتی ہے؟"

"میں سمجھ گیا تمہاری بات..... تم فوراً روانہ ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ دشمن کوئی اور حربہ استعمال کریں۔" کاسپا کو جلدی سے بولا۔ "انہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ معاملہ خراب ہو گیا ہے وہ جتنے بھی ہوں گے، میرا نہیں خیال کہ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔"

اگلے پندرہ منٹوں کے اندر اندر میں ڈین چنگ اور کاسپا کو کے تقریباً پندرہ مسلح آدمیوں کے ٹولے سمیت مختلف گاڑیوں میں سوار آندھی طوفان کی طرح..... ہل ٹاپ کی طرف رواں دواں تھا۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب وہاں کی کیا صورتِ حال ہو سکتی تھی؟ تاہم میں نے ابھی کاسپا کو کو یہ حقیقت بتانا ضرورت نہیں سمجھی تھی کہ روڈلف کا تعلق وزیر جان کے گر سے تھا یا وہ مجسمہ اسی کی رہائش گاہ کے ایک خفیہ تہ خانے میں رکھا گیا ہے۔

ہل ٹاپ پہنچتے ہی ہم نے وزیر جان فوکٹ نیلا والے ٹھکانے پر خاموش کمانڈو ایکشن کیا۔ وہاں دو تین افراد سے ہمارا ٹکراؤ ہوا بلکہ ٹکراؤ کیا ہوا..... ان تینوں نے ہتھیار ہی ڈال دیے۔ ڈین چنگ اور اس کے ساتھی اُن کو موت کے گھاٹ اُتار دینا چاہتے تھے، لیکن..... میں نے بلاوجہ کی خون ریزی پھیلانا ضروری نہیں سمجھا۔ ہم سیدھا خفیہ تہ خانے کا رخ کیا۔ یہ وہی تہ خانہ تھا جہاں پہلے روز پہلے مجھے یرغمال بنا کر رکھا گیا تھا۔

وہاں بہ عظیم الشان گوتم بدھ کا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی چند ثانیوں کے لیے مسحور سا ہو گیا۔ مجسمہ اتنا تھا، چمکتے ہوئے سونے کا ایک چھوٹا پہاڑ سا نظر آتا تھا۔ وہی چھوٹا کارگو ٹرک ہمارے ساتھ تھا۔ آہنی ٹرالی کے ذریعے کرین اُتاری گئی اور پھر اسے اندر لے جایا گیا۔ تہ خانے سے باہر کارگو ٹرک تک اس مجسمے کو نہایت رازداری سے ساتھ لایا گیا اور لوڈ کرنے کے بعد ہم نے وہاں کھنڈرات کا رخ کیا۔

وہاں پہنچتے ہی اسے اسی کھوہ میں ڈال کر اُوپر مٹی کا ڈھیر جما دیا۔ واپس لوٹنے کے بعد ہم نے کاسپا کو یہ خبر سنائی تو وہ اس کے فکرمند چہرے پر یکلخت بشاشت دوڑ گئی۔ اس نے اپنے چربیلے چہرے کی باچھیں پھیلا کر دونوں ہاتھ آگے پھیلا دیے۔ وہ بیڈ پر ہنوز نیم دراز تھا اور میں اس کے گلے ملا۔

"مسٹر شہزاد! تم نے ایک بڑا کام کیا ہے۔ میں ساری زندگی تمہارا یہ احسان نہیں بھلا سکتا۔"

"احسان کی کیا بات ہے جناب! جب آپ کا دم بھرا ہے تو اسے نبھانا تو پڑے گا ہی۔" میں مسکرا کر بولا۔ اس وقت ساچی وہیں قریب ہی اس کے بیڈ کے پائنتی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ مجھے گاہے بہ گاہے چبھتی ہوئی نگاہوں سے گھورے جا رہی تھی۔

"مسٹر کاسپا کو!" میں نے کہا۔ "کیا آپ کی مذکورہ پارٹی سے کوئی بات ہوئی؟"

"ہاں! میں وہی تمہیں بتانے والا تھا۔" وہ ایک دم بولا۔ "مسٹر جوشوا سے میری بات ہوئی تھی۔ تمہاری والی

کاسپا کو کی اس آخرالذکر بات پر میں نے بے اختیار دل ہی دل میں طمانیت کی سانس لی تھی۔

"تمہارا کیا خیال ہے شہزاد! کیا روڈلف نے واقعی اپنے ہی آدمیوں سے غداری کی تھی یا پھر جوشوا کی بات جھوٹ ہے.....؟" کاسپا کو نے لمحہ بھر کے توقف کے بعد مجھ سے پوچھا۔

"سرِدست تو دونوں ہی باتیں ممکن ہو سکتی ہیں۔ میں روڈلف اور سون سے ایک ملاقات کروں گا اور اپنے طور پر ان سے کچھ اگلوانے کی کوشش کرتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

اس کے بعد ایک ذرا توقف کے بعد نہایت محتاط لہجے میں دوبارہ بولا۔

"سون کے سلسلے میں مجھے ایک شبہ ہے کہ وہ کسی غلط فہمی کے تحت نرغے میں آ گئی ہے لیکن بہرحال میں دیکھتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے میں نے کن انکھیوں سے کاسپا کو کی طرف دیکھا تھا۔ میں سون کے سلسلے میں اس کے چہرے کے تاثرات بھانپنا چاہتا تھا مگر اس کا چہرہ سپاٹ رہا۔

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں روڈلف کے سامنے تھا۔ وہ ایک عجیب ساخت کی آہنی کرسی پر رسن بستہ حالت میں بیٹھا تھا۔ اس کا سر کرسی کی پشت پر ٹکا ہوا تھا اور وہ اُوپر چھت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میں چونکہ کسی حد تک روڈلف کی اصلیت بھانپ چکا تھا اسی لیے ابھی میں اس پر ایسا کچھ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ کمرے میں میری آہٹ پا کر بھی اس طرف متوجہ نہیں ہوا تھا۔ شاید منصوبے کی بُری طرح ناکامی نے اسے مایوس کر ڈالا تھا یا پھر اندر سے توڑ ڈالا تھا۔ بہرطور..... اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے میں تھوڑا سا کھنکھارا بھی تھا۔ پھر بھی اس نے سامنے دیکھنے کی زحمت گوارا نہ کی تو میں نے اس کا نام لے کر اسے مخاطب کیا۔

"مسٹر روڈلف!"

وہ شاید میری ہی آواز پر متوجہ ہوا۔ اس نے اپنا سر سیدھا کیا اور مجھے گھورنے لگا۔ تب ہی میں نے اس کی آنکھوں میں نفرت و غیظ کی لہر اُمڈتی محسوس کی تھی۔

"ہماری جوشوا سے بات ہوئی تھی۔" میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے تم سے قطع تعلق کا اظہار کر ڈالا ہے۔" یہ کہتے ہوئے میں ذرا رکا اور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔ جہاں مجھے خفیف سے اتار چڑھاؤ کا احساس ہوا تھا۔ میں آگے بولا۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

لباس بے ہودہ اور سستا ہے مگر تم پر بہت سج رہا ہے

روڈلف کی بات نے میرا دل دھڑکا دیا۔ وہ مکمل طور پر میرے ٹرانس میں آرہا تھا، میں جس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا وہ ہو چکی تھی۔ یعنی اس دغابازی کا اصل گل اسپیکٹرم کے فیلڈ اسکواڈ جوشوا کا ہی کھلایا ہوا تھا، چہرہ بے نقاب ہونے کے بعد اُنہوں نے نہ صرف اپنے ساتھی روڈلف کو قربانی کا بکرا بناتے ہوئے یہ کہہ کر اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا تھا کہ یہ اس کا اپنا فتور نیت تھا۔ بلکہ وہ..... نصف رقم بھی دینے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ یوں کاسپا کو وہ اپنے ایک ساتھی کی قربانی دے کر بہ آسانی بے وقوف بنا چکے تھے، لیکن میں ان کی یہ چال سمجھ چکا تھا۔ اسی سبب میں نے روڈلف کی کمزوری سے کھیلتے ہوئے اسے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش چاہی تھی جو خاصی کامیاب ثابت ہو رہی تھی۔

میں نے روڈلف سے کہا۔ ”دیکھو روڈلف! گھر کا بھیدی ہی لنکا ڈھاتا ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ تم میرا ساتھ دینے کا وعدہ کرو، میں اسپیکٹرم کے بخیے اُدھیڑ ڈالنے کے لیے تیار ہوں۔ تم نہیں جانتے شاید کہ اسپیکٹرم کی ایک شاخ جو پاکستان میں ایک پڑوسی دشمن ملک کے دیرینہ مقاصد کے کاز کے لیے کام کر رہی تھی، میں نے اس کا صفایا کر دیا، اسپیکٹرم کے ایک اہم اسٹیشن چیف وزیر جان جو لولوش کا قریبی ساتھی جانا جاتا ہے، اس کا پیچھا کرتا ہوا تھائی لینڈ آن پہنچا اور یہاں اسے عبرت ناک انجام سے دوچار کیا۔ میں تن تنہا اسپیکٹرم جیسی عالمی تنظیم کے خلاف علم بلند کیے ہوئے ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو میرے پاس اس

”اور تم جو بیعانے کی رقم لائے تھے، وہ بھی تمہاری بدعہدی کی وجہ سے ہرجانے اور جرمانے کے طور پر قطع کر لی گئی ہے۔ جوشوا نے تمہارے سلسلے میں مسٹر کاسپا کو سے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ یہ معاملہ ایک فرد کی بدنیتی کا ہے اسی لیے اس عظیم سودے کو برقرار رکھا جائے، حتیٰ کہ وہ اب نصف رقم ہٹنگی دینے کو بھی تیار ہو چکا ہے۔“

”میرے سلسلے میں جوشوا کی آخری ہدایت کیا تھیں؟“ روڈلف نے پہلی بار لب کشائی کی۔

”یہی کہ..... جو ہم چاہیں تمہارے ساتھ سلوک کریں۔“ میں نے فوراً کہا۔

”میں تمہاری بات کا یقین نہیں کر سکتا۔“ جانے کیا سوچ کر وہ ایک دم بولا۔ میں بے اختیار ایک گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔ مجھے اس سے اسی جواب کی توقع تھی۔

”اگر تم یہ سمجھتے ہو تو پھر میں نے یقیناً کاسپا کو کے ان آدمیوں کو روکنے کی سخت غلطی کی جو اس کے حکم پر تمہیں اور سون کو گولی مارنے کے لیے آرہے تھے۔“

میری اس بات پر روڈلف نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”تمہیں بھلا مجھ سے اس قدر ہمدردی کیسے ہو گئی؟“

”اس لیے کہ میں سمجھ رہا ہوں تمہیں یوز کیا گیا ہے اور اب ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے پھینک دیا گیا ہے۔“ میں نے لاجواب ہوئے بغیر فوراً کہا۔

”ایسا خیال میرے دل میں جوشوا سے بات کرنے کے بعد آیا تھا۔“

اس کے چہرے پر لمحہ بھر کو تاثر کی رمق ابھری تھی۔ بولا۔ ”اب مجھ سے تم کیا چاہتے ہو؟“

”فقط اتنا کہ..... مجھے حقیقت بتا دو، کیا تم واقعی اسپیکٹرم کے لیے کام کرتے ہو اور مزید یہ کہ تمہاری نیت میں فتور آیا تھا یا اس میں تمہاری تنظیم کے حکم کا دخل تھا؟“

میں نے دانستہ اسپیکٹرم کا ذکر اچانک اور عمومی انداز میں کیا تھا۔ حسب توقع وہ معنی خیز انداز میں مسکرایا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔

”جب تم ساری بات سمجھ ہی رہے ہو تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟“

”اس لیے کہ کاسپا کو اسپیکٹرم کی حقیقت نہیں جانتا۔ اس نے وزیر جان سے ٹکر لینے کی کوشش کی تھی، وزیر جان کے لیے سپا کو جیسے لینکسٹر ایک مکھی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے تھے۔“

”تم نے تو اسے ہلاک کر کے اپنے سینے کی آگ ٹھنڈی کر لی اور کاسپا کو کے دل میں بھی جگہ بنا لی ہے، تمہارا امریکا پہنچنے کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا، عنقریب اسپیکٹرم کی ایک نئی کھیپ تمہیں اور کاسپا کو کو ٹھکانے لگانے کے لیے پہنچنے والی ہے۔“ اس کے لہجے میں اپنے کے عہدے داروں والا غرور تھا۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ میرے ”جھانسے“ میں نہیں آیا تھا۔

”اسپیکٹرم کے ہر عہدے دار کو یہی غرور ہوتا ہے وزیر جان کو بھی یہی غرور تھا۔“ میں نے کہا۔ ”میں تو تمہاری مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تم.....“ کہتے ہوئے..... دانستہ جملہ اُدھورا چھوڑا اور ایک گہری ہنکاری خارج کر کے واپس لوٹنے لگا تو اس نے مجھے پکارا۔

”روکو مسٹر شہزاد.....!“ اس کی آواز سُن کر میں پلٹا

”کاسپا کو سے میری جان چھڑا دو میں تمہیں ما کے ایک اہم راز سے آگاہ کر دوں گا جس کا جاننا تمہارے لیے اشد ضروری ہے۔“ اس نے جیسے میری سماعتوں میں دھماکا کر دیا۔

عابدہ..... میری زندگی کی ایک اہم حقیقت، میرے ہوش و حواس کا ایک اہم جزو..... میرے وجود کا ہی حصہ میرے دل اور روح کا ایک عنصر..... وہ کہاں کس حال میں تھی فی زمانہ میں اس سے نابلد تھا۔ عابدہ کے سلسلے میں اہم جاننا، صاف ظاہر کرتا تھا کہ یہ اسپیکٹرم کا ہی نہیں بلکہ اس ونگ کے ایک ایسے اہم رکن یا عہدے دار کی حیثیت رکھتی تھا جو بالخصوص میرے اور عابدہ کے خلاف ایک کاز کے مصروفِ عمل تھے۔ یہ سچ تھا کہ میں ہنوز عابدہ سے تازہ کار حالات و ہیت سے واقف نہ تھا اور نہ ہی پچھلے تک آنسہ خالدہ کے سلسلے میں کچھ پتا تھا کہ وہ کہاں اور حال میں تھی۔

روڈلف..... مجھے عابدہ سے متعلق کسی تازہ حالا سے ”اَپ ڈیٹ“ کرنا چاہتا تھا تو اس سے تھوڑی دیر لیے قطع نظر ہو کے سوچتا تو یہ بات واضح ہوتی تھی کہ روڈلف کو بہکانے میں کامیاب رہا تھا جس کا ثبوت یہی کہ وہ مجھ سے ایک طرح اپنی جان بچانے کی بھیک مانگ رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا۔ ”دیکھو روڈلف! عابدہ اور مجھ سے متعلق یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ..... اسے امریکن سی آئی اے بالخصوص ہاسکل ہولارڈ کے پنجے سے چھڑانے کے لیے ہی امریکا روانگی کے لیے کمر

لیکن میں نہیں جانتا کہ اس وقت عابدہ کہاں اور کس ہیں ہے؟ آیا زندہ بھی ہے یا نہیں۔ تم اگر اس سے مجھے کوئی معلومات بہم پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو جو سچ اور اس سے میں کوئی فائدہ بھی اُٹھانے کی پوزیشن ں تو پھر میرا بھی تم سے یہ وعدہ ہے کہ میں نہ صرف کاسپا کو کی سفاکیت سے بچا لوں گا بلکہ..... گو تم بدھ ں بیش قیمت مجسمے کے سلسلے میں بھی تم سے ون مین شو کے لیے تیار ہوں، اس لیے کہ میں وہ چوری شدہ ون کی مدد سے بازیاب کروا چکا ہوں۔ وہ اب دوبارہ کو کے قبضے میں آچکا ہے، جسے میں نے ہل ٹاپ کے پیلس سے جو وزیر جان کی رہائش گاہ تھی، کے خفیہ تہ سے حاصل کیا ہے۔“

میں نے بھی اپنے تئیں اس کی ساعتوں میں دھماکا کر مگر وہ اس کے لیے زیادہ متاثر کن ثابت نہ ہوا۔

”مجھے تمہاری زیرک دماغی اور شاطر مزاجی کا پہلے اندازہ تھا کہ تم سون کو چالاکی سے شیشے میں اُتار لو گے۔“

”بس! اب مقصد کی بات کرو، وقت کم ہے۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کے مفادات کے لیے کام کر سکیں۔“ اس بار ٹھنڈی ہوئی سنجیدگی سے کہا تو وہ بولا۔

”حقیقت یہی ہے کہ..... اس میں چیف ماسٹر لولوش ملوث تھا کہ گوتم بدھ کے مجسمے کو دھوکے سے غصب کیا جوشوا..... اسپیکٹرم کے ”فیلڈ اسکواڈ“ ونگ کا چیف کا کام دنیا بھر کے ممالک سے ایسے نوادرات چوری انہیں مسروقہ قرار دے کر لوٹانا ہے اور اپنی عالمی اور فنڈنگ میں اضافہ کرنا ہے۔ یوں وہ نہ صرف کی اصل مالیت سے زیادہ دولت..... عالمی فنڈنگ ہے۔“ وہ اتنا کہہ کر ذرا خاموش ہوا اور پھر بولا۔

”اسپیکٹرم کا یہ بھی دیرینہ رہا ہے کہ جہاں اس کے میں ذرا بھی ضرب پڑتی ہے۔ وہ اپنے کارکنوں کی زندگیاں بچانے کے بجائے انہیں بھی داؤ پر سے دریغ نہیں کرتا۔ قربانی کے بکرے عموماً نچلی سطح کو ہی بنایا جاتا ہے اور اسے خفیہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے واقف ہیں وہ اسپیکٹرم سے فرار چاہتے ہی نہیں فرار ہو پاتے، انہیں فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ اس لیے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کے ساتھ یہ خفیہ سودے بازی کیسے کروں، میرے کی طرف ہی موت ہے۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

تنظیم کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کے لیے ایک ٹھوس لائحہ عمل تیار ہے۔"

"کیسا لائحہ عمل.....؟" وہ ایک دم بولا۔

"وقت آنے پر سب بتا دوں گا۔ لیکن ابھی تمہیں کاسپاکو کے شکنجے سے آزاد کرانا ضروری ہے۔ مجھے پہلے اس سلسلے میں منصوبہ بندی کرنا ہوگی جو میں کرلوں گا۔ تم مجھے عابدہ سے متعلق کچھ بتانے والے تھے؟"

وہ بولا۔ "عابدہ کو کوران کی جیل سے غائب کردیا گیا ہے۔ وہ اب جے بی سی والوں کے قبضے میں ہے۔"

"کیا.....؟" میں اس کے اس انکشاف سے سرتاپا لرز اُٹھا۔

"ہاں! یہ کام ٹائیگر ٹیگ کے سی آئی اے چیف باسکل ہولارڈ نے کیا ہے۔"

"مگر کیوں.....؟ عابدہ کو جے بی سی (جیوش بزنس کمیونٹی) کے حوالے کیوں کیا ہے؟" میں نے جیسے لرزتے دل سے سوال کیا۔

"اس کا مجھے علم نہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ اسے اپنے کسی خفیہ اور اہم مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔" روڈلف نے جواب دیا۔ میں نے پوچھا۔

"لیکن تمہیں عابدہ کے بارے میں ان باتوں کا علم کیسے ہوا؟ جبکہ تمہارا اس ونگ سے کوئی تعلق ہی نہیں؟"

"بے شک میں فیلڈ اسکواڈ سے متعلق ہوں لیکن مجسمے کے سلسلے میں مجھے بینکاک میں وزیر جان کے قریب رہنے کا موقع ملتا رہا تھا۔ اسے میں نے ماسٹر چیف (لولووش) سے ٹیلی فونک گفتگو کرتے اکثر سنا تھا۔ وہ تمہاری طرف سے ایک بہت بڑی "ٹینشن" رکھے ہوئے تھا اور ماسٹر چیف سے عابدہ کے سلسلے میں یہی کہتا تھا کہ عابدہ اس کے دشمن یعنی تمہاری ایک بڑی کمزوری ہے۔ وہ لاشعوری طور پر تم سے بے حد خوف زدہ رہتا تھا۔ اس سلسلے میں جب ماسٹر چیف نے وزیر جان کو بتایا کہ وہ عابدہ کو مکمل طور پر ٹائیگر ٹیگ (باسکل ہولارڈ) کے حوالے کر چکا ہے، لہٰذا اب عابدہ پر ان کا (اسپیکٹرم) کا کوئی تصرف نہیں رہا ہے، تو وزیر جان نے ماسٹر چیف کی اس بات سے سخت اختلاف کیا تھا کہ شکار ہمارا اور اس کا فائدہ دوسرا کیوں اُٹھائے تو ماسٹر چیف نے وزیر جان کو تسلی دیتے ہوئے کہا تھا کہ اسے تم سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نیز ماسٹر چیف نے اب وزیر جان کو تمہارے قتل کا نہیں بلکہ اغوا کا پلان دے رکھا تھا۔ وہ تم سے اڈیسہ کمپنی کے شیئرز اپنے نام لکھوانا چاہتا تھا" اتنا بتا کر خاموش ہوگیا۔

میں ہونٹ بھینچے سوچتا رہا۔ وہ پھر بولا۔ "تمہارے ذہن میں ایسا کیا پلان ہے؟"

"تم بس میرا ساتھ دینے کا وعدہ کرو، باقی مجھ پر چھوڑ دو لیکن جیسا میں کہوں اب ویسا ہی تم کو کرنا ہے۔" ہوئے میں اسے کچھ ضروری ہدایات دینے لگا۔ وہ میرا پلان سن کر ایک دم متحیر سا ہوگیا۔ اس کے چہرے پر تناؤ طاری ہوگئی۔ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لیکن باتیں سننے کے بعد اس میں ایک دم زندہ رہنے کی اُمنگ جاگ پڑی تھی۔ فوراً دل گیر لہجے میں بولا۔

"بائی گاڈ..... میں تمہارا پورا پورا ساتھ دوں ہوں مسٹر شہزی! یقین کرو میرا۔ میں ایک حسین اور محبت کرنے والی بیوی کا شوہر بھی ہوں اور چھوٹے باپ بھی۔ اپنے مرنے کا مجھے افسوس نہ تھا کیونکہ میں بیوی بچوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ رکھا تھا۔ لیکن باتوں نے میرے اندر زندہ رہنے کی تمنا جگا دی۔ بیوی اور بچوں کو دوبارہ دیکھنے کی چاہ نے مجھے مجبور کر کہ میں تمہارا پورا ساتھ دوں۔ تمہاری پلاننگ پوری طرح مطمئن ہوں اور اس کی کامیابی کے دعا گو رہوں گا۔"

میں نے مسکرا کر اس کا کاندھا تھپتھپایا۔

میں اسپیکٹرم کی قبر کھودنے اور عابدہ کو بچانے اپنی امریکا روانگی کا ایک کامیاب مشن تکمیل تک والا تھا۔ اب بس کاسپاکو کو..... مطمئن کرنا تھا جو میرے چنداں مشکل نہ تھا۔ کیونکہ کاسپاکو جیسے جلاد صفت انسان میں اپنی مٹھی میں کر چکا تھا۔

میں مطمئن ہو کر واپس پلٹا اور جیسے ہی دروازے پہنچا تو اچانک ٹھٹک کر رک گیا۔ دروازہ ایک دم کھلا تھا سامنے کاسپاکو وہیل چیئر پر بیٹھا نظر آیا اس کے دائیں دو مستعد ہرکارے بھی کھڑے مجھے گھور رہے تھے، جبکہ کاسپاکو کے ہاتھ میں خوفناک نال والا پستول جس کی نال کا رخ میری جانب اُٹھا ہوا تھا۔

خونی رشتوں کی خود غرضی اور پرائے لوگ جانے والے اپنوں کی بے غرض محبت میں پرورش پانے والے نوجوان کی سنسنی خیز سرگزشت کے مزید واقعات آئندہ ماہ

لمحۂ آخر

شبنم شفیق

سائنس اور عقل دونوں کا سفر ساتھ چلتا ہے... سائنس داں اپنی عقل کی بدولت ہی نت نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں... ان سائنسی ایجادات کا تعلق انسان کے مفاد سے جڑا ہوتا ہے... مگر کچھ منفی رجحان کے مالک..... تخیل پرستوں کے نزدیک ذاتی مفاد زیادہ اہم ہوتا ہے... مجرمانہ ذہنیت کے حامل ایک ایسے ہی شخص کی ذہنی اختراعات کا عملی مظاہرہ...

ایک ہی مشن پر کئی سمتوں سے کام کرنے والوں کی ملی بھگت.....

وہ سراپا قیامت تھی تو وہ ایسی قیامت کا قدردان۔ اگرچہ حسن کی کوئی انتہا نہیں ہوتی لیکن لگ رہا تھا کہ آج حسن بھی اپنی بینائی کھو چکا ہوگا۔ وہ اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں اس کی جرأت پر حیران بھی تھا۔ اس کے چار عدد ہٹے کٹے باڈی گارڈز کی موجودگی میں بھی وہ جس طرح اس کے ساتھ لفٹ میں داخل ہوئی تھی،

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

کوئی اور ہوتا تو ریوالور کی زد پر ہوتا لیکن اس ولایتی بوتل کی دیسی شراب نے اس کا ہاتھ روکنے پر مجبور کر دیا۔ باڈی گارڈز اپنی جگہ ساکت ہو گئے اور سب سے زیادہ حیران کن اور چونکا دینے والی اس کی وہ بات تھی جو اس نے آتے ہی کہی۔

"آئی ایم یور نیو سیکریٹری۔" شستہ انگریزی میں کہے جانے والے جملے کو وہ سمجھ نہ سکا کہ وہ اسے فیصلہ سنا رہی ہے یا اطلاع دے رہی ہے۔

"اونہہ....." اس کی اونہہ قدرے طویل تھی۔

"انکل کی چوائس ہمیشہ سے انوکھی رہی ہے لیکن تمہارا یہ ڈریس؟"

"پوسٹ مارٹم بعد میں..... پہلے لنچ..... کیونکہ بھوک کی صورت میں میری عقل کا خانہ بند ہو جاتا ہے۔"

"لیکن میں تو آدھا گھنٹا پہلے لنچ سے فارغ ہو چکا ہوں۔" وہ ایک نظر اپنی قیمتی رسٹ واچ پر ڈال کر بولا۔

"تب بھی آپ کو میرے ساتھ بیٹھنا ہوگا، یہ آپ کے انکل کی ہدایات ہیں۔"

"انکل جانتے ہیں کہ ان کی ہدایات کو میں نے کبھی فالو نہیں کیا ہے۔" وہ یک دم بیزار لہجے میں بولا۔

"یہ آپ کا اور آپ کے انکل کا ذاتی مسئلہ ہے میرا نہیں، مجھے آج لنچ میں وینی میبل رائس ود چکن منچورین لینا ہے۔" وہ لفٹ سے باہر آتے ہی تیزی سے ریسٹورنٹ کی جانب بڑھی۔

آج ہوٹل سیون اسٹار کی افتتاحی تقریب میں وہ مہمانِ خصوصی تھا۔ یہ ہوٹل اس کے دیرینہ خوابوں کی تعبیر تھا۔ اس ہوٹل کی تعمیر و آرائش پچھلے تین سال سے ہو رہی تھی۔ آج وہ ایک خوب صورت سانچے میں ڈھل چکا تھا۔ وہ بے حد خوش تھا اور اسی خوشی میں نئی سیکریٹری کی ناز برداری اٹھانے کو بھی راضی ہو گیا۔

"دراصل میں پچھلے آٹھ ماہ سے اپنے تیار کردہ ڈائٹنگ شیڈول پر سختی سے عمل کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ کو کافی زحمت دی۔" وہ کھانا کھاتے ہوئے مسلسل اس کو اپنی طرف دیکھتا پا کر بولی۔

"زحمت خوب صورت ہو تو رحمت بن جاتی ہے۔" وہ معنی خیز انداز میں بولا۔

"آپ کے اپنی سیکریٹریز کے ساتھ افیئرز کے قصوں کو میں سن چکی ہوں لیکن آپ کے افیئرز کی عمر کبھی بھی پانچ چھ ماہ سے تجاوز نہیں ہوئی۔" وہ اس کی بات کو قطعی نظر انداز کر کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ کر بغیر کسی جھجک کے بولی تو اس کا ایک بلند قہقہہ اسے ڈرا گیا۔

"پلیز اپنے تجسس کا والیم ذرا کم رکھیے، لوگ سمجھیں گے کہ آپ نیا شکار پھنسا رہے ہیں۔"

"شکاری ایک ہی شکار کو ساری عمر تلاشتا رہے تو وہ شکاری نہیں رہتا۔" وہ معنی خیز انداز میں اس کے سراپا کو دیکھتے ہوئے بولا۔

بلیو ٹائٹ جینز اور اسکائی کلر کی ہلکی سی ایمبرائیڈ اسٹائلش سی شارٹ شرٹ میں اس کا فگر پاگل کر دینے کی حد تک دلکش لگ رہا تھا۔

"شکاری کی ایک ہی کمزوری ہوتی ہے کہ وہ ہر ہرن کو اپنا شکار ہی سمجھتا ہے ہو سکتا ہے کہ شکار ہی اصل شکاری ہو۔" وہ ایک ادا سے نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے اٹھتے ہوئے بولی۔

"یہ ہمارا نصیب ہے کہ آپ جیسے شکاری کے ہاتھوں شکار ہو جائیں۔" وہ لگاوٹ سے بولا تو اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ لیکن وہ ایک شانِ بے نیازی سے چلتی ہوئی باہر گارڈن میں آ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆

وہ اتنا بے پروا نہیں تھا جتنا خود کو ظاہر کر رہا تھا۔ آتے ہی وہ اپنے اسٹیڈی روم میں بند ہو گیا اور انٹرنیشنل اپنے انکل گلریز آفندی سے رابطہ کیا۔ جواباً انہوں نے اس کی نئی سیکریٹری کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔

"اس کا نام نویزا تھا اور اپنی بیوہ ماں کے ساتھ حال ہی میں مری سے یہاں منتقل ہوئی تھی۔ ان کے سرپرست پہلے تو ایک بزنس مین ماموں تھے لیکن پھر ان کے انتقال کے بعد ان کا کوئی والی وارث نہ ہونے کی وجہ سے ان کی جائداد کی وارث لویزا کو ٹھہرایا گیا۔ اس نے حال ہی میں انٹرنیشنل ریلیشنز میں ماسٹر کیا ہے اور اب اپنے بل بوتے پر کچھ کرنا چاہتی ہے۔" گلریز آفندی سے اس کی ملاقات ایک ریسٹورنٹ میں ہی ہوئی تھی۔ اس کی قابلیت نے اسے اٹریکٹ کیا تو وہ اسے سیکریٹری کی آفر کر بیٹھے۔

اس نے اگرچہ اس کے لباس پر دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا لیکن وہ خود ہی سادہ سے پاکستانی ڈریس میں بلبوس اس کے سارے دن کے شیڈیول کے بارے میں آگاہ کرتی رہی تھی۔

"میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ جب تم اتنی سمارٹ پراپرٹی کی مالک ہو تو یہ سیکریٹری کی جاب کیوں؟" وہ اپنی نظروں کے فوکس میں رکھتے ہوئے بولا۔

"پراپرٹی کا مالک ہونا اچھی بات ہے لیکن مجھے اس کے ساتھ کچھ تجربہ چاہیے جو آپ کے ساتھ رہ کر یقیناً اچھا ہو گا۔"

"لیکن تمہیں یہاں پر ایک سے بڑھ کر ایک اچھی پوسٹ مل سکتی ہے پھر میری سیکریٹری ہی کیوں؟"

"انکل کو غالباً آپ بہت تنگ کرتے ہیں، یہ بات انہوں نے مجھ سے شیئر کی تو میں نے ہی ان کو آپ کی سیکریٹری کے لیے کہا تھا۔"

"تم کیا مجھے بدل دو گی؟"

"دعویٰ نہیں لیکن یہ میری اسٹینٹ ضرور ہے۔"

"مثلاً تم کیا کرو گی مجھے بھی تو پتا چلے۔ کیا تم میری ڈرنک چھڑوا دو گی یا افیئرز یا پھر....."

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔ آپ کی ذات پر ضائع کرنے کے لیے میرے پاس ایک سیکنڈ بھی نہیں ہے۔" وہ بے نیازی سے اپنی نوٹ بک اور پنسل اٹھاتے ہوئے بولی۔

"تو کیا تم اپنی اسٹینٹ بدل دو گی؟" وہ چیلنج کرنے والے انداز میں بولا۔ اندر ہی اندر وہ اس بدتمیز کے جواب پر تلملا بھی رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے میری اسٹینٹ بدل جائے اور ہو سکتا ہے کہ آپ....." وہ اس کی طرف انگلی کرتے ہوئے بڑے تکبر سے بولی تو وہ ایک استہزائیہ ہنسی ہنس دیا۔

"میں تمہیں اس نوکری سے نکال بھی سکتا ہوں لیکن نکالوں گا نہیں۔ تمہارے بیان کی حقیقت دیکھنا چاہوں گا۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ وہ مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ تھی کہ جگنوؤں کا جگمگانا لیکن اب وہ اس سے ہار کھانے لگا تھا۔

"تم بلا کی خوب صورت ہو لیکن میں تمہیں افیئر کرنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا۔" وہ توہین آمیز لہجے میں بولا۔

"کل شام کو آپ کی بہن کی شادی میں، میں ضرور ملوں گی اور وہاں سے ہمارا افیئر اسٹارٹ ہو گا سر۔" وہ لفظ چباتے ہوئے بولی اور ایک جھٹکے سے باہر نکل گئی۔ وہ ایک گہری مسکراہٹ کا لہرا کر رہ گیا۔

☆☆☆

گلریز آفندی ملک کا نامور سائنس داں تھا۔ حال ہی میں اس نے ایک مشہور اینٹی انٹر کرافٹ میزائل میں جدید ٹیکنالوجیز کے ساتھ ایک نیا ماڈل تیار کیا تھا جس نے سائنس کی دنیا میں تہلکہ سا مچا دیا تھا۔ اس کے بعد اس کی مصروفیات اس قدر بڑھ چکی تھیں کہ ذاتی آرام کے لیے بھی اسے ٹائم نہیں مل رہا تھا۔ اب بھی وہ ایک کانفرنس میں شرکت کے بعد فراغت کے کچھ لمحات اپنی رہائش گاہ میں بنے میوزیم میں گزار رہا تھا۔ جب ملازم نے آ کر لویزا کے آنے کی اطلاع دی۔ کچھ دیر تو وہ اس کی آمد کے بارے میں سوچتا رہا پھر اشارے سے ملازم کو اسے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کو کہا اور خود بھی میوزیم سے باہر نکل آیا۔ وہ اپنا میوزیم بہت کم لوگوں کو دکھاتا تھا۔ دنیا کی نایاب چیزیں اس کے میوزیم میں موجود تھیں۔

اصل میں یہ میوزیم اس کے ذہن کو نت نئی تحریکات بھی مہیا کرتا تھا۔ اس میوزیم میں ہر قسم کے میزائل کا نیا پرانا ماڈل موجود تھا۔ لیکن کچھ نایاب نسلوں کے پرندے بھی ایک بڑے جہازی سائز پنجرے میں موجود تھے۔ ایک طرف سنہرے سرخ رنگ کے پتوں والے درخت بھی تھے جن سے ہر وقت بھینی بھینی سی خوشبو اٹھتی رہتی تھی اور میوزیم کو ایک قسم کی تازگی پہنچاتی تھی۔ اس میوزیم میں ایک چھوٹا سا کمرا ہر وقت بند رہتا تھا۔ اس کمرے میں آج تک اس کے سوا کوئی اور نہ گیا تھا۔ اس ایک کمرے میں کئی دفعہ تو وہ تین دن تک بیٹھا رہتا تھا لیکن اس کے ملازمین بھی نہیں جانتے تھے کہ اس کمرے میں ایسی خاص بات یا چیز کیا تھی کہ وہ جب بھی وہاں جاتا دو تین دن سے پہلے باہر نہیں نکلتا تھا۔ مجموعی طور پر وہ میوزیم ایک عجیب طرح کا خواب ناک تاثر پیدا کیے رکھتا تھا۔

لویزا کو ڈرائنگ روم میں بیٹھے کچھ ہی وقت گزرا تھا جب گلریز آفندی آ گیا۔ وہ ایک چمکدار چہرے اور پُرتجسس آنکھوں والا ساٹھ کے پیٹے میں داخل ہونے والا ادھیڑ عمر شخص تھا۔ اس کے سر کے گھنے بال اور کشادہ ماتھا اس کی باوقار پرسنالٹی میں بہت اضافہ کر رہے تھے۔ وہ اس کی آمد پر بے اختیار اٹھ گئی۔

"مگڈ آفٹر نون سر۔" اس کی آواز اس کی طرح دلکش تھی۔

"میں ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا کہ تم یہاں آ سکتی ہو۔" وہ روکھے سے لہجے میں بولا۔

"آئی تھنک میں غلط ٹائم پر آ گئی ہوں..... میں چلتی ہوں۔" وہ بوکھلائے سے لہجے میں بولی۔

"اب جبکہ تم آ گئی ہو تو بیٹھو۔" وہ اس کا ایک تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے بولا۔ اب اس کا لہجہ قدرے خوشگوار تھا۔

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

''تھینک یُو سر۔'' وہ صوفے پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے بولی۔

''عفان کے بارے میں کیا پروگریس ہے؟''

''سر وہ میرے بارے میں کافی الرٹ ہو چکا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ وہ آپ کے آرڈرز اور انسٹرکشنز کو کم ہی اہمیت دیتا ہے۔''

''وہ پہلے ٹھیک تھا لیکن اچانک ہی کسی نے اسے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کی سیکریٹریز مجھے اس کے بارے میں خبریں دیتی ہیں۔ اس لیے وہ جلد ہی انہیں فارغ کر دیتا ہے لیکن تم کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ ساری پراپرٹی میری ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنی بے وقوفیوں کی وجہ سے اسے ضائع کر دے۔''

''جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے آپ کی پراپرٹی روز بروز بڑھ ہی رہی ہے۔ وہ پیسا ضائع کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔''

''ہاں میں جانتا ہوں اس لیے تو اس کو اچھے مشورے دینے کے لیے میں اس کی سیکریٹریز خود سلیکٹ کرتا ہوں اور تم تو میری لاجواب سلیکشن ہو۔'' وہ اسے تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

''تھینک یُو سر۔'' لویزا کی آنکھوں میں ایک مخصوص چمک در آئی۔

''لویزا میں تمہیں اس خاندان کا اہم ممبر بنانا چاہتا ہوں۔'' وہ جتنا اچانک بولا اتنا ہی وہ چونکی۔

''میں سمجھی نہیں سر.....'' وہ اچنبھے سے بولی۔

''ویری سمپل، تم جتنا عفان کے قریب آؤ گی اتنا ہی اس خاندان کے.....'' اس کا انداز معنی خیز تھا۔ ''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے جیسی خوب صورت اور ذہین لڑکی ہی میرے خاندان کی بہو بنے۔'' وہ بلا جھجک بولا تو وہ ایک دم سے بلش ہو گئی۔

☆☆☆

''کچھ پتا چلا یزدانی۔'' عفان اس کے آتے ہی بے تابی سے بولا۔

''کافی حد تک، لیکن اس سارے چکر کے پیچھے جس کا بھی ہاتھ ہے وہ کافی پاور فل ہے۔'' پھر تیلے جسم اور تیز دماغ کا مالک یزدانی عفان کا گہرا دوست ہونے کے ساتھ پولیس میں ڈی ایس پی بھی تھا۔

''وہ اپنی انگلیوں پر زیادہ دیر تک نچا نہیں سکتا۔ یزدانی جتنی جلدی ہو سکے مجھے اس کا سراغ دو۔'' عفان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔

''عفان ذرا سوچ کر بتاؤ اب تک تمہاری کتنی سیکریٹریز بدل چکی ہیں۔''

''مجھے کچھ ٹھیک سے یاد نہیں کیونکہ میں نے کبھی اس طرف غور ہی نہیں کیا لیکن اندازاً.....''

''اندازا نہیں یار، مجھے ایگزیکٹ فگر چاہیے، تم اپنے ریکارڈ سے پتا کراؤ۔''

''اوکے، میں ابھی منیجر سے پتا کرتا ہوں۔'' عفان اپنا آفس فون ڈائل کرتے ہوئے بولا۔

''عبدالوحید صاحب مجھے ابھی دیکھ کر بتائیے کہ ہمارے آفس میں اب تک کتنی سیکریٹریز رہ چکی ہیں۔'' عبدالوحید ان کا پرانا منیجر تھا اس لیے وہ احترام سے ہی مخاطب کرتا تھا۔

''جی سر میں ابھی دیکھتا ہوں۔''

''شام کو شاہانہ کی مہندی بھی ہے، مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔''

''سب ٹھیک ہو جائے گا میرے یار، جب میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم فکر کیوں کرتے ہو۔'' یزدانی بولا تو اسی وقت منیجر نے فون کر کے بتایا کہ کل چھ سیکریٹری رہ چکی ہیں۔

عفان ایک دم سے بھڑک اٹھا۔ ''یہ سب کچھ مجھے یہاں سے ہٹانے کی سازشیں ہیں، کوئی ہے جو نہیں چاہتا کہ میں.....''

''پلیز یار کول ڈاؤن! میں سب جانتا ہوں اس لیے تو میں اس کیس کی خود تفتیش کر رہا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ تم اس معاملے میں بے قصور ہو لیکن مجھے بھی اوپر سے سخت آرڈرز ہیں کہ جلد از جلد اصل مجرم تک پہنچوں۔ اگر میں اسے جلد حل نہ کر سکا تو یہ کیس کسی دوسرے کو دے دیا جائے گا۔'' یزدانی فکرمند لہجے میں بولا۔ عفان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر یکدم مسکراہٹ اس کے چہرے پر پھیل گئی۔

''ارے دولھا صاحب اتنی فکریں ٹھیک نہیں جب میں بے قصور ہوں تو مجھے پریشانی بھی نہیں ہے۔ تم بھی ریلیکس ہو جاؤ اور ہاں اس کیس کو کچھ دنوں کے لیے بھول جاؤ، اپنی بہن کو میں آج کے بعد خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''ارے ہاں یار، مجھے یاد آیا اماں جی نے کہا تھا کہ جلدی گھر آ جانا کچھ شاپنگ ابھی رہتی ہے۔ شام کو مہندی بھی ہے، اُف اتنے کام۔'' یزدانی ایک دم سے مصروف ترین شخص نظر آنے لگا۔ اس کے جاتے ہی عفان گہری سوچ میں

ڈوب گیا۔

☆☆☆

''شاہانہ پُرکشش، نازک اندام اور قدرے طرح دار لڑکی تھی۔ اس کے مختلف شوق تھے اور ہر شوق وہ کچھ عرصے بعد بدل لیتی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے وہ شوقیہ ماڈلنگ بھی کر رہی تھی۔ وہیں اس کی ملاقات راحیل بٹ سے ہوئی تھی تب وہ پہلی ہی ملاقات میں اس کے سامنے اپنا دل ہار بیٹھی اور جب دل کی بیٹری ڈاؤن ہو جائے تو دماغ کا بلب فیوز ہو جاتا ہے۔ وہ بھی راحیل کی محبت میں ایسی ڈوبی کہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھی۔

وہ دن اس کی زندگی کا یادگار دن تھا جب ہوٹل سیرینا میں راحیل نے اس کو ایک سرپرائز دینے کے سلسلے میں ڈنر کا انوائٹ کیا اور وہ سرپرائز اس کی برتھ ڈے کو سیلیبریٹ کرنا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ بلیک ساڑی پر سلور کام نے اس کے حسن کو دوآتشہ کر دیا تھا۔

ڈنر کے بعد راحیل اس کو اپنے فلیٹ پر لے گیا جہاں اس نے انواع واقسام کی ڈرنکس سجائی ہوئی تھیں۔

''شاہانہ تم میرے لیے جتنی خاص ہو اتنا ہی آج تمہارا ساتھ مجھے مسرت دے رہا ہے۔'' وہ اسے ڈرنک سے بھرا گلاس دیتے ہوئے خمار آلود نظروں سے سرتاپیر دیکھتے ہوئے بولا۔ شاہانہ نے بڑی ادا سے گلاس لے لیا اور ایک سانس میں چڑھا گئی۔ ڈرنک اس کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہ جس سوسائٹی کی پروردہ تھی وہاں یہ سب کچھ عام تھا۔ ایک کے بعد دوسرا گلاس اس نے تیزی سے پیا کیونکہ وہ خود ہی بہکنا چاہتی تھی اور اگر سامنے راحیل جیسا خوش فہم آدمی ہو تو بہکنے میں حرج ہی کیا تھا وہ بڑی سہولت سے اپنی ساڑی کھینچ کر اتار رہا تھا۔ ساڑی بھی بڑا پُرفریب حسن ہے، پیاز کی پرتوں کی طرح ایک کے بعد ایک زاویہ حسن کر سامنے آتا ہے۔ وہ اسے کھولتا جا رہا تھا اور وہ کسی ریوالونگ لفٹ کی طرح کھلتی جا رہی تھی۔

وہ اس رات جب گھر واپس آئی تو بہت خوش تھی۔ سب کچھ بہت دلفریب تھا اگر اسی طرح رہتا۔ لیکن اگلے ہی دن جب اسے راحیل بٹ کی طرف سے تحفے میں رات کی ساری کارگزاریوں کی فلم ملی تو وہ سٹپٹا گئی۔ اس کے ساتھ بہت بڑا دھوکا ہوا تھا۔ اس فلم کے اوپر ایک چٹ تھی جس پر لکھا تھا۔ ''یہ تمہارے حسن کے نام وہ ادنیٰ سا تحفہ ہے جس کی قیمت جب تک تم دیتی رہو گی یہ بلیک ہی رہے گا بلیک.....''

وہ اس واضح دھمکی کو محسوس کر چکی تھی اور اس دن سے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس تحفے کی قیمت دینے پر مجبور ہو گئی تھی مگر یہ سلسلہ تو نہ ختم ہونے والا لگ رہا تھا اور وہ اسے اب کسی بھی قیمت پر بند کرنا چاہ رہی تھی کیونکہ اس کی شادی ڈی ایس پی یزدانی سے طے کر دی گئی تھی۔ اس نے جب اس سلسلے میں راحیل سے بات کی تو اس کا جواب اسے مایوس کر گیا۔

''شاہانہ جتنا پیسا تم مجھے دے رہی ہو، یہ تمہارے لیے ایک حقیر سی پاکٹ منی کے برابر ہے۔ ساری عمر دیتی رہو گی تو میں بھی مزے سے کھاتا رہوں گا۔ ایک ہی دفعہ دو گی تو تم بھی مشکوک ہو جاؤ گی اور میں بھی سنبھال نہیں سکوں گا۔''

''بے غیرت۔'' غصے سے اس کا چہرہ کھول رہا تھا۔ آج اس کی مہندی تھی اور وہ اپنے ماضی کے اس شرمناک قصے کو شادی سے پہلے ختم کر دینا چاہتی تھی اور اب تو وہ ویسے بھی ایک ڈی ایس پی کی بیوی بننے والی تھی جن کی زندگی شک سے شروع ہو کر یقین میں بدلتی رہتی ہے۔ اس نے دوبارہ اس سے رابطہ کیا۔

''دیکھو تم میرے مشکوک ہونے کو چھوڑو اور اپنی ڈیمانڈ بتاؤ، میں آج اس فلم کی ماسٹر کاپی چاہتی ہوں۔''

''او کے اگر تم اتنا ہی اصرار کر رہی ہو تو مجھے سات بجے فارسٹ پارک میں ملو اسی کنول جھیل کے پاس جہاں ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔ ایسے کاموں کے لیے شام کا وقت مناسب ہوتا ہے جانِ من.....''

''رقم بتاؤ۔'' وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

''صرف دس لاکھ۔''

''یہ بہت زیادہ اماؤنٹ ہے۔ میں.....''

''او کے پھر گڈ بائے.....''

''ٹھہرو کوئی درمیانی راستہ نہیں ہے، میرا مطلب ہے کہ.....''

''فارسٹ پارک، دس لاکھ روپیا، ٹائم سات بجے۔'' تیزی سے کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

وہ جانتی تھی کہ اس رقم کے بعد بھی وہ اسے بلیک میل کرنا نہیں چھوڑے گا اس لیے اس نے آج اس کا قصہ تمام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

راحیل بٹ جھیل کے کنارے بڑی بے تابی سے شاہانہ کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اس نے شاہانہ کو اترتے دیکھا، وہ گاڑی بند کیے

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

بغیر ہی جھیل کی طرف آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ بھی تھا، وہ تیزی سے اس کے سامنے آگیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو شک بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ لو اپنی رقم اور مجھے فلم دو۔" وہ بیگ اس کی طرف پھینکتے ہوئے بولی۔

"ہاں، ہاں کیوں نہیں لیکن اس سے پہلے میں تمہیں آخری بار چھونا چاہتا ہوں، تم بڑی یادگار چیز ہو۔" وہ للچائی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیوں نہیں، میں بھی تمہارے جیسے شاندار مرد کو یہ آخری موقع ضرور دوں گی۔" وہ بناوٹ سے بھرپور انداز میں اس کی طرف بڑھی۔ راحیل بٹ نے اس کے رخسار کا بوسہ لیا اور فلم اس کو دے دی۔

"تمہارا شکریہ۔" وہ فلم لیتے ہی مڑی اور پھر یک دم دوبارہ گھوم کر اس نے اس پر فائر کر دیا۔ گولی راحیل بٹ کو جیسے ہی لگی وہ چھپاک سے جھیل کے گندے پانی میں گر گیا۔ شاہانہ نے جلدی سے جھک کر راحیل کے ہاتھ سے گرا بیگ اٹھا لیا اور اپنی گاڑی کی طرف تیز قدموں سے چل دی۔ اس کا سانس بے ترتیب انداز سے چل رہا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار پستول پکڑا تھا اور پہلی بار ہی گولی چلائی تھی لیکن بہرکیف وہ ایک قتل کر چکی تھی۔

☆☆☆

لڑکے کی طرف سے مہندی بس آنے ہی والی تھی لیکن لویزا ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کی بے چین نظریں وقتاً فوقتاً مہمانوں کو دیکھ رہی تھیں اور پھر بالآخر یزدانی مہندی کا لباس پہنے جب ہال میں پہنچا تو وہ قاتل حسینہ اس کے ساتھ ہی تھی۔ نہ جانے کتنے اس کے حسن کی تاب نہ لا کر قتل ہوئے ہوں گے۔ آج بھی وہ ارادۂ قتل سے ہی آئی لگتی تھی۔ اس کا حسن اس قدر پُرشباب تھا کہ عفان کی نظر بار بار بھٹک رہی تھیں۔ یزدانی سے گلے ملتے ہوئے وہ دانستہ اسے اگنور کر رہا تھا۔

"عفان اس سے ملو، میری کزن لویزا۔" یزدانی، عفان سے اس کا تعارف کراتے ہوئے بولا۔ لویزا، معنی خیز انداز میں مسکرانے لگی۔

"سر مجھے بہت اچھی طرح جانتے ہیں یزدانی۔" وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"سر....." یزدانی چونک اٹھا اور عفان کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہ میرے آفس میں ہوتی ہیں۔"

"سیدھی طرح بتائیے نہ کہ میں آپ کی پرسنل سیکریٹری ہوں۔" وہ جلدی سے بولی تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ عفان کو عجیب سا لگا۔ یزدانی حیرانی کا اظہار کرنے لگا۔

"ایکچوئلی کچھ دن پہلے ہی انہیں اپائنٹ کیا ہے، اس سے تذکرہ نہیں ہو سکا۔" عفان اب وہاں مزید ٹھہرنا نہیں چاہ رہا تھا۔

"ایکسکیوزمی، میں ذرا آنٹی انکل سے مل آؤں۔" وہ یزدانی کے والدین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا اور وہاں سے ہٹ گیا۔

"سر، میں نے کچھ غلط تو نہیں کہا۔" وہ اس کے پیچھے ہی لپکی۔

"یہ آفس نہیں ہے۔ تم مجھے عفان کہہ سکتی ہو۔" وہ اچٹتی نظر اس پر ڈال کر بولا۔ اسی وقت ایک جرنلسٹ اس کے پاس آگیا وہ فنکشن کی کوریج کے لیے آیا تھا۔

"سر، صرف دو سوالوں کا جواب۔" اس کے ساتھ کیمرامین نے ان کی تصویر لے لی۔ عفان کا یک دم ہی موڈ آف ہو گیا۔

"کیا پوچھنا ہے؟" وہ اب استفہامیہ انداز میں جرنلسٹ سے بولا تو وہ خواہ مخواہ ہی مسکرا دیا۔

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی سیکریٹریز کی گمشدگی میں آپ کا ہاتھ ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔" وہ بولا تو عفان کا چہرہ یک دم سرخ ہو گیا۔

"بکواس ہے سب، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، وہ سب گم ہونے سے پہلے ہی اپنی جابز چھوڑ چکی تھیں اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے کیا نہیں میں اس کا جواب دہ نہیں ہوں۔" اس کے لہجے میں کڑواہٹ سی گھل گئی۔

"سر، تعلق تو بہت گہرا ہے، گم ہونے والی تمام لڑکیاں آپ کی کمپنی میں آپ کی پرسنل سیکریٹریز رہ چکی ہیں۔" وہ خباثت سے بولا۔ "یہ ایک کوائنسی ڈینٹ ہے اور کچھ نہیں، پھر بھی اس کیس کی انوسٹی گیشن ڈی ایس پی یزدانی خود کر رہے ہیں جلد ہی حقیقت سامنے آجائے گی۔"

"ڈی ایس پی صاحب تو آپ کے دوست اور عنقریب بہنوئی بننے والے ہیں، وہ آپ کی فیور....."

"میرا خیال ہے آپ کے دو سوال پورے ہو گئے ہیں۔" عفان دوٹوک آواز میں بولا تو وہ ایک مرتبہ پھر منہ کی کھا کر رہ گیا۔

"تھینک یو سر۔" اب وہ لویزا کی طرف متوجہ تھا۔

"میڈم آپ عفان صاحب کی نئی پرسنل سیکریٹری ہیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔" لویزا کا چہرہ کھل اٹھا۔

"میں اپنی سیکریٹری کو تمہارے کسی بھی سوال کا پابند نہیں سمجھتا، چلو لویزا۔" عفان نے ایک دم ہی اس کا بازو کھینچا اور وہ اسے لیے آگے بڑھ گیا۔

"لیومی، یہ آپ کیا کر رہے ہیں، سب ہماری طرف متوجہ ہیں۔"

"باقر کم ہیئر۔" وہ اس کی بات اَن سنی کر کے اپنے ایک گارڈ کو بلانے لگا۔

"یس سر۔" سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"کل مجھے کوئی اخباری رپورٹر نظر نہ آئے، سمجھے۔"

"یس سر۔"

"تمہیں کسی رپورٹر کو بیان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ عام سی بات کو مرچ مصالحہ کے ساتھ پبلک میں پیش کرتے ہیں۔ شادی بیاہ کو بھی پریس کانفرنس سمجھنے لگتے ہیں۔"

"ایکسکیوزمی سر، سب ہمیں دیکھ رہے ہیں۔" وہ جھنجھلائی۔

"تو.....؟" وہ یک دم دہاڑا۔

"تو میرا بازو سر۔" وہ جلدی سے بولی تو عفان نے خجل ہو کر اس کا بازو چھوڑ دیا۔

"سر کل کا نیوز پیپر ضرور پڑھیے گا۔ آپ کے نئے ایڈیٹر کی خبر آئے گی۔" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں تھی اور عفان بے اختیار ہی اسے جاتا دیکھتا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

☆☆☆

شاہانہ نے جلدی سے سگریٹ کے دو تین لمبے لمبے کش لے کر اسے پھینک دیا۔ یہ اس کی زندگی کا آخری کش تھا۔ اس کے بعد اس نے یزدانی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ آئندہ اسموکنگ نہیں کرے گی اور اب وہ دانتوں پر برش سے پیسٹ مل رہی تھی۔ آج اس کی سہاگ رات تھی اور اسے پارلر تیار ہونے کے لیے جانا تھا۔ اس سے پہلے اسے ایک پارسل مل چکا تھا جس میں کل رات کی ساری کارروائی کی فلم موجود تھی اور اس کے ساتھ ہی اسے ایک پیغام ملا تھا کہ وہ راحیل کا کوئی دوست ہے جو ساری کارروائی کی فلم بنا رہا ہے اور اب پھر اس کی بلیک میلنگ شروع ہو چکی تھی۔ یہ سلسلہ تو جیسے شیطان کی آنت کی طرح پھیلتا لگ رہا تھا۔ اس کا دماغ مسلسل اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہا تھا۔ پارلر سے وہ میرج ہال پہنچی۔ نکاح ہوا اور پھر رخصتی کے بعد وہ یزدانی کی خواب گاہ میں پہنچی تو سوچتے سوچتے وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ سب کچھ یزدانی کو بتا دے گی اور اس کے بعد وہ پُرسکون ہو گئی۔ اب اسے یزدانی کا انتظار تھا۔

☆☆☆

"سر، فارسٹ جھیل سے ملنے والی لاش راحیل بٹ کی نہیں ہے۔ وہ تو جے نائن سیکٹر میں کچرا پھینکنے والے ایک سوئپر کی لاش ہے۔ وہاں کے ایک مقامی سوئپر نے ہی اسے شناخت کیا ہے اور اس سوئپر کی ڈیتھ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق ساڑھے چھ سے سات بجے کے درمیان ہوئی ہے اور ٹھیک سوا سات بجے راحیل بٹ کو گولی لگی لیکن اس کی لاش کے غائب ہو جانے کا مطلب ہے کہ راحیل بٹ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی اس میں ملوث ہیں۔" لویزا نے اپنی بات ختم کی تو یزدانی کسی گہری سوچ سے چونکا۔ وہ لویزا کے پاس آگیا جو فارسٹ پارک میں بننے والی فلم کو مانیٹر اسکرین پر دیکھ رہی تھی۔ راحیل بٹ کے جھیل میں گرنے کے بعد شاہانہ اپنا بیگ اٹھا رہی تھی۔

"اسے ریورس کرو جہاں پر راحیل بٹ کو گولی لگی ہے۔ میں اسے غور سے دیکھنا چاہتا ہوں۔" اور پھر اسے لینز زوم کر کے دیکھنے پر دونوں کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ گولی راحیل بٹ کے کندھے کے اوپر سے نکل رہی تھی۔

"یہ زندہ ہے۔" لویزا تیزی سے بولی۔

"اونہہ..... اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کچھ باقاعدہ پلاننگ سے ہوا، اسے پتا تھا کہ شاہانہ اسے ضرور مارنے کی کوشش کرے گی اور اس نے کی بھی لیکن خوش قسمتی سے یہ بچ گیا۔ اسے اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر تلاش کرو، لویزا یہ بندہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔"

"یس سر۔" لویزا کمپیوٹر آف کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جے نائن سیکٹر والے سوئپر پر ایک بندہ لگاؤ تاکہ پتا چلے کہ وہ کس لین کا کچرا اٹھاتا ہے اور کس سلسلے میں اسے مارا گیا ہے۔"

"یس سر۔"

"عفان کی چیکنگ رپورٹ کیا ہے؟" وہ صوفے کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے بولا۔

"میری رپورٹ کے مطابق کافی عرصہ سے وہ بھی وقتاً

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

فوتا اپنی سیکریٹریز کی گمشدگی کے چکر میں بلیک میل ہوتا رہا ہے۔"

"کیا.....؟" وہ بُری طرح چونکا۔ "لیکن مجھ سے اس نے کبھی ذکر نہیں کیا۔"

"اس کا جواب تو وہی آپ کو دے سکتا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک گہرا شخص ہے۔"

"کیا مطلب.....؟"

"سر ساغر ایس ٹی نامی ایک اسمگلر سے اس کا خفیہ رابطہ ہے۔ ان کی آپس میں کچھ ڈیلنگز بھی ہوتی رہتی ہیں اور ذرائع سے پتا چلا کہ وہ بیرونِ ممالک سے کچھ امپورٹ بھی کرواتا ہے۔"

"اور یہ تم مجھے اب بتا رہی ہو۔"

"سر، مجھے بھی کچھ دیر پہلے ہی پتا چلا ہے اس لیے میں نے آپ کو بُلوا لیا ہے۔"

"ٹھیک ہے، ساغر کی بھرپور چیکنگ شروع کر دو اور اس کی ایک ایک حرکت پر چیک رکھو۔"

"اوکے سر۔" لویزا مؤدب انداز میں بولی۔

"میں چلتا ہوں، شاہانہ میرا انتظار کر رہی ہوگی لیکن اب مجھے اس لڑکی سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔"

"بیسٹ آف لک سر۔" لویزا کی مسکراہٹ حوصلہ افزا تھی۔

☆☆☆

لگ بھگ رات کے ایک بجے وہ گھر پہنچی تو اس کی ماں گیٹ پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"مما آپ کو کتنی مرتبہ کہا ہے کہ یہاں مت کھڑی ہوا کریں۔ شہر میں بڑی وارداتیں ہو رہی ہیں کسی بھی وقت کچھ ہو سکتا ہے۔" وہ انہیں لیے اندر آ گئی۔

"میرے ساتھ اب مزید کیا ہو سکتا ہے بیٹی، تم نہیں ہوتی ہو تو میرا وجود مرنا شروع ہو جاتا ہے، تم جلدی گھر آیا کرو۔"

"مما ایسی نوکری میں دیر سویر ہو جاتی ہے، اینی ہاؤ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔" وہ صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے بولی۔ اس کے ہاتھ میں ایک خاکی لفافہ تھا۔ اس میں شاہانہ کی شادی کے فنکشن کی تصویریں تھیں جو کہ کچھ دیر پہلے ہی اس کے اسسٹنٹ نے ڈیولپ کرا کے بھیجی تھیں۔ کھانے کے ساتھ ساتھ وہ ایک نظر ان تصویروں کو بھی دیکھ رہی تھی۔

"لویزا پہلے کھانا کھاؤ پھر یہ دیکھنا۔" بیگم ثانیہ اس کے ہاتھ سے تصویریں لیتے ہوئے بولیں۔ تو وہ کندے اچکا کر کھانا تناول کرنے لگی۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو اس لڑکے کے ساتھ، کون ہے یہ....." وہ تصویر دیکھتے ہوئے بولیں۔

"یہی تو آج کل میرا باس ہے عفان گردیزی۔"

"کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟" وہ اچانک بولیں تو لویزا کا زوردار قہقہہ گونج اٹھا۔

"او مما جانی یہ بس میرا باس ہے اور کچھ نہیں۔"

"لیکن میں چاہوں گی کہ تم اسے کچھ اور بنا لو۔" وہ معنی خیز انداز میں بولیں اور ساتھ ہی تصویریں دیکھتی جا رہی تھیں، ایک تصویر پر اچانک ان کا ہاتھ رک گیا۔

"لویزا یہ..... یہ....." ان کا رنگ تیزی سے متغیر ہو رہا تھا۔ لویزا ان کی بدلتی کیفیت کو دیکھتی جلدی سے ان کی طرف بڑھی، اس وقت تک تصویریں ان کے ہاتھ سے گر کر بکھر چکی تھیں۔ بیگم ثانیہ ایک دم سے اپنی جگہ ڈھیر ہو گئیں۔ ان کی رنگت سفید لٹھے کی طرح ہو چکی تھی۔

"مما آر یو آل رائٹ؟" وہ تیزی سے ان کے پاس آ کر بولی لیکن اس وقت تک انہیں دورہ پڑ چکا تھا اور اب ان کے ہاتھ پاؤں مڑ رہے تھے، وہ تیزی سے فون اسٹینڈ کی طرف بڑھی اور اسپتال سے ایمبولینس منگوائی۔ اس نے جب سے ہوش سنبھالا تھا، اکثر اس کی ماں کو ایسے دورے پڑتے رہتے تھے۔ ڈاکٹروں کے علاج کے باوجود کہیں کوئی خوفناک گرہ ان کے دماغ کے لاشعور میں پڑ چکی تھی کہ وہ مکمل ٹھیک نہ ہو سکی تھیں۔ لویزا کی آنکھیں ان کی حالت پر آبدیدہ ہو گئیں۔

☆☆☆

ساغر ایس ٹی لگژری شیپ کے سن روم میں ایک شارٹ پہنے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں سونے کی موٹی چین تھی جس میں موجود لاکٹ پر اس کا نام کندہ تھا۔ ایک قیمتی سگار اس کے منہ میں تھا اور اس کے پہلو میں ایک اسپینش نژاد لڑکی تقریباً برہنہ حالت میں تھی۔ اس وقت اس کا ایک اسسٹنٹ دستک دے کے اس کے پاس آیا اور اس کا موبائل اسے دیا۔

"سر، عفان صاحب کی کال ہے۔"

"جی عفان صاحب کوئی نیا حکم۔" وہ ایک دم مؤدب ہو گیا۔

"مجھے کچھ کیمیکل گیسز کے سمپل چاہئیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہو جائے گا بادشاہو، میرا اکاؤنٹ بھر دیجیے تین

دن کے اندر اندر آپ کا کام ہو جائے گا۔"

"ایک بات اور..... تھوڑا احتیاط سے کام ہو ڈی ایس پی یزدانی آج کل بہت متحرک ہو کر کام کر رہا ہے۔"

"اوئے تسی فکر نہ کرو جی، احتیاط سے ہی تو ہمارا کاروبار چلتا ہے ورنہ اب تک حوالات کی سیر کر رہے ہوتے۔" وہ ایک نظر لڑکی پر ڈال کر ہنستے ہوئے بولا۔

"اوکے گڈ بائے۔" دوسری طرف سے کہہ کر کال منقطع کر دی گئی۔

"الو کا پٹھا، پیسے دیتے ہوئے مرنے لگتا ہے سالا کمینہ....." وہ غصے سے بڑبڑایا اور ایک مرتبہ پھر لڑکی کے ساتھ مگن ہو گیا۔

☆☆☆

بیگم ثانیہ کو ڈرپ لگی ہوئی تھی اور وہ قریب ہی ایک اسٹول پر بیٹھی تھی۔ آج صبح سے ان کی حالت کافی بہتر تھی۔ وہ ایک ٹک انہی کو دیکھ رہی تھی جب یزدانی اور شاہانہ کمرے میں آئے۔

"ہاں لویزا، آنٹی کی طبیعت اب کیسی ہے، ہمیں گھنٹا پہلے ہی تمہارے گھریلو ملازم سے فون پر پتا چلا کہ تم رات سے ان کے ساتھ اسپتال میں ہو۔"

"اب پہلے سے بہتر ہیں۔" وہ شاہانہ سے ملتے ہوئے بولی۔

"کیا ہوا تھا انہیں؟"

"کچھ نہیں، آپ لوگوں کی شادی کی تصویریں ہی دیکھ رہی تھیں کہ ایک تصویر پر نظر پڑی اور ان کی حالت خراب ہو گئی۔"

"تصویر کس کی تھی۔"

"میرے دیکھنے سے پہلے ہی سب تصویریں ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئیں اور نیچے گر کر بکھر ہو گئیں۔ اب یہ ہوش میں آئیں گی تو پتا چلے گا کہ تصویر کس کی تھی جس کی وجہ سے ان کا ری ایکشن اتنا شدید ہوا ہے۔"

"آج تو آپ کے ولیمے کی دعوت ہے آپ جائیے بس کچھ دیر میں ڈاکٹر انہیں ڈسچارج کر دیں گے تو میں آؤں گی آپ کی طرف۔" وہ بولی تو شاہانہ کے چہرے پر ایک شرمیلی سی مسکان پھیل گئی، وہ کافی خوش نظر آ رہی تھی۔

"جب تک ان کی طبیعت مکمل ٹھیک نہیں ہوتی تمہارا آنا ضروری نہیں ہے۔"

"اوکے۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولی اور کچھ دیر بعد وہ چلے گئے۔

"لویزا۔" بیگم ثانیہ کے ہونٹوں سے جیسے ہلکی سی آواز نکلی۔ وہ فوراً ان کے پاس آ گئی۔ وہ آہستگی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ جیسے جیسے سُن رہی تھی۔ اس کے چہرے کی رنگت بدلتی جا رہی تھی اور پھر انتہائی نفرت کے تاثرات اس کے چہرے پر پھیل گئے۔

☆☆☆

ہوٹل سیون اسٹار کی شاندار بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی شاہانہ تیزی سے لفٹ کی جانب بڑھی۔ آج اس نے راحیل بٹ قتل کے سلسلے میں بلیک میلر کو اس کی مطلوبہ رقم دینی تھی۔ وہ یہاں یزدانی کے مشورے پر ہی آئی تھی تاکہ بلیک میلر کا پتا چلایا جا سکے۔ اس کو سیفٹی دینے کے لیے دو محافظ بھی اس پر مسلسل نظر رکھے ہوئے تھے۔

تھرڈ فلور پر لفٹ کے رکتے ہی وہ تیزی سے اپنے مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھی۔ ایک راہداری کے ختم ہوتے ہی جیسے ہی وہ مڑی، کسی نے تیزی سے اسے کھینچ کر ایک کمرے میں دھکیلا اور دروازہ بند کر دیا۔

"ہوں، تو تم ڈی ایس پی کی بیوی بن کر آئی ہو لیکن مجھے بھی اپنا کام اچھی طرح کرنا آتا ہے۔" بولنے والے نے منہ پر ماسک چڑھایا ہوا تھا۔ وہ کالی لمبا تڑنگا سا نوجوان لگ رہا تھا۔

"م..... میں نے کیا کیا ہے، میں تو تمہیں پیسے دینے آئی ہوں۔ وہ واقعی خوف زدہ ہو چکی تھی۔ نوجوان کے ہاتھ میں پستول اس کے اوسان خطا کر رہا تھا۔

"بہت معصوم بن رہی ہو، اس معصومیت سے تم نے میرے دوست کا قتل کیا ہے۔" وہ اس کے بال کھینچتے ہوئے اسے دیوار کے ساتھ لگا کر بولا۔

"تمہارا دوست قتل نہیں ہوا ہے، وہ تیزی سے بولی اور پھر ساتھ ہی خاموش ہو کر پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ انجانے میں ہی اس نے راز فاش کر دیا تھا۔

"اچھا تو تمہیں پتا چل چکا ہے۔" وہ زہریلے لہجے میں بولا۔

"ن..... نہیں، مجھے کچھ پتا نہیں ہے۔" وہ جلدی سے بولی لیکن اچانک ہی اس نے اس کے سر پر پستول کا دستہ دے مارا، درد کی ایک لہر اٹھی اور وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی۔

☆☆☆

عفان اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل چیک کر رہا تھا جب زور سے دروازہ کھلا اور یزدانی غصے سے سرخ چہرہ لیے

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

اندر داخل ہوا۔

"عفان میں تمہیں گرفتار کرنے آیا ہوں۔"

"لیکن کیوں، میرا جرم کیا ہے؟" عفان حیرانی سے بولا۔

"تمہارا جرم ایک نہیں ہے کئی ہیں۔ سب تھانے جا کر پتا چلے گا، خاموشی سے میرے ساتھ چلو، میں نہیں چاہتا تمہیں تمہارے آفس میں ورکرز کے سامنے بے عزت کروں۔"

"لیکن کیوں، تم اس طرح میرے ساتھ پیش نہیں آسکتے، میری گرفتاری کے وارنٹ ہیں تمہارے پاس؟"

"وارنٹ لے کر ہی آیا ہوں۔" یزدانی کا چہرہ یک دم جذبات سے عاری ہو چکا تھا۔ عفان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ تھانے پہنچتے ہی سب انسپکٹر نے اسے بتایا کہ شاہانہ کو اغوا کیا جا چکا ہے۔ وہ یک دم سے غضب ناک ہو گیا۔

"تو تم اپنی بہن کو اغوا کرنے والی گھٹیا حرکت بھی کر سکتے ہو۔ بتاؤ شاہانہ کہاں ہے؟" یزدانی اپنے مخصوص اسٹائل سے دہاڑا۔

"یزدانی سکون سے یہاں بیٹھو اور مجھے تفصیل سے سب کچھ بتاؤ، شاہانہ کا اغوا کیسے ہوا؟ کس نے کیا، میں کچھ نہیں جانتا بلیوی میرے یار۔"

"شٹ اَپ بور ماؤتھ، تم جانتے ہو سب کچھ۔ میں تم سے ایک ایک جرم اگلوا کر رہوں گا۔ پہلے مجھے شاہانہ کا پتا بتاؤ۔" یزدانی کے تیور ہی آج بدلے ہوئے لگ رہے تھے۔

"شاہانہ میری بہن ہے میں اسے اغوا نہیں کروا سکتا۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا، تم کیا کہہ رہے ہو؟" عفان پریشان لہجے میں تقریباً چیختے ہوئے بولا۔

"مجھے پتا تھا تم ایسے نہیں مانو گے لیکن آج تمہیں اعتراف کرنا ہی ہوگا، تمہارے پاس ایک گھنٹے کا وقت ہے اچھی طرح سوچ لو۔ تم مجھے بہت عزیز ہو لیکن میرا فرض مجھے زیادہ عزیز ہے۔"

"خاور ان کا اچھی طرح خیال رکھنا، میں گھنٹے تک آتا ہوں۔" وہ مڑ کر سب انسپکٹر خاور سے بولا۔

"یزدانی میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"جب تک شاہانہ مل نہیں جاتی تم کہیں نہیں جا سکتے۔"

"اور تم بھی میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے جب تمہارے پاس ثبوت ہی نہیں ہے تو....."

"میں تمہارے پاس ایک گھنٹے تک آتا ہوں پھر تمہیں تمہارے جرموں کی تفصیل بتاؤں گا۔" وہ اس کی بات ان سنی کرتا میز سے اپنا موبائل اٹھا کر باہر چلا گیا۔

☆☆☆

ٹارچر سیل میں برقی چیئر کی پٹیوں میں جکڑے راحیل بٹ کا چہرہ پسینے میں شرابور تھا۔ اس کو بار بار بجلی کے جھٹکے لگائے جا رہے تھے، کچھ ہی دیر میں اس کا ضبط جواب دے گیا۔

"فار گاڈ سیک بند کرو یہ سب کچھ، میں بتاتا ہوں۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگا تو اسی وقت لویزا نے جو دوسرے کمرے میں دیوار گیر لگی بڑی اسکرین پر دیکھ رہی تھی اٹھ کر برقی بٹن آف کر دیا۔

"جب تک صحیح جواب دیتے رہو گے برقی جھٹکوں سے محفوظ رہو گے ورنہ....."

"میں بتاتا ہوں۔"

"یہ سب کچھ عفان صاحب کے کہنے پر ہوتا رہا ہے۔" وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔

"لیکن شاہانہ تو عفان کی سسٹر ہے پھر یہ سب کیوں؟"

"عفان کے والد اپنی ساری پراپرٹی شاہانہ کے نام کر گئے تھے۔ عفان کو پھوٹی کوڑی تک نہیں ملی تھی۔ اس کے انکل گریز آفندی نے اس کو اپنی پراپرٹی سے بزنس شروع کروایا تھا لیکن شاہانہ جب اپنی عیاشیوں میں پیسا تباہ کرنے لگی تو عفان نے اس سے پیسے ہتھیانے کا طریقہ ڈھونڈ لیا۔"

"لیکن پیسوں کے لیے کوئی اپنی بہن کی عزت سے نہیں کھیلتا۔"

وہ الجھے لہجے میں بولی تو راحیل بٹ کے نیم مردہ چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"شاہانہ اس کی سگی بہن نہیں ہے۔"

"اوہ....." سارا معما جیسے کھل کر سامنے آ گیا۔ "تو پھر وہ کون ہے؟"

"وہ اس کے والد کی دوسری بیوی کی اولاد ہے جس سے انہوں نے چھپ کر شادی کی تھی۔ عفان ان سب سے خوش نہیں تھا۔ ان کے آپس میں جھگڑے رہتے تھے جس سے تنگ آ کر کمال آفندی اپنی ساری پراپرٹی شاہانہ کے نام کر گئے۔"

"عفان کی سیکریٹریز کے قتل کیا جانے کا؟"

"مجھے براہِ راست تو کچھ معلوم نہیں کیونکہ لڑکیوں کے اغوا وغیرہ کا سارا کام مجید سے کرواتا ہے۔ مجید سے میری کچھ یاری بھی ہے وہ پہلے میرے محلے میں ہی رہا کرتا تھا پھر....."

"کام کی بات بتاؤ۔" وہ غصے سے بولی۔

"مجیدے نے ہی مجھے بتایا تھا کہ وہ زبردستی اپنی سیکریٹریز کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرتا ہے پھر ان کو اغوا کروا لیتا ہے۔"

"وہ ایسا کیوں کرتا ہے اور لڑکیاں کہاں ہیں؟" وہ تیز لہجے میں بولی، اس کا رواں رواں سنسنا رہا تھا۔

"جی یہ تو مجھے معلوم ہے نہ مجیدے کو۔"

"بکواس بند کرو، سیدھی طرح سے بتاؤ لڑکیاں کہاں ہیں۔"

"جی میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں۔" وہ گھگیاتے ہوئے بولا۔

"مجیدا ان لڑکیوں کو اغوا کر کے کہاں لے جاتا ہے یا کہاں پہنچاتا ہے۔"

"جے نائن سیکٹر کی اسٹریٹ ففٹی ایٹ میں ایک خالی کوٹھی ہے جی، وہ بس ان کو وہاں پہنچا آتا ہے اس کے بعد پتا نہیں کب وہ لڑکیاں غائب ہو جاتی ہیں۔ ہم دونوں نے کئی مرتبہ چیک بھی کیا ہے لیکن شاید بعد میں انہیں وہاں سے کہیں اور شفٹ کر دیا جاتا ہے۔"

"سافرائس ٹی سے اس کا کیا تعلق ہے، وہ اس سے کیا امپورٹ کرواتا تھا؟" وہ بولی تو وہ حیرانی سے اوپر دیکھنے لگا۔

"جی، وہ تو بڑا خطرناک اسمگلر ہے، مجھے نہیں پتا عفان صاحب اس سے کیا منگواتے ہیں۔" وہ مارے خوف کے کانپنے لگا۔ لویزا نے اٹھ کر اسکرین آف کر دی۔

"سر یہ اور کچھ نہیں جانتا، میرے خیال میں ہمیں مجیدے کو تلاش کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے کوئی کلیو مل جائے۔" وہ اے ایس پی کامران حمید سے بولی جس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"تمہیں یاد ہے لویزا، وہ سوئپر بھی ففٹی ایٹ کا ہی کچرا اٹھاتا تھا۔"

"سر، ایک منٹ۔" لویزا نے دوبارہ اسکرین اور مائیک آن کیا۔ راحیل بٹ کے جھکے سر پر جب لائٹ پڑی تو وہ اوپر دیکھنے لگا۔ "فارسٹ جھیل میں ففٹی ایٹ اسٹریٹ میں کچرا اٹھانے والے سوئپر کو تم نے قتل کیا تھا۔"

"میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا، میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ خوف سے لرزتے ہوئے بولا۔

"سوئپر کا قتل اسی دن ساڑھے چھ سے سات بجے کے درمیان ہوا، اس وقت تم ہی وہاں تھے اگر قتل تم نے نہیں کیا تو کس نے کیا ہے؟"

"مم..... میں کچھ نہیں جانتا۔ میں تو وہاں سات بجنے سے کوئی پانچ سات منٹ پہلے پہنچا تھا۔"

"لیکن جو موو ی شاہانہ کو بھیجی گئی وہ کس نے بنائی تھی۔"

"وہ تو مجیدے نے....." یک دم جیسے اسے یاد آ گیا۔

"ہاں، اس دن مجیدے نے وہاں ساڑھے چھ بجے پہنچ کر موو ی کے لیے مناسب جگہ دیکھی تھی تاکہ شاہانہ کو بعد

نادیدہ مددگار

امریکا کے دیہات کا ایک کسان خاندان ایک رات کو اپنے گاؤں میں سو رہا تھا۔ گاؤں سے تھوڑے فاصلے پر کچھ وحشی قبائلیوں نے اس گاؤں پر ڈاکا ڈالنے کا پروگرام بنا رکھا تھا جس کی اطلاع گاؤں کے کسی فرد کو نہ تھی کچھ دیر بعد اچانک اس کسان کی بیوی کا کاندھا پکڑ کر کسی نے زور زور سے ہلایا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی اس نے سوچا کوئی پڑوسن اسے جگانے آئی ہے لیکن تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں، کسی تنفس کا گزر اس کمرے میں نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اگر پڑوسن آئی بھی تو پھر غائب کہاں ہو گئی؟ کسان کی بیوی حیرت زدہ سی رہ گئی۔ اس نے سوچا شاید کوئی خواب تھا، لیکن سارے مکان میں گھوم پھر کر اس بات کا اطمینان کر لیا کہ گھر میں کوئی اجنبی تو نہیں گھس آیا تھا مطمئن ہو جانے کے بعد اس نے کھڑکی کھول کر یوں ہی بلا مقصد باہر کی طرف جھانکا تو اسے دور فاصلے پر شعلے بھڑکتے ہوئے نظر آئے۔ اس نے فوراً پہلے شوہر اور خاندان کے دیگر افراد کو جھنجوڑ کر جگایا نہ ہوتا تو اگلے نصف گھنٹے میں ان وحشیوں نے سارا مال اور اسباب لوٹ لینے کے بعد انہیں قتل کر دیا ہوتا۔

مرسلہ: ظفر سعید، فیصل آباد

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

میں بھی بلیک میل کیا جا سکے۔'' وہ بولا۔ تو لویزا اس سے مجیدے کا پتا پوچھنے لگی اس کے بعد اسکرین آف کر کے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''سر! میرے خیال میں مجیدے کو تلاش کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ ساغر ایس ٹی کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ وہ آج کسی وقت پاکستان آئے گا، اسے بھی گرفتار کرنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔''

''مس لویزا، آپ یہاں سے کچھ نفری لے کر مجیدے کی تلاش شروع کر دیں اور میرے خیال میں ہمارا کیس تقریباً حل ہو چکا ہے۔''

''یس سر۔'' وہ پُرامید لہجے میں بولی۔

☆☆☆

شاہانہ کو جب ہوش آیا تو اس نے خود کو مکمل تاریکی میں پایا، کچھ لمحے تو اسے بالکل سمجھ نہ آیا کہ وہ کہاں ہے پھر جب اس کے حواس تھوڑے نارمل ہوئے تو اسے یاد آیا کہ وہ کیسے یہاں تک پہنچی تھی۔ یزدانی نے اسے ہوٹل سیون اسٹار بھیجا تھا تاکہ بلیک میلر کو گرفتار کیا جا سکے لیکن بلیک میلر کافی چالاک ثابت ہوا اور نتیجے میں وہ یہاں تھی۔ اس نے تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا لیکن وہاں مکمل تاریکی تھی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ تھوڑا کسمسائی تو احساس ہوا کہ وہ بندھی ہوئی نہیں ہے۔ اس خیال سے مسرت ہوئی، وہ اٹھ بیٹھی، اس نے اندھیرے میں ہی ہاتھ پھیلا کر اپنے گردونواح کا جائزہ لیا۔ اس کا ہاتھ واپسی پر ایک دبیز سی چیز سے ٹکرایا اس نے ٹٹولا تو وہ کسی صوفے کا سائڈ کونا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھی اور صوفے پر ہاتھ رکھ کے آگے بڑھنے لگی۔ یہ تھری سیٹر صوفہ تھا اس کے خاتمے پر شیشے کا ٹیبل تھا اس پر ایک گلدان اور ایک ایش ٹرے پڑی تھی۔ وہ اندھوں کی طرح ہاتھ پھیر رہی تھی۔ آگے پھر ایک صوفہ تھا یہ غالباً ڈرائنگ روم تھا۔ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ جیسے ہی دیوار پر پڑا، وہ اس کمرے کا دروازہ تلاش کرنے لگی۔ تھوڑی سی کوشش سے وہ دروازہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسے یہاں قید کرنے والوں نے شاید دروازہ صرف بھیڑنے پر اکتفا ہی کیا تھا۔ وہ جلدی سے باہر نکلی لیکن ہر طرف تاریکی کا ہی راج تھا۔ وہ اس تاریکی سے اکتاہٹ کے باوجود آگے بڑھتی رہی، چلتے چلتے ایک دم ہی اس کا پیر ایک ٹھوس شے سے ٹکرایا۔ وہ لڑکھڑائی اور اچانک ہی گرنے سے بچنے کے لیے آگے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ ایک کھردری سی جگہ سے آ لگا۔ اس نے ٹٹول کر جائزہ لیا تو یہ ایک درخت تھا اس کی شاخیں بھی اسے اپنے وجود سے لگتی محسوس ہوئیں۔ ''تو کیا میں کسی کھلی جگہ آ چکی ہوں۔'' اس نے ایک لمحے کو سوچا۔

خوف کی ایک شدید لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹی اور پورے زور سے کسی سخت چیز سے لگی، اسی وقت جیسے بجلی چمکی۔ روشنی میں اسے اپنے اردگرد عجیب و غریب ہیولے نظر آئے۔ کوئی ہیولا بڑا تھا تو کوئی چھوٹا۔ اسے لگا وہ ایک قبرستان میں ہے، مارے دہشت کے وہ اپنی جگہ ٹھہر گئی۔ اسی وقت کچھ پرندوں کے پھڑپھڑانے کی آواز آئی جو اس تاریکی اور سناٹے میں اور دہشت ناک لگ رہی تھی۔ اس نے جیسے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھنے لگی۔ وہ اس جنگل سے چھٹکارا پانا چاہتی تھی۔ چلنے کے دوران بھی وقتاً فوقتاً بجلی چمکتی رہی اور پھر وہ ایک دروازے سے آ ٹکرائی۔

''جنگل میں دروازہ۔'' وہ ٹھٹک گئی لیکن پھر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اسے لگا جیسے وہ ایک قبر میں گھس گئی ہو۔ ہر طرف جیسے تازہ مردے منہ پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ کانپ کر دروازے سے لگ گئی۔ لحاتی روشنی پھر جاگی، ایک جھلسے ہوئے جسم اور بکھرے بالوں والی ڈائن ٹائپ عورت ہل ہل کر اسے بلانے لگی۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ مارے خوف کے جیسے اس کی زبان گنگ ہو گئی ہو۔ اسی وقت اسپرنگ پر جھولتی دوسری کٹی پھٹی عورت اس پر جیسے گرنے کو بے قرار تھی۔ ایک اور مردے کا گلا کٹا ہوا تھا اور اس سے جیسے خون نکل کر سارے جسم کو بھگو رہا تھا۔ یہ اور اسی طرح دوسرے کتنے ہی اور مردے جیسے اپنی قبروں سے نکل کر اسے دبوچنے کو بھاگنے لگے۔ وہ بے اختیار چیخی اور ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے دیوانہ وار بھاگنے لگی۔ اسی وقت یک دم سارا منظر روشن ہو گیا۔

☆☆☆

ان دونوں کے قہقہوں سے سارا کمرا گونج اٹھا۔

''آئی ایم پراؤڈ آف یو یزدانی، یہ سب تمہاری وجہ سے ہی ممکن ہوا۔'' گریز آنٹی ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے بولے۔

''ڈزن میٹر ہاؤ از مائی سوکالڈ وائف۔'' وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔

''وہ بھی ادھر ہی ہے سٹنگ روم میں، میں نے اسے خوف زدہ کرنے کا پورا پلان بنا لیا ہے۔''

''کیا وہ واقعی اپنی پراپرٹی ہمارے نام کر دے

پُرتنوع کہانیوں اور دلچسپ سلسلوں سے سجا سالِ نو 2018ء کا دلکش شمارہ

ماہنامہ پاکیزہ کراچی

شیریں حیدر اور رفعت سراج کے دل پزیر ناول اپنے کلائمکس کی طرف گامزن

حیا بخاری کی خوب صورت تحریر..... محبت لفظ ہے لیکن.....

زندگی کے حقائق سے پُر..... مؤثر مکالمہ نگاری کا حامل نسرین جمیل سیال کا مکمل ناول..... پل صراط

اسما قادری کی بے حد پُراثر تحریر..... حد

نوخیز کلی سی دوشیزہ کے لطیف احساسات کی داستان.....

میں خود کو کہیں رکھ کر بھول بیٹھی ہوں..... رخ چوہدری کے قلم سے.....

نئے سال کے لیے مایہ ناز رائٹر غزالہ رشید کا خصوصی تحفہ..... نہیں شکایتِ ہجراں.....

دلکش احساسات اور دلنشیں اندازِ بیاں کا امتزاج لیے نزہت جبیں ضیا کا پُرلطف ناولٹ حیاتِ جاوداں تو ہے.....

انٹرنیٹ کا بڑھتا ہوا بے جا استعمال اور اس کے نتائج جاننے کے لیے پڑھیے سیما رضا ردا کی انوکھی اور تیکھی تحریر..... سائن ان..... سائن آؤٹ

اس کے علاوہ

ثمر کاظمی، غزالہ عزیز، سلمیٰ غزل، عائشہ تنویر، بشریٰ ماھا، اسما طاہر و دیگر ہنرمند قلم کاروں کی دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں.....

اس کے ساتھ، ساتھ پڑھیے مستقل معلوماتی، تفریحی سلسلے جس میں خوش ذائقہ پکوان، احساسات سے پُر شاعری، ادبی لطائف اور سوچ و فکر کو وسعت دیتے دلچسپ مراسلات.....

PkPdf.Blogspot.Com

Downloaded From - PkPdf.Blogspot.Com

گی۔"

"شیور..... وہ اندھیرے سے بہت ڈرتی ہے۔ میں نے وہاں روشنی کا خاص میکنزم سیٹ کیا ہوا ہے۔ بس آج کی رات اور اگلی دو راتیں مجھے مزید کسی کا محتاج نہیں رہنے دیں گی۔ میں آزاد ہو جاؤں گا، مجھے کسی عفان کی شاہانہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔" گلریز آفندی پُرمسرت لہجے میں بولا۔

"وہ مجھے پیسے کا محتاج رکھتا تھا۔ پھنسا دیا احمق کو ہمیشہ کے لیے، نہ وہ لڑکیوں کے بارے میں کچھ جانتا ہے اور نہ کسی کو بتانے کے قابل رہے گا۔ پھانسی تو ضرور ہو گی، کیوں یزدانی؟"

"بالکل جناب لیکن میرا حصہ کھرا ہونا چاہیے یونہی تو اس راحیل بٹ کی معشوقہ سے شادی نہیں کی میں نے۔" یزدانی خباثت سے مسکرا دیا۔

"گلریز آفندی کا وعدہ ریت کی دیوار نہیں جو ڈھے جائے، آج رات میرے کچھ غیر ملکی مہمانوں کو میرے میوزیم کی سیر کرنی ہے۔ میں انہیں اپنے سیمپل سیل کروں گا پھر مجھے یہ ملک چھوڑنے میں زیادہ دن نہیں لگیں گے۔" گلریز آفندی رعونت بھرے انداز میں بولا۔

"آپ کے سیمپلز کی تفصیل پوچھ سکتا ہوں سر؟"

"یہاں اس پسماندہ ملک میں میرے جیسے دماغ کی ضرورت نہیں ہے یزدانی، بہت چھوٹا سائز ہے یہاں پر لینے والی تیسرے درجے کی مخلوق کا۔" وہ ہاتھ کے اشارے سے چھوٹائی واضح کرتے ہوئے بولا۔ "یہ کوئی رحم نہیں حقیقت ہے یزدانی، بتیس سال ہو گئے مجھے یہاں اپنا آپ ضائع کرتے ہوئے۔ میں نے اس ملک کو بہت کچھ دیا لیکن بہرحال جس مقام کا میں حق دار تھا وہ نہیں ملا۔ اب میں بھی اس ملک کو وہ نہیں دوں گا جو شاید اس کی تقدیر بدل دے۔"

وہ کچھ ثانیے کو بالکل خاموش ہو گیا۔

یزدانی بڑی اکتاہٹ سے اسے سُن رہا تھا۔ ہر بڑے اور نامور شخص کا یہاں یہی رونا رہا ہے کہ اسے وہ مقام نہیں ملا جس کا وہ متمنی تھا۔ ارے بھئی دوسروں کی تقدیر بدلنے والے کو یہ لوگ پھولوں کے ہار تھوڑا ہی پہنائیں گے۔ وہ اس معاملے میں بڑا خوش قسمت تھا اس نے اسی ملک میں رہتے ہوئے سب کچھ جس کا وہ خواہش مند تھا حاصل کر لیا تھا اس لیے وہ اپنی بیزاری کو چھپا بھی نہیں رہا تھا لیکن بہرحال اسے آفندی کی تقدیر بدلنے والی بات چونکا گئی تھی۔ اب کے وہ کافی پُرسوز لہجے میں بول رہا تھا۔

"سر، واقعی یہ ملک آپ جیسے ماہر نازلوگوں کی آماجگاہ کیسے بن سکتا ہے۔ آپ تو اس پرندے کی طرح ہیں کہ جس کے سر پر وہ بیٹھ جائے تخت تختہ سب کچھ اسی کا ہو جائے۔ یو آر ریئلی سپر جینئس سر۔" اس کی تعریف پر گلریز آفندی کے ماتھے کی لکیروں میں کافی بہتری آئی۔

"ساغر ایس پی کی گرفتاری اور عفان کے جیل جانے کے بعد آپ ہر گرفت سے آزاد ہو گئے ہیں۔ آپ کے جے نائن سیکٹر والی کوٹھی کے سوئپر کے قتل کا معاملہ بھی میں دبا چکا ہوں۔ کوئی اور خدمت۔"

"گڈ! ایکچوئلی وہ سوئپر کافی کچھ جان چکا تھا اور مجھے دھمکی بھی دی تھی بس میں نے مجبوراً سے کہہ کر اسے ٹھکانے لگوا دیا۔ اب ایک آخری کام کر دو۔"

"کیا.....؟"

"مجھے میرا آخری سیمپل چاہیے۔"

"میں سمجھا نہیں سر۔" یزدانی بے تحاشا چونکتے ہوئے بولا۔

"لویزا..... مجھے وہ حسین چہرہ چاہیے۔ میں اسے تاحیات زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔" گلریز آفندی کے چہرے پر بڑی متناطیسی چمک ابھری۔

"سر وہ بڑی ٹیڑھی قسم کی چیز ہے۔ معاف کیجیے گا آپ کو کس مقصد کے لیے درکار ہے وہ؟"

"وہ میری ڈرائنگ کا آخری ٹچ ہے۔ مجھے ہر قیمت پر وہ لڑکی چاہیے۔"

"بہتر جناب، اب مجھے اجازت دیجیے، لویزا میرا انتظار کر رہی ہو گی۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ اسی وقت تالی کی آواز پر دونوں چونک اٹھے۔ بیرونی دروازے سے اندر آتی لویزا کی شعلے برساتی آنکھیں ان دونوں پر مرکوز تھیں۔ ان دونوں کے چہرے فق ہو گئے۔

"ویل ڈن..... ڈی ایس پی یزدانی، تمہارا مکروہ چہرہ بے نقاب کرنے کے لیے پچھلے گیارہ ماہ سے میں مسلسل جدوجہد کر رہی تھی، آج اس کا ڈراپ سین ہو گیا ہے۔ تمہاری ہر بات ریکارڈ ہو چکی ہے۔" وہ ریکارڈر لہراتے ہوئے بولی۔

اور گلریز آفندی..... تم سے تو میرا حساب ہی بڑا پرانا ہے۔ میں واقعی تمہاری ڈرائنگ کا آخری ٹچ ہوں....."

"بس بہت ہو چکا، اب یہ ریکارڈر میرے حوالے کر دو۔" یزدانی نے پستول اس پر تان کے کہا۔

"میں اتنی آسانی سے سرنڈر کرنے والوں میں سے

نہیں ہوں ڈی ایس پی یزدانی....." وہ نڈر لہجے میں الٹے پیر پیچھے کو ہٹتے ہوئے بولی تو یزدانی نے فائر کر دیا۔ وہ جھکائی دے کر خود کو بچا گئی۔ یزدانی نے بوکھلاتے ہوئے تین چار فائر اور کیے لیکن وہ الٹی قلابازیاں کھاتی دروازے سے باہر نکل بھاگی۔

"سر میں اسے دیکھتا ہوں لیکن آپ شاہانہ کو یہاں سے نکال لیجیے۔" یزدانی تیزی سے بولتا باہر کی طرف بھاگا۔

☆☆☆

"لٹی کہاں ہو تم.....؟" وہ اسے پیار سے لٹی کہتا تھا۔ وہ جیسے ہی روشنی میں آئی ٹھٹک گئی۔ اس کے اردگرد چار دیواری تھی۔ وہ پہچان چکی تھی کہ یہ اس کے انکل گلریز آفندی کا میوزیم تھا جسے وہ قبرستان سمجھتی تھی۔ گلریز آفندی سے چھپ چھپا کے وہ یہاں آتی رہتی تھی۔ وہ ہیولے مختلف قسموں اور سائز کے میزائل کے نمونے تھے وہی وحشت ناک درخت اور عجیب و غریب پرندے اپنی چونچیں لڑا رہے تھے اور جنہیں وہ قبر سے نکلے مردے سمجھ رہی تھی وہ زندہ لڑکیوں کے مجسمے تھے جو غالباً اس کے انکل کی درندگی کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ وہ غالباً ان لڑکیوں کو اپنے تجربوں میں استعمال کرتا رہا تھا۔ ان میں سے صرف ایک لڑکی کا چہرہ قابل شناخت بچا تھا جو صبیحہ تھی۔ کچھ عرصے قبل اس کے بھائی کی سیکریٹری رہ چکی تھی اس بے چاری کا پورا جسم تابکاری کی نذر ہو چکا تھا۔ اسے ان سب کو دیکھ کر ابکائی آنا شروع ہو گئی۔

"تو کیا انکل ان سب کو اغوا کرتے رہے اور بھائی ناحق....."

"افو لٹی جاناں کہاں ہو تم، اب میرے سامنے آجاؤ۔"

آواز قریب آتی جا رہی تھی اور وہ اس آواز کو لاکھوں کے مجمع میں بھی پہچان سکتی تھی، یہ گلریز آفندی تھا۔ وہ تیزی سے آگے کو بڑھی یہ غالباً انکل کی لیبارٹری تھی وہ یہاں کبھی نہیں آئی تھی۔ یہاں پر بڑے بڑے کیبنز تھے اور مختلف قسم کی جدید مشینری رکھی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے ایک بڑی مشین کے پیچھے چھپ گئی اس کا سارا جسم پسینے سے شرابور تھا اور دل خوف سے کانپ رہا تھا اس کا انکل اسے ڈھونڈتا ہوا یہیں آ رہا تھا۔

"دیکھو لٹی مجھ سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، میں تمہیں بہت اچھی حالت میں رکھوں گا میرے سامنے آؤ۔" وہ اب شاید مجسموں والے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ شاہانہ کا مارے خوف کے دل بیٹھا جا رہا تھا۔ اسے اپنے انکل کی شکل میں ایک ڈریکولا تیزی سے اپنی طرف بڑھتا محسوس ہو رہا تھا۔

"ان خوب صورت مجسموں کو دیکھو گی نہیں کہ میں نے انہیں کیسے امر کر دیا۔ یہ اب کروڑوں میں بکیں گے لیکن میں تمہیں نہیں بیچوں گا تمہیں تو میں اپنے پاس رکھوں گا۔ بہرحال تم تو میرے بھائی کی نشانی ہو۔"

شاہانہ کے پورے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی تو کیا انکل مجھے بھی کسی تجربے کی نذر کرنے والے ہیں۔ اس نے تیزی سے کسی ہتھیار کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔

"یہ سب بھی اسی طرح چھپتی رہی تھیں۔ بلی چوہے کے کھیل میں مجھے بڑا مزہ آتا ہے۔ بلی ہمیشہ سپر پاور ہتی ہے ایک چوہے کے لیے..... جیسے اس تھرڈ ورلڈ ملک کو امریکا بلی بن کر نچاتا ہے ایسے ہی..... تم میری بات سمجھ رہی ہو نہ مگر تم ہو کہاں، دیکھو آج میں زیادہ بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا۔ تم آرام سے اس کیبن میں آجاؤ میں تمہیں ان سب سے کم تکلیف دوں گا۔" گلریز آفندی کے لہجے کی خوش مزاجی ایک دم کرخت ہونے لگی۔ وہ ایک لمبا سا لوہے کا راڈ حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"اور ہاں اس کیبن میں جانے سے پہلے تم ان پیپرز پر سائن بھی کر دو تا کہ تمہاری پراپرٹی یزدانی کے نام ہو سکے۔ بہت اچھا بچہ ہے۔ میرے لیے اس نے بہت تعاون کیا ہے، آخر جاتے جاتے اسے کچھ ملنا ضرور چاہیے۔" اس کے لہجے کی خباثت نے شاہانہ کو مزید لرزا دیا۔ اوپر سے یزدانی کے بکنے والے انکشاف پر وہ جیسے ٹوٹ گئی۔ ابھی تک اسے حوصلہ تھا کہ وہ ایک ڈی ایس پی کی بیوی ہے۔ وہ ضرور اس کی بازیابی کے لیے کچھ کر رہا ہو گا لیکن اب وہ جیسے ہمت ہار گئی۔

میں جان چکا ہوں کہ تم یہاں ہو، آرام سے باہر آجاؤ، ورنہ میں بے ہوشی کی گیس پھینک کر بھی تمہیں حاصل کر سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔" وہ بولا تو وہ ہمت کر کے اٹھ کھڑی ہوئی جب مرنا ہی ہے تو مقابلہ کرنا چاہیے۔

"گڈ، تم شروع سے ہی اچھی رہی ہو لیکن تمہارا باپ چپکے سے اپنی پراپرٹی تمہارے نام نہ کرتا تو مجھے اتنے پاپڑ نہ بیلنے پڑتے۔ بہرکیف عفان جیل جا چکا ہے اسے کم از کم پھانسی کی سزا ضرور ہو گی۔ یہ میں تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں

PkPdf.Blogspot.Com

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

PkPdf.Blogspot.Com کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔

کتابوں کی قیمتوں کی وجہ سے اگر آپ کو خریدنے کے بعد کتاب پسند نہیں آتی تو آپ کا اس سے مالی نقصان بھی ہو گا ہمارا مقصد یہی ہے کہ اگر آپ کو ہماری ویب سائٹ سے کوئی کتاب پسند آتی ہے تو رائٹر کو اسکا حق ضرور دیں اور کتاب خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بنائیں۔

ہم PkPdf.Blogspot.Com آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی PkPdf.Blogspot.Com کا نام اچھی طرح زہن نشین کرلیں۔ تا کہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو با آسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تا کہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

PkPdf.Blogspot.Com

تاکہ تم سکون سے مرو۔ ناؤ کم ہیئر۔" وہ آہستگی سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ بھی گولائی میں سرکتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

"مجھے صرف ایک بات کا جواب دیجیے انکل، آپ نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ ان بے قصور لڑکیوں کو اپنی درندگی کی بھینٹ کیوں چڑھایا؟" وہ قدرے دلیری سے بولی تو وہ قہقہے لگانے لگا۔

"یہ سب میرے پچھلے تیس سالوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ میں سپر پاورز کو اپنی حیران کن ایجاد بیچوں گا۔ یہ سب لڑکیاں میرے تجربات کی بنیاد فراہم کرتی رہی ہیں۔ میں اب ایک ایسا اینٹی اٹر کرافٹ میزائل سامنے لا رہا ہوں جس کے مہلک اثرات انسانی جسم پر اثر انداز نہ ہوں۔ یہ جو لڑکیاں نظر آرہی ہیں، ان پر میں نے تابکاری، نیوکلیئر، کیمیکل، گیسی اثرات کا تجربہ کیا اور بالآخر میں وہ چیز تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جس سے انسانی جسم بچے رہیں گے۔ یہ میری حیران کن ایجاد ہے اور اب اس کا تجربہ میں تم پر کرنا چاہتا ہوں، ناؤ کم ٹومی بے بی، اب بہت ہو گیا میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔" وہ درشت لہجے میں بولا۔

"لیکن ہمارا تو آپ سے خون کا رشتہ....."

"میرا کسی سے خون کا رشتہ نہیں ہے سمجھیں تم، یہاں سب سے بڑا اور آفاقی رشتہ دولت اور شہرت ہے اور اب بند کرو یہ بکواس۔" وہ تیزی سے اس کی جانب جھپٹا۔ اس کے چہرے پر موجود درندگی شاہانہ سے چھپی نہ رہ سکی۔ اس نے راڈ اٹھا کر اس کے سر پر مارنا چاہا لیکن وہ راڈ پر قبضہ جما چکا تھا اور اب وہ کسی بے آب مچھلی کے مانند تڑپ رہی تھی۔ اس نے گریز آفندی کے کان پر کاٹ لیا۔ وہ بلبلایا اس کے ہاتھوں کی گرفت جیسے ہی ڈھیلی پڑی، وہ باہر کو بھاگی۔

گریز آفندی اس کے پیچھے لپکا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ واپس اسی لیبارٹری روم میں پلٹنے پر مجبور ہو گیا۔ باہر پولیس کی بھاری نفری نے میوزیم کو گھیر لیا تھا۔ لویزا کے ریوالور کا رخ گریز آفندی کی طرف اٹھا، وہ الٹے پاؤں پیچھے بھاگا۔

شاہانہ کو پولیس کی کسٹڈی میں دے کر وہ لیبارٹری میں داخل ہوئی۔ گریز آفندی بزدلوں کی طرح ادھر ادھر چھپنے کی جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔

"دوسروں کی بیٹیوں کو کسی درندے کی طرح چیرنے پھاڑنے والے اپنی بیٹی کو دیکھ..... میں تمہاری موت بن کے کھڑی ہوں۔" وہ نفرت سے بھرپور لہجے میں بولی۔

"بب..... بیٹی، تت..... تم....." وہ ہکلایا۔

"ہاں، ثانیہ آفندی کی بیٹی ہوں میں جو تمہارے جیسے وحشی کی درندگی کی نظر ہو کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھی ہے۔" وہ انکشاف کر رہی تھی اور وہ پھٹی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم میری بیٹی ہو....."

"شٹ اپ! تمہارے منہ سے یہ لفظ بیٹی سجتا نہیں ہے۔ لیکن میں تمہیں آسان موت نہیں دوں گی نہ پولیس کے حوالے کروں گی۔ میں مانتی ہوں کچھ سپر طاقتیں تمہیں بچا لیں گی۔ آج تم اپنی بیٹی کی عدالت سے اپنی سزا پاؤ گے۔" وہ کڑے لہجے میں بولی۔

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تم میری بیٹی ہو، آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ، پلیز....."

"تمہارے سینے سے لگنے سے بہتر ہے خودکشی کر لوں کیونکہ تم وہ سانپ ہو جو اپنے بچوں کو بھی کھا جاتا ہے۔" وہ پیڑول کا ایک کین لیک کرتے ہوئے بولی۔

"ارے..... ارے ایسا مت کرو..... مم..... میں مر جاؤں گا۔" وہ اس کی حرکت دیکھ کر تیزی سے بولا۔ فطرتاً وہ بزدل تھا اپنے دفاع کے لیے کچھ کرنے سے قاصر۔

"تم کوئی لافانی زندگی لکھوا کر نہیں لائے ہو جو مرنے سے ڈر رہے ہو۔" اس کے لہجے میں وحشت تھی۔ وہ تیزی سے باہر لپکی اور لیبارٹری کا دروازہ بند کرتے ہوئے وہ اندر فائر کرنا نہ بھولی تھی۔

لیبارٹری کے اندر دھماکے ہو رہے تھے لیکن بلٹ پروف دیواریں سب کچھ سہنے کی طاقت رکھتی تھیں۔ وہ ثابت کر چکی تھی کہ آفندی ڈرائنگ کا وہ فائنل ٹچ تھی۔

"میڈم، یہ آپ نے کیا کیا؟" ایک سپاہی آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

"سانپ اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے لیکن یہ بات کبھی الٹ بھی ہو جاتی ہے۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر غم کی ایک لکیر بھی نہیں تھی۔

☆☆☆

"آج عفان کی لویزا کے ساتھ سہاگ رات تھی۔ ڈی ایس پی یزدانی گرفتار ہو چکا تھا۔ شاہانہ ایک نارمل لائف گزارنے لگی تھی اور لویزا نے کسی کو یہ راز نہیں بتایا تھا کہ وہ گریز آفندی کی بیٹی تھی۔ وہ اپنی زندگی کو مزید تاریک نہیں کرنا چاہتی تھی۔ عفان اپنی سیکریٹری کم بیوی کو انسپکٹر کے روپ میں دیکھ کر پہلے حیران اور پھر قربان ہو گیا۔

gspot.Com